بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اُسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب حقائق منقول

جذب القلوب
ترجمہ مرغوب

... اردو زبان ...

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و سرمۂ چشم ارباب ایقان ہے بہ تصحیح مالا کلام بحسن اہتمام سنجیدہ و عین انتظام پسندیدۂ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مین طبع ہوکر چھپا

۱۸ جز ۳

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی از ان ہم اس کتاب کے ٹیل پیج کے تین صفحہ جو سادہ رہ جاتے ہین کتب اخلاق و موعظت وغیرہ فارسی واردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب متفرقہ مذہبیہ

تذکرۃ المعاد۔
فتوح الحرمین۔ منظوم مع نقشہ جات کاغذ سفید کندہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی حنائی۔
ہفت تماشائے قتیل۔
تحقیق الانساب۔
رسالہ قاضی قطب۔
تذکرۃ العجیبہ۔
خصائل السعادت۔ مطبوعہ [illegible]ھ
گلدستۂ عقائد۔
تطہیر الاسلام۔
تبیان فی احکام الدخان۔
روضۃ الشہدا۔
کربلائے معلی۔ معروف بہ کربلا نامہ کاغذ سفید چکنا۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی حنائی۔

شرح اوراد فتحیہ مع شرح دعاء رقاب و خلاصہ اوراد۔
اسرار الاولیاء۔
گنج رنج۔ فی نبایت الستور کاغذ سفید۔
ایضاً۔ کاغذ حنائی رسمی۔
میزان الفرقان۔
نقوش معظم۔ دافع ہر درد و غم وحفاظت اطفال
دعائے گنج العرش۔ مع نقش مقفل۔
شرح سفر السعادت از شاہ عبد الحق دہلوی۔
مجموعۂ اوراد۔ و وظائف مسائل حج دعا۔
جواہر القرآن۔ مترجم مطبوعہ [illegible]ھ
رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت و حرمت جانوران مطبوعہ [illegible]ھ۔
شواہد النبوۃ۔
معارج النبوۃ۔
مدارج النبوۃ۔ دو جلدین۔

تمام شد

فہرست مرغوب القلوب ترجمہ اردو جذب القلوب الی دیار المحبوب

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اُسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب و حقانیت مسمّیٰ

جذب القلوب
ترجمہ مرغوب

[illegible] زبان اردو [illegible]

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل بصیرت اور تمیمہ آگاہی ارباب ایقان ہے بہ تصحیح مالا کلام بہ حسن اہتمام سنجیدہ و بیمن انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور میں کانپور طبع ہوکر چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہے کہ خارج از حیز امکان ہے اوسکی نعم غیر متناہیہ کی احصا نہین کہ داخل دائرہ احصا نہین ہر فرد مخلوقات مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین خلاصہ یہ ہے براہین ابطال تسلسل بے سود ہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا اسپر دلیل ہے پھر شکر بجا لانیکا سبیل ہے بلکہ ہم لائے ایک معرفت ایک نعمت عظیم ہے رحمۃ للعالمین کا ارسال ہے اونکے ادائے شکر واجب کما ینبغی ذوات ممکنہ سے محال ہے وجود باوجود اون کا اصل وجود عالم ہے اور جود و نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی بشارت عامہ ہے اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علت غائیہ ہے زمانہ ظہور اونکا خیر ازمنہ و دہور ہے اور مضجع شریف اونکا قرار گاہ سبعین الف ملک فی کل یوم الی یوم البعث والنشور ہے کہ منبع خیر و برکات اوسکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہے محبت اونکی وسیلہ نجات ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اما بعد پوشیدہ نرہے کہ بندۂ درگاہ احد محمد عبد الاحد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتمۃ البررۃ المحصلین محیی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

---

(۱) اگر شمار کرو تم نعمتین خدا کو نہ پاؤ تم اوسکو ۱۲ (۲) میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنے والون میری امت سے ۱۲ (۳) مرقد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگہ زیارت ستر ہزار فرشتون کا ہے ہر دن اور ہر رات مین روز قیامت تک ۱۲

معدن الصفات الرضیہ منبع الملکات المرضیہ من آیات الباری شیخنا وامامنا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی البخاری قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفًا وتعظیمًا وتکریمًا مین تالیف کی ہو زبان اردو مین ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہین ہین اس سے بہرہ یاب ہون اور سو جان سے قربان تام بلبل خطی کتاب ہون لیکن جو چند در چند سے اس کا میسر ہوا کہ ۱۲۷۰ھ مین سید العلما سلطان الفضلا امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث والفقہ والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشد زادۂ آفاق مولانا شاہ عبد الحق بن شیخ سادۃ الواصلین سید شیوخ العارفین سرخوش رحیق مروق خمخانۂ تحقیق سرجوش صہبائی فیض اماے تدقیق سرمست نشۂ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دامای گوہر اماے توحید سیاح کرۂ پر موجۂ تجرید سیاح اقالیم کشف شہود پر تو خورشید ہمیں الوجود ثمرۂ شجرۂ باغستان رشادت وہدایت رائحۂ طیبۂ چمنستان فضل وولادت شیخ معرفت پیر طریقت شبلی دوران جنید زمان الشیخ الاجل الکامل الفحول مولانا ومرشدنا حضرت سید شاہ غلام رسول بریلوی ثم الکانفوری روح اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام وزیارت مرقد سید الانام علیہ وعلی آلہ السلام سے شرف حاصل کرکے مراجعت فرماکے وارد دار الامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر کمال مشتاق ہوکر حاضر آستانۂ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنائے دلی کا کہ مدتہا سال سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپکی خدمت معلی مین مظہر ہوا آپ نے از راہ کمال عنایت میری عرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند عرصہ مین کمال خوبی اور لطافت کے ساتھ ترجمہ لکھا اللہ تعالی آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور اس ترجمے مین ایک لطف اور بھی ہے کہ اوسکے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو جو تغیرات وتبدلات مدینہ طیبہ مین زمانۂ حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہین ہمارے حضرت نے اوس کی طرف بھی جہان جہان مناسب تھا ارشاد فرمایا ہے اور اس ترجمۂ شریفہ کا نام ترجمۂ مرغوب جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالے مسلمانون کو اس نفع پہونچاوے بحرمت

سید الامجاد وہو الھادی

الی سبیل الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد اسکے جاننا چاہیے کہ بندہ مسکین ضعیف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی غفر اللہ لہم سن بارہ سو اناسی ہجری نبوی مین ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف و سعادت حاصل کرکے دار الامارۃ کلکتہ مین وارد ہوا اور کسی جہت سے بندے وہان ٹھہرا اوس درمیان مین مسلمانان کلکتہ خصوصاً دوست دلی محب قلبی فاضل بے بدل عالم باعمل مولوی قاضی عبد ابو احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کے پاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو مین لکھا اللہ تعالےٰ قبول فرمائے اور مسلمانون کو اوس سے نفع پہونچائے بھائی مسلمان کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اس ترجمے مین جہان کہین غلطی پاوین اصلاح فرماوین کہ موجب اجر و ثواب ہوگا وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتصام حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے مین علماے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار مین کتابین لکھی ہین اور اون سب مین

لہ سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار ہے تمام عالم کا اور نکوئی عاقبت کی ثابت ہے واسطے پرہیزگارون کے اور رحمت کا ملہ نازل ہوجیو اوپر رسول اوس کے کے کہ اسم مبارک اونکا محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوپر آل اور اصحاب اونکے کے اور سب پر ۱۲ سلہ اور اوپر اللہ کے بھروسا ہے اور باستعانت اوسکے گناہون سے بچنا ہے ۱۲ —

تالیفات عالم المدینہ سید نور الدین علی بن سید عفیف الدین عبد اللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی رحمۃ اللہ
علیہ کے مشہور تر اور عمدہ ترین تواریخ مین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ہے کہ جسکو
اوسکی دوسری کتاب مسمی باقتفاء الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنیکے سن آٹھ سو چھیاسی مین مختصر
کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوس مین جل گئی اور مختصر اوسکا
سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہے کہ سارے احوال مدینۂ طیبہ اور وقائع
و حوادث جو اوس مین واقع ہوئے ہین اور احادیث و آثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے
ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلافات اقوال کے اوس مین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو تنانوے
مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح و مہذب منتخب کیا اور اوسکا
نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی رکھا اب اس زمانے مین مشہور و متداول آدمیون مین یہی خلاصہ
ہے اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب وفاء الوفا کے تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات
مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین اور سید سمہودی علیہ الرحمہ
کا ایک رسالہ اور ہے کہ جس مین خاص قصۂ آتش زدگی اور منہدم ہو جانے مسجد شریف
اور لوگون کے تاخیر کرنے کا سبب اوسکی تجدید عمارت مین مذکور ہے اور اس رسالے
مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہے کچھ اس رسالے سے بھی جہان
چاہیے تھا نقل کیا ہے اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھ نقل کیا گیا ہوگا
تو بے ذکر ماخذ نہوگا الا ماشاء اللہ اور اس کتاب مسمی جذب القلوب الی دیار المحبوب
کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینۂ طیبہ مین ہوئی اور صاف کرنے کی
توفیق سن ایکہزار ایک مین بلدۂ دہلی مین پائی و اللہ الموفق للعباد و منہ الاستعانۃ فی
المبدا و المعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین **باب پہلا**
تعداد اسما و القاب شریفہ مدینۂ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً مین **باب دوسرا**
اس بلدۂ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین **باب تیسرا**
اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب
سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

رہتے تھے باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلاۃ والتسلیم
مین باب پانچوان بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لیے گئے باب
چھٹا کیفیت بناے مسجد شریف نبوی اور سارے مقامات عالیہ مین باب
ساتوان اون تغیرات وزیادات کے بیان مین جو بعد رحلت فرمانے حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ائمہ وسلاطین وامراے کے ظہور مین آئے اور
اوضاع واحوال کے ذکر مین بر سبیل اختصار واجمال باب آٹھوان مسجد شریف
اور روضہ مین ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل وخصوصیات ومناقب مین
باب نوان ذکر بناے مسجد قبا اور مساجد نبویہ مین جو ماثورہ ہین اور مظاہر انوار
محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلے آلہ واصحابہ اجمعین صلوۃ کاملۃ باب دسوان بعضے
اون کنوون کے ذکر مین جنھین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرف فرمایا ہے اور
مشہور وماثور ہین باب گیارھوان اون بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر مین جو مکے
و مدینے کی راہ مین ماثور ومشہور ہین باب بارھوان بیان فضائل بقیع الغرقد اور
ذکر مقابر مشہورہ مین جو اس مین واقع ہین باب تیرھوان بیان فضائل جبل احد
مین کہ محب ومحبوب سید الانبیا ومنزل سید الشہدا ہے صلے اللہ علیہ وسلم ورضی عنہ
باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
مین کہ مقصد اعلی ومطالب اقصاے مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم
الصلوۃ والتسلیمات مین باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس
سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ واجب ہے یا مستحب اور بیان توسل
واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت مآب ورسالت مآب کے علیہ وعلی آلہ
الصلوۃ والسلام باب سولھوان ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت
خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور مع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے مین باب
سترھوان ذکر فضائل درود مین اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

پہلا باب

تعداد اسما و القاب شریف مدینۂ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً مین جاننا چاہیے کہ کثرت اسما دلیل ہے
عظمت مسمّی پر چنانچہ کثرت اسمائے الٰہی جلّ سلطانہٗ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وسلم اسبات پر دلیل ہے اُنھین مین جسوقت ہر نام مشتق ہوا چھے ماخذ سے اور سوا مدینۂ منورہ کے کوئی
شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علمانے ڈھونڈھکر سو نام کے قریب نکالے ہین اور
بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور ان اوراق مین فقط جتنے نام کہ اُس کی
شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آئے ہین بسم اللہ العلی العظیم ایک طابہ ہے
بتخفیف بای موحدہ دوسرا طَیْبَہ بسکون یای تحتانیہ تیسرا طَیِّبَہ بتشدید تحتانیہ چوتھا [illegible] اور
جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہے کہ جتنے نام حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہین اونھین کو لینا چاہیے مگر شاید اس مقام مین دعویٰ پائے جانے
کسی دلالت کا جواز توسیع پر گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامون کا اطلاق مدینۂ منوّرہ پر
کئی سبب سے ہے ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہے نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ وہانکی ہوا سلیم طبعون
کے ساتھ موافقت رکھتی ہے تیسرے یہ کہ وہان بوے بد کا نام و نشان نہین چوتھے یہ کہ ہر چیز وہانکی اچھی
ہے لوگ کہتے ہین کہ مدینے کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو
مین یہ بات نہین ہے اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہو ابو
عبداللہ عطار کہتے ہین شعر بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا ۞ فما المسک والکافور والمندل الرطب
اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی مین ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی
خوشبو مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت مین کچھ
عجیب نہین جہان خوشبو مین انفاس حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہونچی ہون وہان خوشبو
مشک و عنبر کی حقیقت کیا ہے بیت وران زمین کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست ۞ چہ جاے
دم زدنِ نافہاے تاتاریست ۞ اور بھی وہان جتنی خوشبو کی چیزین پھول وغیرہ ہین اونکی

ل یعنی ساتھ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو ہوگئی ہوا اور مدینہ پس کیا چیز ہے مشک اور کافور اور صندل ۱۲

خوشبوئین کچھ ایسی دیکھی ہین کہ اور جگہ کی چیزون اور اس قسم کی خوشبوئین ہرگز نہین پائی جاتین خصوصًا گل سُرخ ہین کہ ساتھ نسبت خاص آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معروف ہے بیت از نسیم جان فزایت تنِ مُردہ زندہ گردد ، ذکر نام باغی اسے گل کہ چنین خوش ست بویت آور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان اللہ اوحی الیہ ان المدینۃ طابۃ آور بھی ابن منبہ سے منقول ہے کہ نام مدینہ طیبہ کا توریۃ مین طابہ اور طیبہ اور طیبہ ہے آور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہو کہ جو شخص زمین مدینے کی طرف بدی کی نسبت کرے یا وہان کی ہوا کو اچھی نہین وہ شخص واجب التعزیر ہے اُسکو قید کرنا چاہیے جب تلک توبہ کرے زبان نبوت سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب اور اثرب بروزن مسجد کے کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے و تبارک کے حکم سے اُسکا نام طابہ اور طیبہ رکھا کہتے ہین کہ یثرب نام ایک شخص ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب اونکی اولاد زمین پر پھیلی تو وہ شخص یہین آکر رہا اور علمائے تاریخ مین اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینہ کا ہے یا اوس ناحیہ کا جو مغرب کی طرف جبل اُحد سے واقع ہے اور اوسمین چشمے اور کھجور کے درخت بہت سے ہین اکثر علما اسی قول کو ترجیح دیتے ہین اور وارد ہونا اثارب کا بصیغۂ جمع اسکی تائید کرتا ہے آور ابن ابی الدہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب مین سے ہین اور پیشواے مورخان مدینہ طیبہ اور بعضے علما بھی روایت کرتے ہین کہ مدینہ کو یثرب نہ کہا کرین اور تاریخ بخاری مین ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہو کہ جو شخص ایکبار یثرب کہے چاہیے کہ اوسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے آور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے ہین کہ جو شخص مدینے کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اُسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور روایات بھی آئے ہین آور وجہ کراہت ہونے اُس نام کی یہ ہو کہ وہ مشتق ہے ثرب سے بمعنی فساد کے یا تثریب سے بمعنی ملامت کے یا یہ کہ اصل مین چونکہ وہ نام کافر کا تھا اُس سے ایسے مکانِ پاک کو جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نہ تھا آور وہ جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہے یا اہل یثرب لا مقام لکم بعضے منافقون کی زبان سے آور بعضے احادیث مین جو یثرب کا لفظ واقع ہوا ہے کہتے ہین کہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم آور اسمائے شریفہ اس بلدہ کریمہ سے اَرضُ اللہ اور اَرضُ الہجرۃ ہے ان دونون نامون کو حدیث

سلہ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے مجھکو حکم دیا ہو کہ مدینہ کا نام طابہ رکھون ولیکن اوس یثرب والو تمکو ٹھکانا نہین ۱۲

آیۂ کریمہ سے ہوتی ہے وہ آیۂ کریمہ اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا ہے اور اکالۃ البلدان اور اکالۃ القریٰ بھی ہے بنظر اسکے فضلا کے تمامی بلاد پر بہرات مین چنانکہ مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہتے ہین باعتبار اُسکی اضالت کے اور علما نے کہا ہے کہ مضمون اکالۃ القریٰ کا بنسبت مضمون ام القریٰ کی نسبت بلیغ ہے اسواسطے کہ اکالۃ ہوتا دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف کل کے کہ چاہتا ہے دوسرے کے کم کرنے اور مٹانے کو اور ازجملہ اُسکے نامون کے ایک نام ایمان ہے اُس آیت سے معلوم ہوتا ہے جو خبر مدینہ مین انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہے یعنے وَالَّذِيۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالۡاِيۡمَانَ اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لائق ہے کہ مرجع اور مآل ایمان ہے یہین سے ایمان ظاہر ہوا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتۂ ایمان کا یقین والون کے دلون پر الہام اور القا کرتا ہے اور فرشتۂ حیا نے باہم عہد کیا ہے کہ مدینہ ہی مین ہین اور مدینے سے باہر کبھی نجائین اور حقیقت مین یہ دونون صفتین مدینے ہی مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین کہ اَلۡحَيَاءُ مِنَ الۡاِيۡمَانِ یا

بُحۡرَة اور بارۃ بھی کہ دلالت کرتے ہین معنے خیر پر اس بلدہ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور بلد کہ اللہ تعالیٰ لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ مین اُسکی قسم کھاتا ہے بقول بعض مفسرین کے مراد اس سے مدینۂ طیبہ ہے کہ حلول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات مین مشرف ہوا اور بعضون کے نزدیک مراد اس سے مکہ معظمہ ہے اور نازل ہونا اس سورہ کا مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہے واللہ اعلم بیت رسول اللہ بھی اس شہر مکرم کے القاب مین سے ہے اور وجہ اسکے ملقب ہونے کی اس اسم کے ساتھ ظاہر اور باہر ہے اور اس جہت سے کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلدہ مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہے بیت زہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول گہ ببیت خدا و گہی ببیت رسول ۞ جابرہ اور جبارہ بتخفیف بای موحدہ اور جبارہ بتشدید با بھی اس بلدہ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہے اور حدیث لِلۡمَدِيۡنَةِ عَشَرَةُ اَسۡمَاءٍ بتعدد روایات پہلے دونون نامون پر کہ جابرہ اور جبارہ بتخفیف باہے دلالت کرتی ہے اور جبارہ جو بتشدید باہے صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل کرتا ہے اور وجہ اس تسمیہ کی کئی ہین اگرچہ کے

۱؎ کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاتے وہان ۱۲ ۲؎ اور جو پکڑ رہے ہین اس گھر مین اور ایمان مین ۱۲
۳؎ یعنے قسم کھاتا ہون مین اس شہر کی ۱۲

اور خزرج پر اور عجمی لوگ مہاجرون پر الا ماشاء اللہ اور ایک اُن بلد طیبہ کے اسامی شریفہ مین
سے قاصِمَۃٌ ہے یعنے بد اعتقاد اور بدکار لوگ وہان پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا
ہوتے ہین اللہ اپنے غضب سے بچاوے مُؤمِنَۃٌ بھی اس مکان شریف کے اسامی سے ہے اس
بہت سے کہ اہل ایمان کی سکونت وہان ہوئی اور وہین سے احکام ایمان جاری ہوتے یا یہ
بات کہ برکت اور الفت اور مسکنت کہ علامات مومن سے ہے اس بلدۂ معظمہ مین پیدا ہین یا
یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنے حقیقی پر ہو کہ یہ بلدہ کرم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہی حقیقت کو ایمان
لایا ہو جس طرح سنگریزون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین تسبیح کی اور پتھر
وغیرہ حضرت سے بولے اور جبل احد بہ نسبت محبت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص ہوا اور
حدیث شریف مین آیا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَھَا لَمُؤْمِنَۃٌ[1] اور روایت ہے کہ توریت مین
اسکا نام مومنہ ہے مُخْتَارَۃٌ بھی القاب شریفہ اس بلدۂ منورہ سے ہے احادیث صحیحہ مین وارد
ہے کہ حضرت سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق مین اور جو چیز اس شہر
مین ہے اوسکے حق مین دعاے برکت کی ہے اور اس طرح فرمایا ہے کہ الٰہی جتنی برکت
تونے ملک معظمہ مین دی ہے اُس سے زیادہ یہان عنایت کر اس دعاے شریفہ کا اثر ظاہر
ہے جس کا جی چاہے جا کر دیکھے مَحْبُوْرَۃٌ مشتق حبر سے ہے یعنے سرور کے یا حبر سے
بتا بیعنے لغت کے بھی اس بلد مکرم کے اسماے شریفہ سے ہے اور محبار اوس مین
کہتے ہین جو سریع النبات اور کثیر الخیرات ہو یعنی گھانس اوسکی جلد اوگتی ہو اور خیر
اوس مین بہت ہو اور یہ دونون باتین مدینہ منورہ مین شاہد اور محسوس ہین مُحَرَّمَۃٌ و مُقَدَّسَۃٌ اور
مَحْفُوْظَۃٌ اور مَحْفُوْفَۃٌ بھی اس بقعہ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور وجہ تسمیہ کی ان نامون
کے ساتھ پہلے یعنے نامون کے معانی سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر دروازہ
پر سرے پر ایک فرشتہ بیٹھا نگہبانی کرتا ہے مَرْحُوْمَۃٌ اور مَرْزُوْقَۃٌ بھی اس کے اسمای
شریفہ سے ہے پہلا نام توریت سے منقول ہے اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ ظاہر
ہے کیونکہ یہ جگہ ہے تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کی اور اوترنے رحمت

[1] یعنے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے قبضۂ قدرت مین ہے تحقیق خاک تربت کی مومنہ ہے ۱۲ منہ

حضرت ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ وہاں کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی
ملتا ہے مسکینہ بھی اوسکے اسماءِ شریفہ سے ہے اور وجہ اس تسمیہ کی ہونے کے معنے دریافت کرنے
سے معلوم ہوگئی ہوگی اور حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالے نے مدینے سے خطاب
کرکر فرمایا کہ یا طیبۃ یا طابۃ یا مسکینۃ لا تقبلے الکنوز درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہے وہاں
کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ مسکنت اور غربت سے بسر کریں اور اہل دنیا کی طرف
رغبت نہ کریں اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ أَحْسَنِي
فِي أَهْلِ بَلْدَةِ حَبِيبِكَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ مسلمہ بھی اس
بلدہ کے اسماءِ شریفہ سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک چیز ہے فرق
اسی قدر ہے کہ ایمان میں معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہے اور اسلام میں اقرار اور تابعداری
معتبر ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہوویں امان اور
سلامت سے مطیبہ مقدسہ یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے ناموں مبارک ہیں ان دونون کے معنی
بھی قریب میں پہلے اسماء کے معنی سے مقصر بھی اسکے اسماء شریفہ سے ہے مشتق قرار سے
حدیث شریف میں آیا ہے اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا قَرَارًا وَرِزْقًا حَسَنًا کلیۃ بھی اس بلدہ کرمہ کے اسماء
شریفہ سے ہے بمعنی مکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالے کے نزدیک ناجیہ
اسکے ناموں پاک سے ہے اشتقاق اسکا نجات سے ہے یا ناجاہ سے یعنی خوش کیا اور بن کو
یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہے اور ان سب معانی کی وجوہ اس میں پائے جاتے ہیں مدینہ
یہ اسم شریف اسکے اور ناموں متبرک سے مشہور زیادہ ہے اصل لغت میں مدینہ چند گھر مجتمع کو کہتے
ہیں کثرت اور عمارت میں قریہ کی تعریف سے تجاوز کر گئے مرتبہ مصریت تک پہونچا یعنی سب
سے پائین قریہ کا درجہ ہے اور سب سے معرکا اور مدینہ اور بلد ان دونون کے درمیان ہیں
ہیں اور بعضے لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجہ میں رکھتے ہیں یہ بیان بطور لغت کے تھا اب مدینہ
نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کا خاصکر اگر مطلق مدینہ بولیں تو بھی بلدہ مطہرہ

ـــــــ

لـه یعنے او زمین پاک اور ای جائے مطہر اور اے مکان مسکین گنجون کو قبول نکر اور اپنی مسکینت پر رہ ۱۲ ـه اللہ میرے
زندہ رکھ مجکو مسکین اور موت دے مجکو مسکینوں میں اور حشر کر میرا گروہ مسکینوں میں ۱۲

مراد ہوگا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف ولام کے ساتھ آتا ہے اور اس طرح کا تفاوت لغت عرب مین بہت آیا ہے چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی ور مدینہ کی طرف کی جائے گی تو اسکو مدینی کہینگے ی کے ساتھ اور اگر کسی کو منسوب کرین مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو مدنی کہتے ہین بغیر ی کے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اس نام شریف کو کئی جگہ ذکر فرمایا اور توریت مین بھی واقع ہوا ہے سیدۃ البلدان بھی ایک اوسکا نام مبارک ہے حدیث شریف مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے یا طیبۃ یا سیدۃ البلدان بیان فضائل مدینہ منورہ مین یہ معنی بھی واضح ہو جاینگے انشاء اللہ تعالی

باب دوسرا

در فضائل بلدہ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع امت اور اتفاق علما اس بات پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہین لیکن آپس مین ایک دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہے بعد منعقد ہونے اجماع تمامی علما کے اوس ٹکڑے زمین کی فضیلت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے ملا ہے سارے اجزای زمین کی نسبت یہان تک کہ بنسبت کعبہ کے بھی اور بعضے علما لکھتے ہین کہ وہ تمام مکہ تمام آسمانون سے افضل ہے یہان تک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہین اوسکو انکار نہ ہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہین بلکہ اگر سارے اجزای زمین کو آسمانون پر اس جہت سے کہ حضرت کی قبر شریف اجزا سے زمین سے ہے ترجیح دین تو گنجایش رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام منجر اوس خلاف کو ہوتا ہے جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہے اور اوس مقام مین امام نووی کا کلام ساتھ اِن ہو چاہتا ہے کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہے اور بعضون نے زمین کو آسمانون پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونے کی جگہ ہے جمہور کہتے ہین کہ اگر زمین اونکے رہنے اور اونکے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ ہے تو آسمان انکی ارواح مقدسہ

کے رہنے کا مقام ہو اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام کے قبرون مین مجموعے کلام کا جواب
بہت ظاہر ہے اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے جسمون کے رہنے کی جگہ ہو ویسی ہی محل ہے
اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہو کہ استثنا کرنے اوسے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہو کہ مکہ
افضل ہو مدینہ سے یا مدینہ افضل ہو مکہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے
صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علما ی مدینہ کا مذہب یہ ہو کہ مدینہ افضل ہو مکے سے اور علما ی
مدینے کی فضلیت سے کہتے ہین کہ مکہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ موافق ہین لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے
اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہے مکے سے مگر خانہ کعبہ سے نہین پس حاصل کلام کا یہ ہو کہ قبر شریف حضرت سید کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہو مطلقا خواہ مکے سے کہین خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہو شہر مدینہ سے سوا قبر
شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے مین باقی مکے پر اور باقی مکے کے افضل ہونے مین
اہل مدینہ پر اختلاف ہو اور دلیلین جو مدینے کی فضلیت پر بیان کی ہین جہان فضائل اور محامد مدینہ منورہ
کے ذکر ہونگے ظاہر ہو جائیگی مگر خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ
منورہ کو سارے بلاد سے بہت دوست رکھا اور آپ خود اوس مین تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آپکو
امید تھی وہ ان حاصل ہوئے اور جتنے کمالات سے آپ وعدہ دیے گئے تھے وہین حصول ہونے اور
قوت اسلام اور رواج دین وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول و آخر کی وہین سے نکلین
اور وہی جگہ ہے سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہے
کہ وہین قبر شریف اور مرقد منیف خلاصہ ہیژدہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس فضیلت کے برابر
کوئی فضیلت نہین اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہین کر سکتی اسواسطے کہ کوئی
عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہین اور احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ
سے وارد ہے کہ پیدایش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہے جہان دفن ہو تو ضرور ہے کہ پیدایش
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوگی اور اسی طرح پیدایش اکثر آل اصحاب
اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کی جو اوس زمین شریف مین مدفون ہین یہ کیا
تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل مکے کی فضیلت مین یہ ہے کہ مکے کی مسجد مین بلکہ اوسکے
سارے حرم مین ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینہ کی مسجد مین ایک رکعت برابر

ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہے تا ہمین فضیلت مدینہ اوسکے جواب مین یون کہتے ہین کہ
فضیلت کچھ زیادہ ہونے ثواب مین منحصر نہین ہوسکتا ہے کہ یہ خاصیت تجھکے ساتھ خاص
ہوا اور دور طرح طرح کی کرامات و برکات و منفعت اسلام اور اہل اسلام مخصوص بہشت
ہوا اور اس کلام کی تائید اور تقویت مین کہتے ہین کہ عرفات کی طرف جانے والے نماز عرفات
مین اور ظہر یوم النحر کا منا مین افضل ہے اوسی نماز سے جو مسجد الحرام مین پڑھی جاوے باوجود
ملانے اوس زیادتی مذکورہ کے بھی اور سبب اوسکا وہ برکت ہے جو رعایت کرنے اتباع سنت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہے علاوہ یہ ہے کہ حاصل زیادتی ہے سوا کثرت عدد کے کچھ اور
نہین ہوا اور یہ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار مین کم ہو اور کیفیت اور برکت
اور عظمت مین زائد ہوا اور مطلق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت مین کافی ہوگی تو ظاہر ہے کہ داخل
کعبہ کے افضل ہونے مین خارج مسجد الحرام سے کسی کا خلاف معلوم نہین ہوا ہے باوجود اس
کے کہ کعبے کے اندر نماز فرض کی صحت مین علما کا اختلاف ہے امام مالک جائز ہی نہین رکھتے ہیں
زیادتی ثواب پس معلوم ہوا کہ وہ وغیرہ فضیلت منحصر زیادتی ثواب مین نہین ہین اور وجہ بھی
ہوسکتی ہے کہ سبب قبول درگاہ الٰہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتون اور وجود کی
جگہ سے افضل ہے تو ضرور ہے کہ برکت جوار اس مقام سے ایسی تو رہے اور قبول نصیب ہو کہ ساتھ
زیادتی اعمال اور زیادتی طاعت کے حاصل ہو اور دوسرا اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ اوس جاے مقدس مین صفت حیات سے قائم اور باقی ہین
اور ہمیشہ طاعت مین مشغول اور اوس مین شک نہین ہے کہ اعمال آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے تمام بندون سے ساتھ فرض زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہین اور جب کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مدد اور طلب مغفرت اور شفاعت امت مین مشغول ہین تو امت کو قرب
مدینے سے بہ نسبت نفع طاعت کثیرہ مکے کے زیادہ نفع ہے حاصل ہے یہ کلام ہے امام تقی الدین
سبکی کا نہایت دقت اور لطافت کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالی علیہ دوسری جو مکہ معظمہ کی فضیلت
پر لاتے ہین یہ ہے کہ مکہ مقام ادای مناسک مثل حج وغیرہ ہے ساتھ اون فضائل و ثوابات
جو ان اعمال کے ادا کرنے مین وارد ہین جواب کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے مدینے

ہے لوگون کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ عوض حج اور عمرے کے ہو سکتی ہے احادیث مین آیا ہے
جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھے کہ مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے اور جو شخص
مسجد قبا کو جاوے تاکہ دو رکعت نماز اُس مین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب ہو تو آپ دیکھو کہ مسجد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین شب و روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہے اور کتنے کا حج جبتک سال نہ گذرے ہو نہی
مین سکتا تیسری دلیل کہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ خیر البلاد اور بعض
دوسری روایت مین آیا ہے احب ارض اللہ الی اللہ اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کا مکہ
معظمہ سے برآمد ہونے وقت بمقام حزورہ مین اور بقول بعضون کے حجون پر کھڑے ہوئی اور مکہ معظمہ سے خطاب
کرکر فرمایا کہ اے بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہے اگر تیری قوم مجھکو تجھ سے باہر نہ لاتی
مین باہر نجاتا یہ بات دلالت کرتی ہے فضیلت مکہ پر اور اسکی محبوبیت پر رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
وعلی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوا فضیلت
مدینے سے صاحب مدینہ مین بہت دنون تشریف رکھی اور وہانسے دین ثابت ہوا اور برکات حاصل ہوئے
اور فتوحات ظاہر ہوئی اور نیکیان پھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہے سب شہرون سے اسیواسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے سے مکے سے زیادہ مدینے کے واسطے برکت مانگی اور اسکی محبت خدا
تعالیٰ کی چنانچہ جن احادیث مین یہ مضمون مذکور ہے انشاء اللہ تعالیٰ اون احادیث کو ذکر مین لاوینگے اور
اللّٰھم حبّب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ کہا سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے المدینۃ خیر من مکۃ اور امام
مالک نے موطا مین روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عیاش مخزومی سے طریق
انکار سے کہا کہ آیا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونھون نے کہا کہ مکہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اور جگہ
ہے اوسکے امن کی اور اُسی مین ہے اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور
اوسکے گھر کے باب مین کچھ نہین کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونھون نے پھر کہا
کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور اُس مین اوسکا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور

١ه یعنی کہ بہتر ہے سب اگلے شہرون سے ۱۲ ٢ه یعنی بہت محبوب سب کی زمین کا اللہ کی طرف ۱۲ ٣ه حجون ایک مقام ہے معلات کے قریب ۱۲ ٤ه
یعنے اے اللہ محبوب کر طرف ہماری مدینہ کو مانند محبت ہماری کے مکہ کو بلکہ بہت زیادہ ۱۲ ٥ه یعنے مدینہ بہتر ہے مکے سے ۱۲

خدا کے گھر لیکن کلام نہیں کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت دینے میں مدینے کی مکہ پر کعبہ معظمہ مستثنیٰ ہے اور مدعا فضیلت دینا مدینے کا ہے مکے پر سوائے بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ چنانچہ ظاہر ہوئے اثر قبولیت اس دعا کے یہ جگہ محبوب ترین سب جگہوں کی ہوئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکہ کے اوس طرف عود نہ فرما کر مدینے کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی کہے کہ رہنا دار ہجرت میں سبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے پس حضرت کا چھوڑنا مکے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ باب فضیلت سے جواب اوسکا یہ ہے کہ حکم الٰہی بہ نسبت اقامت مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی فضیلت مدینہ پر اور ناشی اوسکی محبت سے عنداللہ ہوگا اِذِ الْحَبِیْبُ لَا یَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّا مَا ھُوَ اَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَہٗ یہ مباحثہ ہے جو علما میں واقع ہوا تجھکو چاہیے کہ نسبت نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر قائم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب باری جل علی شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر جہت سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلاۃ والسلام کو فضیلت حاصل ہے اور جو چیز حضرت کے سوا ہے خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوس کے اوس میں فضیلت تفاوت ہے جیسے نسبت آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھتی ہوگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہے تجھکو چاہیے کہ خدای تعالیٰ کے حکم کے تابع رہ اور حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت میں جھگڑا اور سختی نہ کر مکے میں حضرت کی شان جلالی کو دیکھ اور مدینے میں حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے حکم کا مشاہدہ چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ نور محمدی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب تم اے مسلمانوں ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ طیبہ کے فضائل اور محامد ذکر کرتے ہیں وباللہ التوفیق

ف اے اللہ تو نے مجھکو باہر نکالا اوس جگہ سے جو محبوب ہے سب جگہوں سے میرے طرف اس جگہ میں جو محبوب ترین سب جگہوں کی طرف تیری
ف یعنی محبوب تو محبوب کے واسطے اختیار نہیں کرتا مگر وہ چیز جو اوسکے نزدیک محبوب تر اور مکرم تر ہو۔

فصل منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت پروردگار تعالیٰ و تقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے میں تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی بلدہ شریفہ میں ظاہر ہوگئے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھہرایا اور اوس کی پاک مٹی کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہوکر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضع دفن میں صحابہؓ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف نہوگی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی یہان تک کہ سب صحابہؓ کی رائے اسی پر ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح مبارک میں مدفون ہوں اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدہ طیبہ کو نہایت دوست رکھتے تھے چنانچہ آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب مدینہ منورہ کے پہنچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق و حصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ہٰذِہٖ اَرْوَاحُ طَیْبَۃ اور گرد و غبار جو چہرہ مبارک پر پڑتا اوس کو چہرہ مبارک سے پاک نہ فرماتے اور اگر کوئی صحابی سر اور منھ گرد و غبار کی ہیبت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ نام رکھنا مدینے کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ شیاطین ناامید ہوگئے اس بات سے کہ انکو کوئی مدینے میں پوجے ایک تحریش[1] ہے کہ باقی رہ گئی ہے ان کے درمیان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے اس جزیرے کو اور ایک روایت میں اس قریے کو شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے

---

[1] یہ ہوائین خوش آیندہ ہین ۱۲ [1] تحریش آمادہ کرنا لوگون کو شر اور فساد پر ۱۲

اگر ان لوگوں کو نجوم گمراہ نہ کرے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا نجوم کا کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہیں کہ فلانی منزل میں آیا اس سے پانی برسا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے رہنے پر اپنی امتین کو ترغیب دی ہے اور وہاں کی شدت اور محنت پر فرمایا ہے کہ صبر کریں اور وہاں کی موت اختیار کریں مَن صبر علی لأوائها وشدتها كنت له شهيدا او شفيعا يوم القيامة [1] علما کہتے ہیں کہ مطیعوں کی گواہی دینگے اور گنہگاروں کی شفاعت کرینگے اور فرمایا کہ من مات فی المدینة کنت له شفیعا یوم القیامة [2] اور ابن ماجہ اور عبدالحق نے تصحیح اس حدیث کی کی ہے ان لفظوں کے ساتھ روایت کی ہے من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت فمن مات بالمدینة کنت له شفیعا وشهیدا [3] اور حدیث میں وارد ہے کہ پہلے سب امت سے کہ شفاعت کرونگا میں اہل مدینہ ہونگے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کی ہے کہ میرا انتقال مدینے میں واقع ہو اسی طرح اصحاب اجلہ رضی اللہ عنہم نے بھی دعا کی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللهم لا تجعل منايانا بمكة [4] اور بھی حدیث میں آیا ہے کہ روے زمین پر ایسی جگہ کوئی نہیں ہے کہ دوست رکھوں میں اپنی قبر وہاں سوا مدینے کے اور نقل ہے کہ اکثر دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي في بلد رسولك [5] اور کہتے ہیں امام مالک رحمة اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہیں کیا اور بعد حج فرض ادا کرنے کے پھر کے کو نہ گئے اس ڈر سے کہ سوا مدینے کے کہیں اور نہ موت آجاے ساری عمر مدینے میں رہے اور وہیں میں موے رحمة اللہ علیہ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح میں متعدد طرق سے وارد ہے المدينة تنفي خبث الرجال كما ينفي الكير خبث الحديد [6] اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ انہا

---

۱ یعنی جو شخص صبر کرے وہاں کی ایذا پر اور شدت پر تو ہونگا اسکے واسطے میں گواہ اور شفاعت کرنے والا قیامت کے دن

۲ یعنی جو شخص مدینے میں مرے میں قیامت کے دن اوسکی شفاعت کرونگا ۱۲ ۳ یعنی جو شخص مدینے میں مر سکتا ہو مرے پس جو شخص مدینے میں مریگا میں اوسکا گواہ اور شفاعتی ہونگا ۱۲ ۴ یعنی اے اللہ میرے نہ ہو موت ہماری مکے میں ۱۲ ۵

یعنی اے اللہ میرے شہادت دے مجھے اپنی راہ میں اور مجھکو موت دے اپنے رسول کے شہر میں ۱۲ ۶

یعنی مدینہ دور کر دیتا ہے آدمیوں کے میل کو جیسا کہ دور کر دیتی ہے بھٹی لوہے کی میل کو ۱۲

عَلَيْهَا تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ مقصود اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہے مدینہ طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہمیشہ سے ہے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے میں ٹھہرے گا دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قضیہ میں یہ حدیث فرمائی اور بھی نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ نخشی ان تكون ممن نفته المدينة آور تمام و کمال یہ خاصیت اس روز ظاہر ہوگی کہ جب دجال نکلے گا اور مدینۂ منورہ میں جانے نپاوے گا اور سب بری آدمی اوسکی تابعداری کو مدینہ منورہ سے باہر نکل جاوینگے اور وہ جاے متبرک نجاست شر و فساد سے پاک ہو جائے گی جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اسوقت طہارت مدینہ شرک و کفر وغیرہ سے جو مخالفین دین اسلام ہیں پر ظاہر ہے اور وہ لوگ جو گناہوں کی خباثت میں اور ذنوب کی نجاست میں لتھڑے ہوئے مدینے میں رہتے ہیں اور وہیں مرجاتے ہیں تو ممکن ہے کہ اونکے دور کرنے کا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعض علما اور صالحین اس طرف گئے ہیں کہ ملائکہ تعالے علما کی مدفون کو زمین مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینکتے ہیں واللہ اعلم بالصواب حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل ہے وہ اس خبثا کا اہل نہیں ہو کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعض لوگ اس حدیث کے مضمون کو حمل کرتے ہیں پاک کرنے نفس پر شہوتوں اور لذتوں نفسانیہ سے لیعنے ٹھہرنا مدینۂ منورہ کا اور تحمل کرنا اونکی سختیوں کا ایسا نفس کو گھلاتا ہے کہ بالکل کدورات نفسانی اور شہوات جسمانی اوسمین باقی نہیں رہتی تا کہ بعد از حشر میں قدر اور قیمت اوسکی بڑھے اور اسبات میں شک نہیں ہے کہ روایت تنفی الذنوب کی اس احتمال کی تائید کرتی ہے اسواسطے کہ باقی رہنا گناہوں کی کدورتوں کا اس کثرت برکت و رحمت کے ساتھ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں نازل اور فائض ہیں ہو نہیں سکتا إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ اس بلدہ

لہ یعنے مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست کو ایسا دور کرتا ہے جیسا کہ بھٹی دور کرتی ہے چاندی کے میل کو ۱۲ تلہ یعنے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم اون لوگوں سے نہوں جن کو مدینہ دور کر دیتا ہے ۱۲ تلہ تحقیق نیکیاں لیجاتی ہیں برائیوں کو ۱۲

طیبہ کو لازم ہین اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ مدینے کے حق مین بار بار دعا
خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مَدِیْنَتِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِی صَاعِنَا وَ بَارِکْ لَنَا [فِی مُدِّنَا]
اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ عَبْدُکَ وَ خَلِیْلُکَ وَ نَبِیُّکَ وَ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ نَبِیُّکَ وَ اِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَ اِنَّا اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَۃِ
بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَ مِثْلِہٖ مَعَہٗ حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ سلام اللہ علیہ روایت
کرتے ہین کہ ایک روز حضرت علیہ السلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا حرۃ سقیا
مین جہان سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پہنچکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
پانی وضو کو مانگا اور وضو کرکے قبلہ کی طرف منھ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے الٰہی
میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا ہے اس نے تجھ سے مکے والون کے واسطے دعا
خیر و برکت مانگی ہے اور مین بھی بندہ تیرا اور رسول تیرا ہون تجھسے مدینے والون کے واسطے
دعائے خیر و برکت مانگتا ہون خداوندا برکت عطا کر اون کے مُد اور صاع مین جیسا برکت
دی تو نے مکے والون کو برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتین عنایت کر اور احادیث
اس باب مین بہت ہین اور جس جگہ کہ دعا برکت مُد اور صاع کی نسبت وارد ہے مراد اوس سے
برکت خیر دنیاوی ہے اور جہان مطلق واقع ہے بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل
اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ مین آنکھ سے دکھائی دیتے ہین اور منجملہ اونکے
یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ و وبا مدینہ منورہ سے جحفہ کی طرف جا
اور مدینے مین پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائین تپ و وبا بہت تھی نقل ہے کہ جس زمانے مین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے حضرت کے اصحاب عارضۂ تپ مین مبتلا
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین بیمار
تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اون کی خبر گیری
کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرما رہے

لہ یعنے اے میرے اللہ برکت دے ہمارے واسطے ہمارے مدینے مین اور برکت ہمارے بیان کے صاع مین اور برکت ہمارے
ہمارے مُد مین اے میرے اللہ تحقیق ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا دوست اور تیرا نبی تھا اور مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون
اس نے دعا کی تھی مکے کی نسبت اور مین دعا کرتا ہون مدینے کی نسبت ویسی ہی دعا اور مثل اوسکے ۱۲ لہ جحفہ اون
مقامات مین سے ہے جن مین مشرکین اور [illegible] لوگون کے رہنے کی جگہ تھی۔

شعر کل امرئ مصبح فی اہلہ ۔ والموت ادنی من شراک نعلہ ۔ اور دوسرے گوشے مین بلال یا عامر کو دیکھا
کہ کفار قریش پر لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھ اشعار پڑھ رہے ہین اور مدینے کی شدت
سے شکایت رکھتے ہین پس آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم رب الجلال تپ و
وبا اس بلدہ سے جحفہ کی طرف لیجاسے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے معجزات باہرات سے ہے نقل کرتے ہین کہ ایام جاہلیت مین جو شخص مدینے مین آنے کا قصد
کرتا اور جانتا کہ وباے مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع تک پونچتا دس بار گدھے
کی سی آواز کرتا اور تمام کرتا اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے ہے کہ اگر کوئی یہان پونچکر
آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوس کی زندگی تمام ہوئی اور اوس نے اپنے تئین وداع کر
کیا یہان تک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک
شخص نے شعراے عرب سے کہ نام اسکا عروہ بن الورد تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اس جگہ
پونچا تو وہ اس طریقہ بد کو عمل مین نہ لایا اور یہ شعر پڑھا شعر لعمرک لئن عشرت من خشیۃ
الردی ۔ نہاق الحمیر اننی لجزوع ۔ اوسکو کوئی آفت نہ پونچی جیسے وہ عادت بد چھوٹ گئی اور
ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت واقع ہے اور وجہ تسمیہ اوس کی یہ بھی جو
مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس
موضع تک مسافرون کو پونچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ شہر مطہرہ آخر زمانے مین دجال
سے محفوظ رہےگا روایت صحیحین سے ثابت ہے کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ کی حفاظت کے
واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک جماعت ملائکہ کھڑی رہیگی کہ دجال کو داخل نہونے دیگی اور
دوسری حدیث مین آیا ہے کہ روے زمین پر کوئی ایسا شہر ہوگا دجال نہ پونچیگا سواے مکے اور
مدینے کے اور حدیث مسلم مین آیا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اسکے قصد مدینہ کرےگا
اور جبل احد کے پیچھے آکر اترے گا ملائکہ اسکا منھ شام کی طرف پھیر دینگے اور شام مین ہلاک بھی
ہوجاویگا اور صحیحین مین آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگون سے دجال کی طرف نکلیگا

ملہ ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے اہل مین اور موت قریب ہے اوس کی جوتی کی تسمہ سے ۱۲ ملہ یعنی قسم ہے تیری
جان کی اگر مین موت کے ڈر سے گدھے کی بولی بولون تو مین بڑا بے صبر ہون ۱۲

اور کہیگا کہ تو وہی دجال ہو کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے آخر حدیث تک ابو حاتم سنجر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ ایسا سنا ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح میں روایت کی ہے کہ ایک روز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور زبان معجز بیان پر ذکر اسکا مکرر جلد ہی رہا صحابہ رضہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الخلاص کیا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ دجال آویگا اور جبل احد پر چڑھ کر نگاہ کریگا اور اپنے لوگوں سے کہیگا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہے کیا چیز ہے یہ احمد کی مسجد ہے بعد اسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کریگا تو ہر راہ کے سرے پر ایک فرشتہ کو پاویگا کہ حراست اور محافظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب جو شب سیلون کی کیسی ہے خیمہ ڈالیگا اور مدینے میں تین بار زلزلہ آویگا اوس میں جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہونگے نکل کر دجال کی طرف چلے جاوینگے اور مدینہ ہر خبث اور نجاست سے پاک ہو جاویگا یہی یوم الخلاص ہے اور تبارک و معنی یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلوں میں تاثیر شفا رکھی ہے اور بہت سی حدیثوں میں آیا ہے کہ مدینے کے غبار میں شفا ہے ہر بیماری کی اور بعضے طرق میں آیا ہے وَمِنَ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ [سلہ] اور بعضے اخبار میں تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے اور وادی بطحان بھی کہتے ہیں اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب رض کو حکم فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کریں چنانچہ مدینہ منورہ میں یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہے اور دوا کے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب میں آثار وارد ہوئے ہیں اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہیں اوس عموم سے اس خاک پاک کو مستثنیٰ کرتے ہیں واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ میں نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ ایک سال کامل تک تپ آئی اور کسی طرح نہ گئی میں نے تھوڑی سی وہی خاک لیکر پانی میں گھولکر غلام کو پلا دی اور اسی دن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ کاتب الحروف بھی اس تجربہ سے مشرف ہوا ہے جس زمانے میں کہ میں حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے میں پانوں پر ورم آگیا اطبا اسکے علاج

سلہ یعنی اور جذام اور برص سے ۱۲

عاجز آنے اور سب کے نزدیک عارضۂ مہلک قرار پایا مین نے اوسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالے نے تھوڑے دنون مین بہت سہل طرح سے اس محنت سے خلاصی دی آپ دوا کے بھروسے حال صحیحین مین آیا ہے کہ جو شخص سات تمر عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اوسکو اثر نہ کرے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والے کو کہ نہایت سخت مرض ہے عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھین اور عجوہ ایک قسم ہے خرمے کی اہل مدینہ اوسکی حقیقت جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصل اوسکی وہ کھجور کا درخت ہے جسکو سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بویا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے مین اس کثرت سے ہین کہ شمار مین نہین آ سکتے سید علیہ الرحمۃ نے تاریخ کبیر مین ایک سو اوتیس قسم گنے ہین اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات کی طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء ابو الائمۃ الطاہرین[1] پھر اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ ہذا محمد رسول اللہ و ہذا علی سیف اللہ[2] اسی سبب سے اوسکو صیحانی کہتے ہین کہ صیحہ لغت مین معنی آواز کے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کان احب التمر الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم العجوۃ[3] اور غالب ہے کہ یہ خاصیت اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنی سات کے سوا شارع کے کوئی نہین جانتا یہ از قسم اسرار ہے ہمکو اوسپر ایمان لانا چاہیے اور بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ زمین خاص کی تاثیر سے ہے یا کیفیت ہوای خاص سے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاصیت سے یا یہ کہ اکثری امور ایسے ہے نہ امور دوامی سے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھا اور آج معدوم ہے ان احتمالات کا منشا عقل ناقص ہے اور اوس ایمانداری سے نہایت تعجب ہو کہ حضرت سید الانبیا

[1] یعنی یہ محمد ہین سردار انبیا اور یہ علی ہین سردار اولیا ائمہ طاہرین کے باپ ۱۲ [2] یعنی یہ محمد ہے خدا کا رسول اور یہ علی ہے خدا کی تلوار ۱۲ [3] یعنی سب کھجورون سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم عجوہ محبوب تھی ۱۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اوس قسم کو دوست رکھنا اور اسکی رغبت سے نوش فرمانا شنا ہو پھر اوسکی حاجت
شفا مین تا دلیلین باطل کرے یہ بات اوسکی بے سلیقی سے خبر دیتی ہے نعوذ باللہ منہ ❊ شعر ❊ چو لب بہ کوزہ
نہی کوزۂ نبات شود ❊ ز کوۃ قطرہ چکید چشمۂ حیات شود ❊ اور منجملہ شرافت و فضیلت اس بلدۂ مکرمہ
کے یہ ہے کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہے کہ آخر مساجد انبیا ہے اور مسجد قبا ہے کہ دنیا
مین سب مسجدون سے پہلے اوسکی بنا ہے اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہے چمنہا
جنت سے اور مسجد شریف مین منبر ہے کہ بہشت برین رکھا ہے اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہے
جنت کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنے اُحُد اور مقبرۂ بقیع ہے کہ مقام ہے آل
و اصحاب کا اور اوس زمین پر مشہد ہے جناب سید الشہدا یعنے سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور
بہت سے مشاہد اور مقامات متبرکہ ہین کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامات مین اخبار اور آثار وارد
ہین ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ اوسمین سے ان اوراق مین مذکور ہونگے اور منجملہ اوس کے
یہ ہے کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت سے چنانچہ اسکا ذکر
بیان سبب ہجرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین واضح ہوگا اور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ اوس بلدۂ
طیبہ سے بے ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہے اور مورد ہوتا ہے وعید کا اسی واسطے صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو پھرتے تھے اور مکہ معظمہ مین قدر ضرورت
سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ یہی روِیہ آج تک ہے ❊ شعر ❊ صبر از حضرت محال بود اہل شوق
دراکہ در بہشت برین رفتہ جا کنند ❊ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہے
چنانچہ ذکر اسکا بہت سی احادیث مین واقع ہوا ہے بعد اسکے علما اوس کی تحدید حدود اور
حکم تحریم مین مختلف ہین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حرمت مدینہ کی معنے مجرد تعظیم و تکریم ہین دون
ثبوت احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہما اور امام شافعی رح کے نزدیک حرمت اور ترتب
احکام مین دونون حرم ایک طرح ہین کچھ تفاوت نہین اور تحقیق اس مسئلے کی ابواب فقہ مین ظاہر
ہے شیخ علیہ الرحمۃ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے واللہ اعلم اور منجملہ اوس کے یہ
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی
ہے اور ایذا دینا اوس وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہے ❊ ابیات

وسوا اوس کے اور احادیث بھی اس مضمون مین وارد ہوئے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے المدینۃ مہاجری یعنے مدینہ ہجرت کی جگہ ہے وفیہا مضجعی یعنے اوس مین میری خواب گاہ
اشارہ اسبات ہے کہ میری قبر شریف اس مین ہوگی ومنہا مبعثی یعنے یہین سے میرا اوٹھانا ہے
قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے
مبعوث ہون گے وحقیق علی امتی حفظ جیرانی یعنے چاہیے ہے کہ اونکے حقوق کی رعایت مین
دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور جو کچھ کہ میرے ہمسایہ سے صادر ہووے اسکا مواخذہ نہ کرین جہان تک
سکے اوس سے درگذر کرین ما اجتنبوا الکبائر جب تک کہ ان لوگون سے گناہ کبیرہ ہوا اور جب کہ
حد شریعت غرا ہے حق اللہ مین یا حق العباد مین اوسکو قائم کرین من حفظہم کنت لہ شہیدا
شفیعا یوم القیامۃ ومن لم یحفظہم سقی من طینۃ الخبال اور طینۃ خبال ایک حوض ہے دوزخ
مین کہ پیپ اور خون دوزخیون کا اوس مین جمع ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوس کے یہ ہے
حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ لا یرید احد اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص
او ذوب الملح فی الماء یعنے لوگون نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظاہر
احادیث اسکے خلاف پر ناطق ہین اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے اللہ تعالے
کی تقدیر کا جاری ہونا اس طور پر آیا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کرنے کا اہل
مدینہ کے ساتھ قصد کرکے چڑھ آوے وہ اوسی مدت مین اوس کے وبال مین گرفتار
ہوکر ہلاک ہوتا ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک
روز حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پہونچکر دونون دست مبارک اوٹھا کر
دعا کی اللہم من ارادنی واہل بلدی بسوء فعجل ہلاکہ چنانچہ بعض وقائع کا وقوع یزید پلید کے زمانے مین

ا؎ یعنے مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے ۱۲ ۲؎ یعنے اوس مین میری خوابگاہ ہے ۱۲ ۳؎ یعنے یہین سے میرا اوٹھانا ہے ۱۲ ۴؎
یعنے لازم ہے میری امت پر محافظت کرنا حرمت و تعظیم میرے ہمسایہ کی ۱۲ ۵؎ یعنے جو شخص میرے ہمسایون کی حرمت کو نگاہ
رکھے مین قیامت کے دن اسکا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہونگا ۱۲ ۶؎ یعنے جو شخص میرے ہمسایونکی حرمت نگاہ نہ رکھے پلایا
جاویگا طینۃ خبال سے ۱۲ ۷؎ یعنے جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ ارادہ برائی کا کرے تو اللہ تعالی اوسکو گلا دیتا ہے آگ مین جیسے
سیسا گل جاتا ہے آگ مین یا نمک گل جاتا ہے پانی مین ۸؎ یعنی اے اللہ میرے جو شخص میری برائی کا اور میرے شہر والونکی برائی کا ارادہ کرے جلدی کر اسکے ہلاک کا ۱۲

اس حدیث شریف کا مصداق ہو امام احمد حنبل حدیث صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت لائے ہیں کہ ایک امیر امرائے فتنہ سے مدینہ میں آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ
مدینہ منورہ میں تھے اور کبر سن کی جہت سے اونکی بصارت میں ضعف آگیا تھا لوگوں نے
اون سے کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جائیے
اور اپنے تئیں اسکے فتنے سے بچائیے کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھ اپنے
دونوں بیٹوں کے کندھوں پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقاً ایک جگہ بسبب ضعف
بصارت کے ٹھوکر کھا کر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہے وہ
تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے حضرت
فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈراوے
تحقیق اوس نے مجھے ڈرایا اور بروایات نسائی میں آیا ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَہْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظُلْمًا
اَخَافَہُ اللّٰہُ وَکَانَتْ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور دوسری حدیث میں آیا
ہے کہ اسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہیں ہوا کرے اور احادیث اس باب میں بہت
ہیں سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ بھاگے تھے بسر بن ارطاہ تھا اسواسطے کہ قرطبی ابن عبدالبر سے روایت
ہیں کہ حضرت معاویہ نے بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بسر بن ارطاہ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ
پر بھیجا کہ مدینہ والوں سے اوس کی خلافت پر عہد بیعت لیوے حضرت ابو ایوب انصاری
رضی اللہ عنہ کہ اوس زمانے میں علی مرتضے سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ
منورہ تھے خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب ولایت مآب کے پاس پہنچے اور بسر شہر مدینہ میں
داخل ہوا اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المومنین اور اونکے حکم کے خلاف نہ ہوتا تو میں ایک شخص
کو بھی مدینہ میں زندہ نہ چھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے
کو طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبداللہ کو حاضر نہ کرو گے

لہ یعنی جو شخص ڈراوے اہل مدینہ کو ظلم سے تو ڈراویگا اوسکو اللہ اور ہوگی اوپر اوسکے لعنت خدا اور ملائکہ اور سب آدمیوں کی ۱۲

تو میرے عہد و ثقے سے باہر ہو جاؤ گے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہو کر صورت حال بیان کی اور اون سے بسر کی مجلس مین جانے
کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہے اس مین آنیکی صلاح نہین اور ترک مین بھی امان نہین
آپ کیا تدبیر کرین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کرہاً و جبراً بیعت کرنے کی رخصت
دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرہ بنی سلیم مین چھپ رہے علماء رحمہم اللہ تعالی
کہتے ہین کہ یہ لعن جو ارادہ ظلم اور فساد پر وارد ہوئی ہے لعن کفار اور اہل شرک نہین ہے
کہ خدا کی رحمت سے بالمطلق ہو جائے اور جنت مین کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور
پڑتا ہے خدا کی رحمت خاص سے اور نہ داخل ہونا اہل قرب کے ساتھ جنت مین اور حقیقت
مین مقصود تہدید ہے بے ادبی اور ترک حرمت اور عظمت مدینہ منورہ پر یہان تک کہ بعضے علما اس
طرف گئے ہین کہ مدینہ منورہ مین گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا بعض علما کہتے ہین کہ حرم مکہ
مین ایک گناہ کے لاکھ گناہ کے لکھے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب

فصل یزید پلید کے زمانے مین جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد قبیح قبائح
جو واقع ہوئے انمین سے وہ واقعہ حرہ تھا اسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ بھی کہتے ہین وہ ایک جگہ
ہے سواد مدینہ طیبہ مین ایک ایک میل پر اور اس واقعہ مین جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک حرمت
اس خیر البلاد کا ظہور مین آیا اگرچہ ذکر اسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہے مگر چونکہ وقوع
اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہے اوس کے واقع ہونے سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام
نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے آخر کو دنیا اور
آخرت کے عذاب اور نکال مین گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا انجام جیسا فرمایا تھا
ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکے طرف کیا جائے بعضے علما کے
نزدیک مصداق اوس خبر کا بھی کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے ویران ہو جائے
گا اور آدمی اوس کو چھوڑ دینگے اور جانوران صحرائی اوس مین آکر رہینگے یہی واقعہ
حرہ ہے لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہے کہ وہ حال قرب قیامت
مین ہوگا اسواسطے کہ بعض علامات اور آثار جو ان اخبار مین وارد ہین اس قضیہ مین

نہین پائے گئے جیسا ابن شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ پالیس برس یہ بلدۂ مکرمہ ویران ہوگا
اور وحوش اور طیور اور درندے اس مین رہینگے بعد اوس کے دو چروا ہے قبیلۂ مزینہ
سے آئینگے مدینۂ منورہ کو اس حال پر دیکھکر آپس مین تعجبًا کہین گے کہ یہان کے
آدمی کہان چلے گئے پس ثابت ہوا کہ وقوع ایسی حالت کا آخر زمانے مین ہوگا اور
اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ہمیشا پیش آوے گا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کرین گے
لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کرے گا فرمایا امرا السوء یعنے بُرے آدمی
اور حدیث صحیح بخاری او مسلم مین آیا ہے کہ ہلاک میری اُمّت کا ایک قبیلۂ قریش کے ہاتھ
پر ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلّم اسوقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے
ہین فرمایا گوشہ نشین ہوجانا خلق سے اور دوسری حدیث مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے مدینے مین
ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہان سے صاف نکل جائے گا جیسے سر کے بال مونڈتے
ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل کی قدر ہو اور بھی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خداے پاک مجھکو سن ساٹھ کے حادثون سے
اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھنا اور وہ دن آنے سے پہلے مجھکو دنیا سے اُٹھا لے یہ
اشارہ تھا زمانِ یزید پلید کی طرف اسواسطے کہ وہ بے دولت سنہ ساٹھ مین تخت شقاوت
پر بیٹھا اور واقعۂ حرہ اوسکے زمانِ شقاوت نشان مین واقع ہوا واقدی کتاب حرہ مین
ایوب بن بشیر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سیّد الابرار صلی اللہ عَلَیْہِ وسلّم کسی سفر مین باہر
گئے تھے حرہ زہرہ مین پونہچکر کھڑے ہوگئے اور آیۂ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہؓ
نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلّے اللہ عَلَیْہِ وسلم کو اوس سے خبر دی
گئی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا
کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امرا ان سفر مین ایسا نہین ہے اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب

سلہ ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسی طرف پھر جانا ۱۲

فرمایا مارے جاوینگے اس حرہ سنگستان مین بہترین اُمت میرے بعد صحابہؓ کے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب اس جگہ آپ پہنچتے تو دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کرتے اس حرہ مین مارے جاوینگے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی روایت آئی ہے اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ توریت مین آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید ہونگے کہ قیامت کے دن اونکے منھ چودھوین رات کے چاند سے زیادہ روشن ہونگے اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین پانی بہت برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر تشریف لائے جب اوس جگہ پہنچے جسکو حرہ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اسوقت آپکے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہنے لگے اے امیرالمومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ یا ابا اسحق کب یہ کسکے زمانے مین ہوگا فرمایا اے زبیرؓ کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پاؤن سے واقع نہو اب جاننا چاہیے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال اور تفصیل کے اس واقعے کو لکھا ہے کہ ہم اس جگہ جس نہج پر کہ ان لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہے خواہ مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تاکہ تحریر اور تقریر اصل قصہ مین تغیر اور نقصان واقع نہ ہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہل مدینہ کا مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہے یہی واقعہ حرہ ہے کہ مدینہ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے مین کہ بقایاے صحابہؓ اور تابعین سے مملو تھا حادثے اور فتنے پے درپے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنون کے خوف سے اوس جائے مطہر سے رحلت اختیار کر کے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مرّی کو ایک فوج عظیم شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اور اون اشقیا نے ان حضرات کو اُسی مقام حرہ مین نہایت ذلت و خواری کے ساتھ شہید کیا اور تین دن تک بے حرمتی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین مشغول رہے اس نسبت سے اسکو واقعہ حرہ کہتے ہین ابن

قصے مین ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار اور علماے تابعین شہید ہوئے اور عوام
سوا عورتون اور لڑکون کے دس ہزار اور سات سو حافظ قرآن شریف اور ستانوے
آدمی قوم قریش کے درجۂ شہادت کو پہنچے اور اُن بے دولتون نے فسق و فساد اور ز
کو مباح کیا یہان تک کہ لوگ نقل کرتے ہین کہ بعد اس واقعے کے ایک ہزار عورت نے
زنا کے جنے اور ان نالائقون نے مسجد شریف مین گھوڑے باندھے اور وہ روضۃ مین
الجنۃ مین گھوڑون کی لید اور پیشاب کیا اور لوگون سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہ
تکو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصی
کی طرف عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن شریف ا
سنت لینا چاہیے اون کو یزید نے اسی وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہین کہ اہل اخبار
لکھا ہے کہ مدینۂ منورہ اوس زمانے مین مطلق آدمیون سے خالی رہا اور وہان کے میوے
وغیرہ بغیب جانوران جنگلی ہوئے اور کتون وغیرہ نے مسجد شریف کو اپنا آرام گاہ
مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا اور طبرانی نے ایک خبر طویل مین عروہ بن زبیر سے روایت
کی ہے کہ حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے عقد بیعت اور اطاعت
پلید سے انکار کیا اور اوس کے حق مین گالی گلوج کرنا شروع کی یزید نے یہ
قسم کھائی کہ واللہ مین عبد اللہ بن زبیر کے گردن مین طوق ڈالونگا بعد اس کے
ایک شخص ان کے بلانے کو بھیجا اون کے یارون نے اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاند
کا طوق بناؤ اور یزید کو قسم سے بری کرنے کیواسطے اپنی گردن مین ڈالو اور اوس کے
اوپر جامے پہن لو یقین ہے کہ اوسکے ہاتھ سے سلامت رہو حضرت عبد اللہ بن زبیر
فرمایا کہ خداوند تعالے ہرگز اوسکو اس قسم مین سچا نہ کرے گا مین ہرگز غیر حق پر نرم
نہون جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم نہو جائے بعد اوسکے عبد اللہ بن زبیر نے
دعوت شروع کی اور لوگون کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو
ایک لشکر شامی ساتھ دیکر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ بعد مدینے کے قلع وقمع کے
مکے کی طرف جانا اور عبد اللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم بن عقبہ مدینے مین آیا

سب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے باقی لوگون کو قتل کر کے مکے
کی جانب متوجہ ہوا اور راہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کر کے ابن
زبیر کے محاصرہ کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگا دینے کی وصیت کی حصین بن نمیر ہنوز راہی
مین تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہی سے بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ
ظہور مین نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ سن باسٹھ مین یزید پلید نے عثمان بن محمد ابی
ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینۂ منورہ پر بھیجا کہ اوسکے بیعت وہان کے لوگون
سے لیوے اوس نے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ
یزید پلید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا
شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے ہمنے اوس کی بیعت توڑ دی
اوس جماعت مین منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ کہ اوس نے مجھکو لاکھ درہم دیے
ہین اور احسان کیا ہے لیکن مین سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا وہ شرابی اور بے نمازی
ہے یہ حال سنکر باقی اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری ہوئی اور سب نے
بیعت توڑ دی بعد اسکے اہل مدینہ نے عبد اللہ بن خنظلہ غسیل کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان
بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبد اللہ بن خنظلہ کہتے تھے واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے
باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نکیا جب تک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے
پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابو الحسن مدائنی سے کہ ایک راوی ہین نقل کرتے ہین
کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و فساد یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی
... عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے جدا کیا
... گرچہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا لیکن وہ دشمن خدا دائم السکر ہے مین نے
... اوس کی بیعت سے یون الگ کیا جیسا اپنا عمامہ مین نے اپنے سر سے
الگ کیا دوسرے کھڑے ہوئے اونھون نے پاؤن سے جوتیان نکالین اور یزید کی
بیعت سے الگ ہوئے یہان تک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھر گئی بعد اوس کے
عبد اللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبد اللہ بن خنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے

سب کو واپس مروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی اُن سبھون نے
یزید پلید کو اپنا حال لکھا بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوس نے مسلم بن عقبہ
اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کم بخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل حرم
کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کریگا اوس کو
ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملین گے اور سو دینار بطریق انعام او
اضافہ ہونگے اوس مین بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم
بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر سے جا کر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا
واللہ ہرگز جمع نہ کرون ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ
سے پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھ کو کوئی حادثہ ہو تو حصین
بن نمیر سکونی اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جنھین تجھکو بھیجتا ہون تین بار اون کو دعوت کر اگر تیری
بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اون کے ساتھ لڑائی کر یہان تک کہ جب تو اونپر غالب
آجائے تین روز حرم مدینہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور ہتھیار اور کھانا
ہو اوسکو لشکریون پہ حلال کر اور تین روز کے بعد اون کے قتل سے باز رہ اور علی
بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نہ کر کہ انھون نے اوس جماعت سے اتفاق نہ
کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پہنچی تو سب کے سب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہوکر
جماعت بنی امیہ سے جو دار مروان مین محبوس تھے کہا کہ اگر تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نکروگے اور جاسوسی وغیرہ عمل مین نہ لاؤگے اور ہمارے دشمنون کی
مدد نکروگے تو ہم تمکو چھوڑتے ہین ورنہ اسی وقت ہم تمکو قتل کئے ڈالتے ہین بنی امیہ نے
منافقانہ عہد و پیمان کر کے اونکے ساتھ ہوکر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان
بن حکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہان پہنچکر تین روز
لڑائی سو توقف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تدبیر کیا ہے
اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوائے لڑائی کے کوئی تدبیر نہین جس سے یہ فساد اور
فتنہ مرتفع ہو اور یہ خیر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین

اوس نے فساد اور زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرو اور گردن طاعت اوس کے سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سب کے سب لڑائی پر مستعد ہوکر مدینے سے باہر نکلے عبداللہ بن غسیل سوار ہوکے لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفون کے بیچ مین لاکر کھڑا کیا وہ بے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجۂ شہادت کو پہنچے مسلم بن عقبہ نے اون کا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آگئے اور اون نالائقون نے موافق حکم یزید پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا اور مال اور اسباب لوٹا اور زنا کاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی مثل اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور پندرہ روز تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرداگرد مدینے کے کانٹون کی باڑ لگائی اور دشمنون کی راہین ہر طرف سے بند کرکے ہر طرف تیر اور پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرائے مسلم بن عقبہ واقعہ سے ڈر کر حرہ کے ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس امر مین کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان نے بنی حارثہ کے پاس آکر اون کو کچھ طمع خام دیکر ایک طرف سے راہ کھلوادی لشکریان یزید اوس طرف گھس پڑے اہل مدینہ سب کے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف کو آکر مقابلہ اور محاربہ مین مشغول ہوئے نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ میرا بیٹا تمھاری قید مین پکڑا گیا ہے اوس کو چھوڑ دو اور تضرع اور عاجزی بہت سی کی اوس بے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کٹوا کر اوسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے جینے پر بس نہین کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش کرنے کو آئی ہے نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید مین رکھا اور کھانا پانی اونکو کچھ نہ دیا سعید بن مسیب[1] کو مسلم بن عقبہ کے

[1] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

سامنے لائے اوس نے اون سے کہا کہ یزید کی بیعت اختیار کرو اونھون نے فرمایا کہ بیعت کی مین نے ابوبکر رض اور عمر رض کے طریقے پر اوس نے کہا کہ اسکی گردن مارو اور اس درمیان مین ایک آدمی نے کھڑے ہوکر اون کے جنون کی گواہی دی اوس نے اونکو چھوڑ دیا اور مسلم بن عقبہ مسرف کہلاتا ہے اس جہت سے کہ اوس نے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب الحرہ مین نقل کرتے ہین کہ یزید پلید اوسکے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہے اور ہلاک پر پڑا ہے اوس نے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض ہوتے تو مین اس مہم کے سر کرنے کا تمکو افسر کرتے حقیقا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص و ناصح کسیکو نہین دیکھتا ہون مسرف یہ بات سنتے ہی اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھکو قسم ہے اے امیرالمومنین کہ یہ کام دوسرے کے حوالہ نکر مجھسے زیادہ دشمن کوئی اہل مدینہ کا نہ ہوگا مین نے اسباب مین ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اہنی شاخون کے بقیع مین عثمان بن عفان کے انتقام مین فریاد کررہا مین نے نزدیک اوسکے جاکر سنا کہ وہ درخت کہہ رہا تھا کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے نکلے گا اوس روز سے مجکو یقین ہے کہ مین اہل مدینہ کو قتل کرونگا اور اسی امید پر اپنے دل کو تسلی دیتا رکھی ہے یزید نے جو اس بات پر اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ مدینہ ہوا اگر وہ لوگ تمھارے داخل ہونے مین مدینہ کے اندر اور قبول بیعت اور اطاعت مین سدّ راہ ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک ایک کو چھوڑنا سب کو قتل کرنا اور سب اسباب اور مال اون کا لوٹنا اور اگر ایسا نکرین بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کرین تو اون سے تعرض نہ کرنا وہان سے عبداللہ بن الزبیر کے طرف جانا اور اوس کا کام تمام کرنا لکھا ہے کہ یہ مسرف نا عاقبت اندیش شہدائے حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل کرنے کے اگر ابھی مین دوزخ مین جاؤن تو مجھسے زیادہ کوئی بدبخت نہوگا اور ذکوان روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جس مرض مین مبتلا تھا اوسکی دوا کھا کر کھانا مانگا طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہے غذا اوسپر نہ کیجیے ورنہ دوا فائدہ نہ کرے گی اوس نے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون کرون مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کرون

وہ مراد میری حاصل ہوگئی اب سوا موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اِن ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھکو سب گناہون سے پاک کردیا ہوگا سید علیہ الرحمہ فرماتے
ہین کہ یہ بات اوسکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اس واسطے کہ شہید کرنا
اس جماعت مرحومہ کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس
نالائق بدبخت کو چھوٹنا محال اور مشکل ہوجائے گا گناہ بخشا جانا کس کا اور منجملہ صحابہ رضہ
کے جنکو جبرًا قتل کیا وہ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے سات بیٹون کے شہید ہوئے
اور عبد اللہ بن زید حاکی وضو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو کہ
فتح مین حاضر تھے اور جھنڈا اون کی قوم کا اونکے ہاتھ مین تھا اور بھی نقل کرتے ہین کہ یہی مسرف
شقی اور مروان بن الحکم شہدائے حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے کے پھرتے تھے
یکایک عبد اللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اون کی اونگلی شہادت کی آسمان کی طرف
اوٹھی ہے مروان نے کہا واللہ تو نے اگر بعد موت کے اونگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہے تو
ہم نے کسقدر اونگلیان اپنی حیات مین تمہارے ہاتھون سے آسمان کی طرف نہین اوٹھائین
اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرع وزاری نہین کی اور کتنی دعائین نہین مانگین ایک شخص
یہ بات سنکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے
تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل مین تھی وہ بولا کہ اِن لوگون نے مخالفت
دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہے کہ مروان بعد اس واقعے کے یزید پلید کے پاس
گیا یزید نے بڑا شکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوس کو اپنا مقرب ٹھہرایا ابن جوزی روایت
لاتے ہین کہ سعید بن مسیب فرماتے تھے کہ اون راتون کو جن مین واقعہ حرہ درپیش تھا
کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر نرہتا تھا اہل شام مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے
تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ بیان کیا کیا کرتا ہے اور کوئی وقت نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان
اور اقامت نماز کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اور اوسی اذان اور اقامت سے مین
نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ عنا اور اس واقعے مین ایک بڑا قبیح امر یہ ہوا
کہ حضرت ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن ناعاقبت اندیشون نے گستاخی کی نقل

کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی ریش مبارک جد
سے اوکھڑی ہوئی ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا صورت ہے آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھ کھیل
کیا کرتے ہو اور منہ سے نوچا کرتے ہو اونھون نے فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہے اہل شام
کا واقعۂ حرّہ مین ایک جماعت شامیون کی میری گھر مین گھس پڑی اور جو کچھہ مال اور
متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی بعد اوسکے دوسری جماعت گھسی اونھون نے میرے
گھر مین کچھہ نپایا تو اون کو نہایت غصہ آیا ہر شخص نے میری ڈاڑھی اوکھاڑی اور اس حال
کو جو تم دیکھتے ہو پونہچایا اون شیاطین سے اس طرح کے اور بھی قبائح بے شمار ظہور
مین آئے اب سنو ان ظالمون کا انجام کار کہ دلالت کرتا ہے اون کے خسِر الدُّنیا وَالآخرۃ
ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار نے بجبر و اکراہ اہلِ مدینہ سے
بیعت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے خوف سے جیسا حالتِ اکراہ اور اضطرار
مین بیعت اور اطاعت کرنا قبول کی اون مین سے ایک شخص[1] نے کہا کہ بیعت کی مین نے
مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اِس طرح کی بیعت اون سے قبول نہ کی اور قتل کا
حکم دیا جب قتل ہوگئے تب اون کی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے اسپر قدرت
دیگا تو واللہ مین اسکو جلادون مردہ پاؤن یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب مسرف قتل اور
لوٹ مدینہ سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ ومقاتلہ عبد اللہ بن زبیر رضا مکۂ معظمہ کو روانہ ہوا
دو تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم واصل ہوا وہ بی بی اپنے عہد کے موافق
چند غلام اپنے ساتھ لیکر اوسکی قبر پر گیئین کہ اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوس
کی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن سے لپٹا اوس کی ناک کی ہڈی چوس
رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈرے اور اون بی بی سے کہا کہ قادر مطلق نے اوس کے
اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف سے انتقام لیا یہی عذاب اوسپر کافی ہے وہ بولین
نہین واللہ جب تک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہے پورا نہ کرلون اس مسرف سے در
نہ گذرون اور کہا کہ اس کو پانی کی طرف سے نکالو اوس طرف بھی ایک اژدہا

[1] یہ شخص قبیلۂ قریش سے تھے ۱۲

ادن بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالے سے دعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہے
کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہے مجھکو فرصت دے کہ مین اوسکو گور سے
نکال کر جلادون بعد اوس کے ایک لکڑی ہاتھ مین لیکر سانپ کی دُم پر ماری کہ اوسکی
قبر سے نکل گیا پھر اوس کی لاش کو نکلوا کر جلوا دی واقدی کہتے ہین کہ ہمکو ایسا ثابت ہوا
ہے کہ وہ بی بی یزید بن عبد اللہ بن زمعہ کی مان تھین بعد متوجہ ہونے مسرف کے مکہ معظمہ
کی طرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی قوم کو ساتھ لیکر پھری
تھین جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آ پہونچین اور اوسکو قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا
ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پر دیکھا تھا ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون
نے اوس کو دار پر سنگسار بھی کیا یعنے اوسپر پتھراؤ بھی ہوا اور ذکر جلانے کا اس روایت
مین نہین آیا شاید سولی رکھنے کے بعد وہ تین دن کے جلایا ہوگا پس جس شخص نے جلانے
کی روایت نہین کی اوس قبل جلانے کے اوس سولی پر دیکھا ہوگا واللہ اعلم بالصواب
قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اس واقعے کے بعد تین راتین نہین گذرین کہ مرگیا اور راہ
مین مدینہ منورہ کے اوس کا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سخت بری حالت مین
مرا لیکن وہ بے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا بجز
بعد کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کے کوئی عمل ایسا جو میرے نزدیک سب عملون سے محبوب
اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا اگر تو مجھے
باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت عالم مین
نہ ہوگا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین یعنے یزید پلید
نے بعد میرے والی اور حاکم کیا ہے جلد مکہ معظمہ مین پہونچکر عبد اللہ بن الزبیر کا کام تمام
کر اور اوس سے لڑنے مین کمی نہ کر منجنیق نصب کرکے پتھرون سے مار اگر وہ خانہ کعبہ
کی طرف پناہ لاوے تو کچھ خوف نہ کر اور منجنیق پھینکنے سے باز نہ رہ حصین بن نمیر اوس کی
وصیت کے موافق چونسٹھ روز اوس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور
منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکی لکھا ہے کہ ان لوگون کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اوس نے

اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگائی تھی یکایک ایک ہوا ایسی تیز ہوا چلی کہ کعبہ مین اوس سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پونچی کہ مرض ذات الجنب مین جہنم واصل ہوا یہ خبر پونچتے ہی پریشان اہل شام اور بنوامیہ مین پڑ گئی سب کے سب رسوا اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہارشنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذی الحجہ ۶۳ سنہ تریسٹھ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرہ محرم کو ۶۴ سنہ چونسٹھ مین اور قتال مکہ اور جلا کرنا بیت اللہ کا منجنیق سے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ ربیع الثانی کو بعد واقعۂ حرہ کے واقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کرتے

واللہ اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع غریبہ کے کہ حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے خبر دی ہے ظہور نار حجاز ہے کہ اوس دیار عظمت شعار مین واقع ہوا اور اوس کا ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے اوس زمین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے مین ڈرانا تھا برے لوگون کا اور خاص بلدۂ شریفہ مین ظاہر ہونے کی حکمت یہ تھی کہ یہان رحمت اور شفاعت کی جگہ ہے ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہ ہوگا اور بعد ظاہر ہونے اِس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریاے رحمت نے اوس غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتداے سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ سنہ چھ سو چون ہجری تیسری جمادی الآخرہ تک مدینۂ منورہ مین بڑے بڑے زلزلے آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور تمام گھر اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسری ماہ مذکورہ کو بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جس مین قلعہ برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اوسکو کھینچتی ہے اور جس پہاڑ تک پونچتی ہے اوسکو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور رانگے کی طرح پگھلاتی ہے اور بادل کی طرح گرجتی ہے اور دریا کی طرح جوش مارتی ہے اور گویا اُس مین سے نہرین سرخ اور نیلی نکلتی ہین اور مدینۂ منورہ کے قریب پونچتی ہین اور ساتھ اوسکے ایک ٹھنڈی ہوا بھی اوس طرف سے مدینہ کی طرف آتی ہے قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے ہین کہ اس آگ

روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہے اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام کرتے تھے اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہوگئی تھی بعضون نے مکہ معظمہ مین اس آگ کی روشنی دیکھی ہین و بصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی ہواونٹون کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے ہین کہ طول اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیرھ قد آدم سیل کی طرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے تھے وہ سب ملکر سد راہ ہوگئے ستے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور قافلے گذر نسکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ کو تشویش دیتے تھے اس امر عظیم کا پیدا ہونا اونکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار کہ در کار خدا و ند خطاست ٭ زانکہ او ہر چہ کند عین صلاحست و صواب حاصل کلام یہ ہے کہ عجائب اس آگ کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے عجائب احوال سے یہ ہے کہ پتھر کو کھا لیتی تھی لیکن درختون مین کچھ اوسکا اثر نہ ہوتا تھا اور کہتے ہین کہ امیر عزالدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مین نے سُنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے مجھکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار اوس آگ کے قریب پونچے کچھ ہمکو حرارت اوسکی محسوس نہ ہوئی ساتھ اسکے کہ پہاڑون کو کھاتی چلی جاتی تھی مین نے ایک تیر اپنی ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھ اوس طرف دراز کیا سب تیر کے پر جل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات کے سننے سے میرے ذہن مین ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اوسکا درختون کو آثار تحریم نبوی سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینۂ منورہ کے حرم کی تعظیم اور رعایت ادب کا حکم فرمایا ہے لیکن قسطلانی کہتے ہین کہ اوس کی شدت حرارت سے کسی کو نزدیک

---

۱ جمال مطری مورخین مدینہ سے ہین ۱۲ ۲ امیر عزالدین منیف مدینہ تھے ۱۲

جانے کی مجال نہ تھی وہ تیر کے فاصلہ تک اوسکی حرارت کی موجین اور ہیبت کی فوجین پہنچتی تھین اور یہی وہی کہتے ہین کہ مینے ایک شخص نہایت معتبر سے سُنا ہے کہ وادی مین ایک بڑا سا پتھر تھا آدھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا اور آدھا باہر اوسکے اوس کو آگ لگا گئی اور نصف داخل تک جو پہنچی تو بجھ گئی اوس روایت مین جو جمال مطری لائے ہین اور کلام قسطلانی مین ظاہراً منافات معلوم ہوتا ہے سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول کے لایق ہے اسواسطے کہ وہ اُس زمانے والون سے ہین کہ اوس آگ کے احوال کو اپنے مشاہدے سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی اونھون نے اِس آگ کے احوال مین کمال تفصیل سے لکھی ہے اور پتھر کا آدھا جلنا اور آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا بڑے معجزات سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ بعد اتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ لکھتے ہین کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہے جب کہ یہ آگ اللہ تعالےٰ کی آیات اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے تو ہو سکتا ہے کہ اوقات مختلفہ مین اشخاص متعدد پر احوال مختلف ظاہر ہوں یعنے بعضون کو اسقدر گرم معلوم ہوئی اور بعضون کو اوتنی حرارت چندان غریب نہین اور اللہ تعالےٰ کی قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھ عجیب نہین واللہ علےٰ کل شئی قدیر؎ آگ کی عدم تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف مین دونون کلام متفق ہین لکھا ہے کہ قاضی اور امیر مدینۂ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہوکر خدای تعالیٰ کی درگاہ مین تضرع اور زاری مین مشغول ہوئے اور ردّ مظالم اور اقرار حقوق مین کوشش کی اور بردہ ہو آزاد کیے تاکہ دریاے مغفرت الٰہی جوش مین آوے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب مدینے والے اپنے بالون سمیت حرم شریف مین شب باش ہوئے اور گرد اگرد حجرۂ شریفہ کے برہنہ سر ہوکر تضرع اور عاجزی اور زاری بجا لاکے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی برکت سے اوس آگ کا شمال کی طرف مُنھ پھیرا اور اس بلدۂ عظیمہ والون کو اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلین آگ کی جو سارے جنگلون مین پھیل تھین وہ بھی اوسی طرف کو پھر گئین اوس آگ کی ٹھہرنے کی مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوس کی ر

؎ اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۱۲

چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور اختتام روز یکشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموعہ اوس مدت کا باون روز ہوتے ہین ان دونون حکایتون مین بھی مخالفت ہے ولیکن لکھا ہے کہ چند روز تک لیا یا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی دھیمی پس ہو سکتا ہے کہ قسطلانی نے فقط بیس روزون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے بجھانے اور بالکل نشان ہو جانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ وارالابرار مین ظاہر ہوئی اور حضرت سید مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ اور کوئی آفت اوس کو نہ پہنچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات غرق ہوگئے اور بڑی عمارتین گر گئین اور اس آگ کے نکلنے سے دوسرے سال کے شروع مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبری قائم ہوئی یعنے لشکر تاتار نے خروج کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین گھوڑون کے نیچے روندائین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر رکھکر گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہوگیا اور آگ اس طرح کی لگی کہ دار الخلافہ اور اکثر مقامات اور مقبرہ رصافہ مدفن خلفاے بغداد اور بڑے بڑے مکانات برکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے خلافت خلفاے عباسیہ منقطع ہوگئی (۱) واللہ الخلق والامر لہ الحکم والیہ ترجعون اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہے کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تا کہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کنہ دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہے اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے مصرع کند ہرچہ خواہد برو حکم نیست (۲) لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالم قدرت سے

(۱) خدا کے واسطے ہے پیدا کرنا اور فرمان روائی اوسی کے واسطے ہے حکم اور تم طرف اوسکے پھیرے جاؤگے ۱۲

(۲) نہین سوال کیا جاتا اوس چیز سے کہ کرتا ہے اور وہ سوال کیے جاتے ہین ۱۲

اور پردۂ اسباب عادی کے باہر سے اوس سے مدینۂ منورہ کا بچ جانا کمال اوسکے شرف اور
امتیاز کو ظاہر کرتا ہے لیکن اسباب عادی چونکہ موضوع اسواسطے ہین کہ مسببات اوسپر مرتب ہون
تو ظہور اوسکا آثار کا چندان غریب نہین ہے جیسے غیر عادی سے غریب ہے اور اسی واسطے اگر کوئی
آدمی انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بعد انکار اوسکا اوسی نبی کے معجزے
سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجۂ نبوت اور مرتبۂ ولایت کے ثابت ہونے
مین قدح نکریگا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے ناطق ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے
کہ یہ پردۂ غیب سے ہے اور دائرۂ اسباب کے باہر ہے ✱

باب تفصیل اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے اختیار کیا تھا اور جناب سید الاولین
والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے وقت وہان کون لوگ رہتے تھے علماے سیر
اور تاریخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب لوگ حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسی آدمی تھے وہ اطراف بابل مین ذہن دن بارہ مرتبہ
کے پھیلاؤ مین اوترے بعد توالد اور تناسل کے ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اون سب نے
ملکر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ کیا پھر جب اون لوگون مین کفر اور کافری شروع
ہوئی سب کے سب متفرق ہوتے ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہوگئین پس
اوس جماعت نے کہ سام بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالے کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی
اور مدینۂ منورہ کی زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہان کھیتی اونھون نے
کی اور کھجور کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق
ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد تھی اور بعد ایک مدت کے اونکی املاک اور اموال وغیرہ مین
ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتین اونکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین اور عمان اور حجاز سے
شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے فرعونین اونھین کی ذریات
ہین اور ارقم بن ابی ارقم زمین حجاز مین اونکا بادشاہ ہوا اور عمرین اونکی دراز اور عیشین
اونکی فراخ ہوئین یہان تک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک صورت جنازے کی نظر آتی
تھی اور آواز رونے والے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے اس سرزمین پر یہودی رہنے لگے

علمای تاریخ اس باب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے مین یہودیون کے اوترنے اور رہنے کا کیا
سبب ہوا رزین رحمۃ اللہ کہ بڑے علماے حدیث سے ہین ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین
کہ مین نے ایک حدیث بنای مدینہ مین سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل رضہ سے سُنی اوسی کے مطابق
ایک اور حدیث بھی بواسطہ ایک قرشی کے بانی عبد اللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے مگر
چونکہ مادہ اتفاق کا صورت اختلاف سے زیادہ تھا مین نے دونون کا مضمون اکٹھا کیا وہ اس
طور پر ہے کہ جب حضرت موسے علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے
ساتھ تھے پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا چونکہ بابدہ نبی آخر الزمان کا ذکر توریت
مین سُنا تھا ایک گروہ نے اُن مین سے مشورہ کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑکے
اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے گرد رہا کرتے تھے اون کے
ساتھ موافق ہوگئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہے
لیکن تاریخ والون کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہے یعنے یہود سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ
اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ
بلاد مین پھیل گئے اور مکہ اور مدینہ اور حجاز وغیرہا اون کے تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر سوجھا
حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد غرق ہونے فرعون اور فتح بلاد شام وہان
کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو نہ ما
باقی کا استیصال تمام کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے جب موسیٰ علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اُن لوگون
نے بموجب حکم رسالت کے ساری قوم کو بادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا اون
مین ایک جوان تھا اولاد ارقم سے نہایت حسین و جمیل اوس کی صورت دیکھکر بمقتضای طبیعت بشری
اوسکے قتل مین توقف کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً اونکے حاضر ہونے
سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اِس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی
آمد آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اوس سے ملاقی ہوکر کیفیت حال پوچھنے لگے لشکر والون
نے کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف رکھا تھا اور سوا عورتون اور لڑکون
کے اوس قوم سے ایک متنفس بھی جیتے زندہ نہین چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سُنکر نہایت اونسے بیزار ہوئے

اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف حکم پیغمبر کیا اس جوان کو بھی کہ اوسی عموم مین داخل تھا کیون قتل
اب تمھاری جگہہ ہم مین نہین ہے تب لشکریون نے آپس مین کہا کہ اس تقدیر پر چلو لوگون کو جہان
آئے ہین وہان سے بہتر جگہہ اور نہ ملے گی بس یہ سب کے سب ہین حجاز مین چلے آئے اور یہین رہ گئے
یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز مین یہود کے رہنے کی آور بھی ابن زبالہ کہتے ہین
اصح یہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل زمین حجاز مین بخت نصر کے واقعہ مین آئے جسوقت
مین کہ بلاد شام مین اوسنے قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا
تو اونھون نے مشورہ کر کر سوا عرب کی طرف چلے آنے لگے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک اپنی کتاب مین پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان ایسے
صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قریے مین قری عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہین ظہور فرماے گا جب
یہ لوگ شام کے شہرون سے باہر ہوئے تو قری عرب سے جس قریہ مین ایک شمہ بھی صفات
قریۂ محمدیہ سے پاتے تھے وہان فرو کش ہوتے تھے اسی طرح جب چلتے چلتے یثرب مین پہونچے
یثرب کو سارے صفات مذکورہ کے ساتھ متصف پایا اون مین ایک جماعت تھی اولاد ہارون
علیہ السلام سے اوس نے یثرب مین رہنا قبول کیا اور ایک گروہ اور تھا وہ اسکے گرد و پیش خیبر
وغیرہ مین ٹھہرے اور جب ان لوگون مین کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس
مضمون کا لکھکر دیجاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو
خبردار اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منھہ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہین بعد طلوع
آفتاب عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحیٰ سے انصار نے اوس نعمت کے لینے مین جلدی
تفصیل اسکی آگے آتی ہے سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا اور نکال
اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشاے قدرت ہے پہلے یہود انصار سے نزاع
کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہون گے ہم اونکے
ساتھ ہو کر تم سے خوب سمجھین گے اللہ تعالے نے قضیہ بالعکس کر دیا وہ سعادت انصار
کو ملی جس کے یہود متوقع تھے مصرع این کار دولتست کنون تا کرا رسد بیت

سعادت بہ بخشایش داد رست * ز برکت وپا ز وی زور آور ست * ابن شیبہ جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام حج ادا کرکے دیارِ شام کو متوجہ ہوئے اور گذر اونکا مدینۂ منوّرہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز یہود بے بہبود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اُٹھا کر جبل اُحد پر جا ٹھہرے اس اثنا مین مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل بادشاہِ لم یزل کے پاس سے آپہنچا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر ایک قبر کھودی اور کہا اے بھائی موت تیری قریب آپہنچی اب تو اوس عالم کی طرف متوجہ ہو حضرت ہارون علیٰ نبینا و علیہ السلام اسی حالتِ زندگی مین قبر شریف کے اندر جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم ف[1] اکثر قبائل یہود کی سکونت باہر مدینے کے مسجد قبا کے نواح مین تھی اور بے دغدغہ عیش سے گذران کرتی تھی کہ باقتضاے حکمت قادر ذو الجلال اَوس اور خزرج[2] نے اون یہودیون نے چھاپا مارا اور اونکا کام تمام کیا فصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہے کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر مورخین بیٹا سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین بلدۂ طیبہ کر موسوم فرمایا ہے عیش اور خوشی سے گذران کرتے تھے اور مارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہے سب موضع اور قریے باغات اور عمارات پر مشتمل متصل چلے گئے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ مین مسافرون کو اسباب سفر جمع کرنے اور زادِ راہ ساتھ لینے کی حاجت نہوتی تھی اور میوجات کی کثرت ایسی درجے پر تھی کہ اوس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکریان اپنے سرون پر رکھکر باغو ن مین چلتے ہوئے درختون کے نیچے سے گذرتے اور ٹوکریان بغیر اون کے ہلانے درختون کے میوجات سے بھر جاتین ایسی زمین اس کیفیت کے ساتھ جو تم نے سُنی دو مہینے کی راہ تک

[1] مترجم کہتا ہے عفا اللہ کہ علماے مدینہ کے نزدیک اس روایت مین بہت ضعف ہے وہ کہتے ہین کہ جسکی قبر جبل احد پر ہے وہ کوئی دربار ہارون ہے نہ ہارون نبی علیہ السلام ۱۲ [2] قبائل انصار انھین اوس خزرج کی اولاد سے ہین ۱۲

طول و عرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کلمہ واحد پر متفق امن و امان سے رہتے تھے
مگر چونکہ کافر نعمتی آدمی کے خمیر طینت مین داخل ہے اس نعمت کی قدر نہ پہچان کر خدا سے
درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہو جاے تاکہ اونٹون اور گھوڑون
پر سوار ہو کر ان منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زاد راہ اوٹھا کے لے چلا کرین
اس مین لطف زیادہ ہے تا در مختار جل جلالہ نے اون کی دعا کی قبولیت مین بہت جلدی فرما
کر لشکر قہر اون کے بلاد کی طرف بھیجکر اون انتظام امور عیش و آرام کو برہم کر دیا لئن کفرتم[1]
ان عذابی لشدید سیل عرم کو کہ اوس کے تفسیر بعضے علما مطر شدید کے ساتھ کرتے ہین اور بعضے
سیل فناز یہ بلغ یار کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور وہ سد جو طول مین فرسخ در فرسخ
تھی کہ بعضون کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبر عادی جسنے ساری ولایت یمن کی سیلین روکنے کو
باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا ابن یشجب ہے اور سیل کے زور سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا
کہ جس پتھر کو پچاس آدمی قوت دار اولٹ نہ سکتے تھے ایک بلغ اوس سد سے اوکھاڑ
دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور اولاد کہلان بن سبا اکابر و رؤسای یمن سے تھے اور اون
مین سے عمرو بن عامر ماء السماء رئیس اعظم تھا اوس کی طریفہ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوس نے اپنی
کہانت سے بعضے علامات اور آثار سد ٹوٹنے کے دریافت کر کے پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی
اوس دیار سے نکل جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلنا معیوب
سمجھکر اوس نے ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانا جلاے وطن کا ہو جاے ایک یتیم کو کہ برسون اوس نے
اوسے پرورش کیا تھا خلوت مین بلا کر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اوس وقت تو مجھ
سے کسی بات پر جھگڑا کرنا اگر مجھسے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت نکلجاے تو تو اوس سے زیادہ
میرے ساتھ پیش آنا کہ مجھکو جلاے وطن کرنے مین عذر صریح ہاتھ لگ جاے اور بے سبب چلے
جانے سے لوگون کو تعجب لاحق ہو بعد اوسکے ایک دن سب رؤسای قبیلہ کی دعوت کی اور
سبکے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے زیادہ
سخت کہا بلکہ ایک طمانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین

[1] اگر کفر کرو گے تم تحقیق عذاب میرا البتہ سخت ہے ۱۲

اس دیار مین ہرگز نہین رہنے کا جب نتیجہ دست پرورده کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہم کو کیا امید رہے ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے اوسکی حجت سے اونکے نکل جانے کو غنیمت جان کر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو بیچ باچ کر اپنے تیرہ[۱۲] بیٹون کو کہ سب طریفۂ حمیریہ کے بطن سے تھے اور ایک گروه کو اولاد کہلاتی تھی اسباب سمیت ساتھ لیکر وہان سے باہر نکلا اور عذاب غرق و ہلاک سیل عرم سے بچ گیا باقی جو وہان رہ گئے سب ہلاک ہوئے یقین ہے کہ سبب اوسکی نجات کا یہی ہوا ہو کہ اوس سے انصار سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ[۱] القصہ عمرو بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح و ثنا بیان کی اون مین سے ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ ثعلبہ بن عمرو جد اعلے اوس و خزرج ہے ملک حجاز اختیار کیا اور اوس مین قیام پذیر ہوا بعد چندے جب اولاد تابعین اوس کے بکثرت ہوئے تو یثرب مین آکر قوم یہود مین بودو باش اختیار کی اور اونکے ساتھ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسما قسمی ہوئی کہ ایک دوسرے کی ایذا کا خواہان نہوگا اس طور پر رہنے سہنے لگے اس مین اوس و خزرج کو بھی اللہ تعالے نے ثروت عنایت فرمائی وہ باعث حسد و حقد یہود بنے یہود ہوا قریظہ و نظیر آخر کو عداوت پر مستعد ہوئے اور قسم توڑنے مین کچھ حیا نہ کی اور حد و حساب اوپر ظلم کئے جب اوس و خزرج اون کے ہاتھون پر تنگ آئے تو ابو جبیلہ کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے ایک لشکر عظیم لاکر اوس و خزرج کا انتقام یہود سے لیا اور سارا مال و اسباب یہود کا اون کے حوالے کیا پھرنے پیرے سے اوس و خزرج مدینے کے اسافل اور عوال یعنے طرف شمال اور جنوب مین مستقل ہوکر اور صدمۂ نزاع یہود سے فراغ بال حاصل کرکے آپس مین باقتضاے علاقۂ برادری ایک مدت تک اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر کو اوس و خزرج مین بھی آپس مین نزاع واقع ہوئی اور موافقت مبدل بجدال ہوگئی

---

[۱] اگر مدد کرو تم دین خدا کی مدد دے گا تم کو ۱۲ [۲] ابو جبیلہ اوس و خزرج کی قوم سے تھا اور شام کی طرف جاکر بادشاہ وشام ہوگیا ۱۲

اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک نہ بجھی اور کوئی صورت ہوا فقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالے وقت
نے مسلمان انصح جان اسید کونین وسیلۂ شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اون کے درمیان
اپنے فضل وکرم سے بھیجا وہ سب مسلمان ہوکر حضور کی برکت صحبت سے آپس مین ایسے
ہوئے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اپنے کو اوسکا قالب چنانچہ آیۂ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ[1] الآیۃ
اون کی محبت سے خبر دیتی ہے اور یہ بدل جانا عداوت کا محبت خالصہ سے ایک خاصہ ہے
خواص زمان اعجاز نشان سید زمین و زمان صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت
ہے انصار کے رہنے کی اس دار الابرار مین جیسا معروف اور مشہور ہے اور اخبار غیر
سے یہ ہے کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہے کہ جب تبع بلاد مشرقی لینے کو نکلا اور اوسکا
گذر مدینہ منورہ کی طرف سے ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے مین اپنی جگہہ بٹھاکر آپ شام اور
عراق کی طرف متوجہ ہوا اہیان کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو بدعہدی کرکے مار ڈالا
تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ وغضب مین آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو پھر مدینہ
آیا اور جہان تک اوس سے ہوسکا قتل عام کیا اتفاق سے اوسکا گھوڑا لڑائی مین مارا
گیا تو اوس نے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو خراب نہ کرے قدم آگے نہ بڑھا وے
بعضے علمائے یہود نے اوس کے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کے حفظ اور حمایت مین ہے اسکو کوئی
خراب نہین کرسکتا ہمنے اپنی کتابون مین اوس کی تعریف پڑھی ہے اور نام اسکا طیبہ ہے اور
یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہہ ہے تم اسکے خراب کرنے کا خیال اپنے
دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اوس خیال محال سے درگذرا اور
ایک جماعت احبار کے ساتھ یمن کی طرف متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے صفات حسن سنکر اپنے دل مین آپ کی طرف سے انس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہین
کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک گھر بنوایا اور چار سو علما توراۃ کہ اوسکے ساتھ تھے

---

[1] اے وہ لوگو جو ایمان لائے یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جس وقت تھے تم دشمن پس الفت
ڈالی درمیان دلون تمہارے کے ۱۲

اور اونکی رفاقت چھوڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت مین مدینے کا رہنا اختیار کیا
تبع نے ہر ایک کے واسطے ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت سا مال دیا
اور ایک خط لکھکر اونکے حوالے کیا اوس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی جس مین یہ دو
بیتین بھی تھین **ابیات** شہدت علی احمد انہ ٭ رسول من اللہ باری النسم ٭ فلو مد عمری
الی عمرہ ٭ لکنت وزیرا لہ وابن عم ٭ خط پر مہر لگا کر اوس جماعت مین سب سے بڑا تھا اوسکو
سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی مین پہونچا وے
اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جسوقت آپ یہان تشریف لاوین اوس گھر مین اوترین اور
ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اوس گھر کا متولی کیا اور مدینے
مین جن لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور نصرت کی وہ سب اونھین علما
کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت تک
ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے حضور مین پونچایا واللہ اعلم۔

باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مین
حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے جب شدت عداوت قریش ملاحظہ
فرمائی اور یہ بات حضرت نبوی کو معلوم ہوئی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو ہماری
مدد کے واسطے برانگیختہ نہ کرے گا یہ لوگ احکام الٰہی کو قبول نہ کرینگے اور آپ کارسازی الٰہی
کے اسباب مین خواہان و جویان ہوئے اور اسی جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین
قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الٰہی فرماتے
کہ شاید اون مین سے کسی کو یہ سعادت ملے اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس
نعمت کے حاصل کرنے مین توقف کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال
خوب جانتی ہین اور سب سے زیادہ قریب ہین جب اسکی اطاعت نہین کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے

سلہ گواہی دیتا ہین مین احمد پر اس بات کی کہ وہ بھیجا ہوا ہے خالق الخلق کا پس اگر میری عمر پہنچے اون کے وقت
تک تو ہر آئینہ ہوؤن گا مین اوسکا وزیر اور اوسکے چچا کا بیٹا ۱۲

اسی اثنا میں قبیلہ بنی عبد الاشہل قریش کے ساتھ عہد باندھنے کو مدینے سے مکے کو آئے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے ان کو اسلام کی طرف بلایا ایک جوان نے کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ اے قوم اس مرد کے ہاتھ پر بیعت کرو قسم خدا کی عہد بہتر ہے اوس عہد سے جو قریش کے ساتھ باندھنا چاہتے ہو اور یہ کام اہم ہے اوس کام جسکے لیے تم آئے ہو دوسرے شخص نے کہ اوس قوم کا رئیس تھا درمیان میں کھڑا ہوکر لوگون کو قبول دعوت پیغمبر سے منع کیا سب لوگ اسکے ڈر سے چپ ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن معاہدہ قریش کے ساتھ بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس بن معاذ نے اس جہان فانی سے رحلت کی سنتے ہیں کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے کارسازی فرمائی کہ جماعت اوس و خزرج موسم حج مکہ معظمہ کو آئی اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعون پر اپنے تئیں ظاہر فرماتے تھے اس جماعت کی طرف سے گذر ہوا اونکو دیکھکر فرمایا کہ تم آخر تم لوگ ہوا ان یہود مدینے سے ہو کہا ان لوگون نے ہان کیون نہین فرمایا بیٹھ جاؤ مجھکو تم سے کچھ کہنا ہے وہ بیٹھ گئے فرمایا پروردگار عالم نے مجھکو خلق کی طرف رسول کرکے بھیجا ہے اور مجھپر ایک کتاب نازل کی ہے اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہونچانے سے مانع ہے اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہونچو اونھون نے یہ کلام سعادت انجام سنکر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ یہود اسکے ساتھ ڈرایا کرتے اور کہتے تھے کہ آجکل مین آفتاب رسالت چمکا چاہتا ہے اور ہم اسکے سایۂ حمایت مین آکر تم کو مارینگے جیسا عاد نے ارم کو مارا تھا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہو پس اوس و خزرج نے بیعت اسلام کی اور مددگاری سید انام کا عہد کرکے اپنے بلاد کو پھرے اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین کیونکہ یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہے واقع ہوئی اب اوس جگہ ایک مسجد بنی ہے کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور ایمان تازہ مشتاقین کے دلو نمین پیدا کرتا ہے اور قول صحیح پر یہ ہے کہ اصحاب عقبۂ اولی چھہ تھے ایک اون مین اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اونھین مین سے ہین اور بعد اوسکے کہ یہ جماعت

مدینہ منورہ میں پونہچی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر کوئی مجلس انصار کی ایسی نرہی کہ اوس ذکر سے منورہ و معطر نہوگئی ہو دوسرے موسم میں اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت اور عویم بن ساعدہ انہیں سے ہیں اونہیں چھ مذکورین کے ساتھ نزدیک اوسی عقبہ کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اوس زمانے تک اسلام کے فرضون میں سے سوائے توحید و نماز کے کوئی چیز واجب نہوئی تھی اور بموجب اون کی التماس کے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن و تعلیم دین کی تعلیم و جماعت قائم کرنے کو اونکے ہمراہ کر دیا حضرت مصعب نے مدینے میں پونہچکر اون بارہ آدمیون کے ساتھ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اوّل جمعہ تھا جو مدینہ منورہ میں قائم ہوا بعد اسکے دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے میں مشغول ہوئے یہان تک کہ ایک دن ایک باغ میں بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قرآن سُناتے اور احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد[1] بن معاذ کو پونہچی وہ نیزہ ہاتھ میں لیکر باغ کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے اور وہ سردار اور بزرگ و رئیسون کا رسم ہے ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ بیوقوفون کو گمراہ کرتا ہے ہمارے دروازے پر کیون آوے اور وہ باتین جو کسی نے کبھی نہیں سنین کیون کہے اگر پھر اسکے یہان آوے گا تو اپنی سزا پاوے گا اس کہنے کے ساتھ ہی وہ جماعت منتشر برہم ہوگئی دوسرے دن پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ اُس جگہ کے قریب دعوت اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پونہچی سعد بن معاذ آج بھی اگرچہ خشمناک آئے لیکن وہ گرمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کہ اونکو نرم پاکر پاس آکر کہنے لگے کہ اے میرے خالہ کے بیٹے پہلے تو سُن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر کوئی بُری بات کہتا ہے اور لوگون کو گمراہ کرتا ہو تو تو اوس بات سے پھر لا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہے تو اوسکو بُرا نہ کہ اور اوس کے یہان ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہ مصعب بن عمیر نے یہ سورۃ پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ[2] وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا

---

[1] سعد بن معاذ سردار قوم اور اسعد بن زرارہ اونکی خالہ کے بیٹے ہیں ۱۲ [2] قسم ہے اس کتاب واضح کی ہمنے رکھا اوسکو قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو اور یہ بڑی کتاب میں ہم پاس ہے اونچا محکم کیا پھیر دینگے ہم تمہاری طرف سے یہ نصیحت منہ موڑ کر اس کہ تم ہو

[illegible] أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ ۝ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ۝ حضرت معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بیتاب ہو گئے اگرچہ فی الحال شہادت ظاہرہ کی لیکن دل نور ایمان سے منور ہو گیا وہان سے اپنی قوم کی طرف آئے اور سب نے عید بنی عبد الاشہل کو بلا کر اسلام ظاہر کیا اور ان سبکو دین اسلام کی طرف دعوت کر کے کہا کہ جس کسیکو تم مین سے اس بات مین شک یا شبہ ہو کوئی چیز اس سے بہتر لا دے ہم دیکھین کیا لاتا ہے واللہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جانین ہم فدا ہون اور سر اسکی راہ مین جائین اور کہا اے اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو اور کس درجہ کا عاقل جانتے ہو سب نے کہا اَنْتَ سَیِّدُنَا وَاَفْضَلُنَا اونھون نے کہا تو مجھ پر تمھاری تمام مرد و عورت سے بات کرنا حرام ہے جبتک تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لاؤ یہ بات سنتے ہی فضل الٰہی سے سب پر اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ نور اسلام سے مشرف نہوا ہو غرض سب اشراف سب ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قائم ہوگئے والحمد علیٰ ذٰلک

فصل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرما کر موسم حج مین ایک بڑی جماعت انصار کے ساتھ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنے کے شوق مین مع حجاج مشرکین کے تھا مین مکہ معظمہ مین پہونچے اور جناب سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت کے ساتھ اکٹھا ہونے کا ایام تشریق کی راتون کے بیچ کی رات مین وعدہ دیا جب وعدہ کی رات آئی تو بعد گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چپکے نکل آکر عقبہ کے پاس والے پہاڑ کی گھاٹی مین سب کے سب جمع ہو کر طلوع آفتاب عالمتاب جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر بیٹھے اس مین جناب سید المرسلین الاولین والآخرین حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے ساتھ لیکر تشریف لائے عباس کہ اوس وقت تک شرف اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ اے قوم جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان مین کتنی عزت اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہمنے اونکو منع کیا ہماری بات نہین سنتے اور تم لوگون کے جمع کرنے پر باز نہین

بقیہ صفحہ ۵۳ — گو کہ جو ہم عین ہو اور پھر ہمین ہمتی پہلوان ہین اور ہین [illegible] تا لوگون کو کر کی پیغام آ والا [illegible] [illegible]
سخت [illegible] آتی ہو حقیقت پہلوان کی [illegible] حجاج بھی مشرکین ہم تو علم انصار [illegible] تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے افضل ہے

آپ اگر تم کو عہد کے وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہے تو قبہا اور نہیں تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان نہو جاؤ اور ہم کو اور تمہارا اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر پشت لاؤ وہ بولے کہ ہمنے سُنا اور جانا اے عباس جو کچھ تم کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا فرماتے ہین جو عہد کہ اپنے باب مین اور اپنے پروردگار کے باب مین ہمسے آپ کو لینا منظور ہو لیجیے بسم اللہ حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات نے چند آیتین قرآن مجید کی پڑھین اور دین اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا خدا کا عہد یہ ہے کہ اوس کی عبادت کرو اور اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے کہ خدا کے احکام پونچانے مین میری اعانت و نصرت کرو اور جو شخص اس کلام سے مانع آوے اوسپر جہاد کرنے سے باز نرہو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہین کہ باپ دادے کے وقت سے ہمارا کام لڑائی اور قتال ہے لیکن ہمارے اور یہود کے درمیان مین قسما قسمی اور دوا عدہ ہے اب ہم اوس سبکو قطع کرتے ہین ایسا نہو کہ آپ پھر اپنی قوم کی طرف رجوع کرین اور ہم کو اکیلا چھوڑ دین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماکر فرمایا کہ ایسا نہوگا مین تم سے اور تم مجھسے ایسے ہوگئے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن ساتھ بدن کے زندگی میری تمہارے ساتھ ہوگی اور موت بھی میری تمہارے ساتھ ہو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپ کی محبت مین مارے جائین اور جان اور مال اپنا سب آپ پر فدا کرین تو اوس کی جزا کیا ہے فرمایا جَنّٰتٌ[1] تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہَارُ اونھون نے کہا رَبِحَ[2] الْبَیْعُ لِجِمِ اللّٰہِ یارسول اللّٰہِ اُبْسُطْ یَدَکَ فَقَدْ بَایَعْنَاکَ اس بیعت کو بیعت کبرٰی کہتے ہین اور بعضے ارباب سیر اس کا نام عقبۂ ثانیہ رکھتے ہین مگر سیاق کلام مصنف علیہ الرحمۃ کا جیسا مذکور ہوچکا ہے مقتضی اس بات کا کہ اس عقبہ کا نام عقبۂ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار جانی مقدار یکی بیعت کرچکے تو آیہ کریمہ اِنَّ[3] اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ نازل ہوئی بعد اسکے آپ نے اون تہتر آدمیون نے بارہ فرشتے نکے اور فرشتے کا ایک ایک محافظ اور نقیب ٹھہرایا کہ اون کے احوال کی محافظت کرتا رہے تو اون کے امور دنیوی اور دینی

[1] باغ ہین جنکے نیچے بہتی ندیان - [2] نفع ہوا بیع مین قسم اللہ یا رسول اللہ آپ ہاتھ بڑھائیے پس تحقیق ہمنے آپ کے ساتھ بیعت کی ۱۲ [3] یعنے تحقیق اللہ تعالے نے مول لیا مومنون سے اون کی جانون اور مالون کو بدلے مین جنت کے ۱۲ - ۱۲

سب بیعت ہو جاتیں اور یہ بارہ نقیب رؤسائے انصار ہیں اون صفات اور احوال کتب
اسماء الرجال میں مذکور ہیں انہیں درمیان میں ایک انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اگر آپ فرمائیے تو ہم سب مشرکین کو کہ آج منا میں جمع ہیں ار ڈالیں اور کوئی اون میں
سے باقی نہ رہے فرمایا لم اومر بذلک بعد اس کے وہ سب اپنے اپنے خیمہ گاہ میں جا کر ٹھہرے
پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے حضور میں عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں اور ہمارے ملک کو سرفراز فرمائیں تو زہے قسمت ہماری
ہم سب طرح تابعداری کریں گے جو آپ کا حکم ہوگا اوسکے بجا لانے میں کسی طرح کا عذر نہ کرینگے
حضرت نے فرمایا مجھکو اب تک خدا کا حکم مکے سے نکلنے کا نہیں ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے متعین
نہیں ہوئی سو جس وقت اللہ تعالیٰ جہاں جانے کا حکم فرمائیگا وہاں جاؤنگا یہ فرمایا اور انصار
کو وداع کیا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

باب پانچواں بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام میں

کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار قول و قرار کر کے
اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلاۃ والسلام باب اختیار ہجرت
وتعیین مقام میں جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے
صفات دو تین شہروں پر منطبق ہوتے تھے ایک ہجر یا دو بحرین سے دوسرا قنسرین زمین شام
سے تیسرا یثرب میں حجاز سے بعد اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد
ہونے کی تعیین میں اب تک توقف تھا کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی
طرف رخصت فرمایا بعد چند روز کے اکثر صحابۂ کرام مدینے کی طرف راہی ہوئے مثل عمر بن الخطاب
وزید بن خطاب وحمزہ بن عبدالمطلب وعبدالرحمن بن عوف وطلحہ بن عبداللہ وعثمان بن عفان
وزید بن حارثہ وصہیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس مکہ معظمہ میں سو صحابہ کے سوائے حضرت ابو بکر صدیق لضر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نہ رہا بعضے صحابۂ کرام میں سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برآمد ہونے

لہ یعنے مجھکو اسباب کا حکم نہیں دیا گیا ۱۲-۱۲-۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بعض مشرکین مکہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ بے مقدور ہونے کے سبب مکہ سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات مین گرفتار کرتے
تھے القصہ مشرکین مکہ دن بدن عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھ دیکھ کر حسد وعداوت
بڑھاتے جاتے تھے جب صحابہ کرام کی رحلت سے مدینہ کی جانب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے تشریف لیجانے کا بھی اون کو یقین ہوا اور سمجھے کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے
تو آپکے باب مین سب کے سب مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوئے اون سب کا سرگردہ ابوجہل
ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی آکر انکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج کی دیکھی
اور بعضون نے قید کرنے کا مشورہ دیا ابوجہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے
چھانٹ کر تلوارین انکے ہاتھ مین دیکر ایک بارگی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جاگرا
چاہیے کہ بنی ہاشم کو قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل
ہو جائیگا اسی حال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ
آیت پہنچا کر اون اشقیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالے وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم اس حال پر مطلع ہوکر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد
ہجرت کیا عبد اللہ بن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت
مین اس آیت سے تھا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ
لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا کہ رات کو ہماری
خوابگاہ مین لیٹین تاکہ مشرکین کو گمان ہو کہ حقیقت حال پر جلدی مطلع نہون اور اصل باعث
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش کے امانات کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اعتقاد و دیانت و امانت سے سونپا کرتے تھے پھیر دین بعد اسکے
حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر قصد ہجرت

ف ١٥ اور جب بناؤ نگے کافر کہ مجھکو بٹھا دین یا مار ڈالین یا نکالدین اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب
سب سے بہتر ١٢ ف ١٥ اور کہہ اے رب بیٹھا مجھکو سچا بیٹھانا اور نکال مجھکو سچا نکالنا اور دیدے مجھکو اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد ١٢

سے اونکو جدا کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر بھی غلامی کرتا
فرمایا ہان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار مہینے سے اون
خوب دانہ گھاس دے کر طیار کر رکھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لا
کہ حضرت ایک کو اون دونین سے قبول فرمائین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول
مگر بشرط بیع یعنی آٹھ سو درہم کو اون سے ایک ناقہ خریدا اور شاید حکمت ناقہ کی
کرنے مین باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
خدا کی راہ مین نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے استعانت کرین چنانچہ خلاصہ آیہ و
یُشرِکُ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا اسی طرف ناظر ہے اور نام اِس ناقہ کا بقول صحیح قصوی تھا
ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو بنی دیل سے کہ اوسکا نام عبداللہ بن ار
تھا اور سب لوگون مین واقفیت راہ اور حفظ اسرار مین مشہور تھا اجرت ٹھہرا کر ارشا
فرمایا کہ تین دن کے بعد دونون اونٹون کو جبل ثور پر حاضر کرے اور یہ ابن ارقط بھی
کفار مین تھا امام نووی کہتے ہین کہ اسلام اسکا معلوم نہین ہوا واللہ اعلم پھر حضرت
سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ دولت
مین تشریف لاتے ہنوز برآمد نہ ہوئے تھے کہ سارے قریش ہجوم کرکے دروازہ دولت
پر آکر کھڑے ہوگئے اور اونھون نے چاہا کہ اوسی وقت وہ سب کے سب شقاوت ا
مین گرفتار ہو جائین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چادر مبارک سر مبارک پر ڈال کر
ہوئے ابوجہل لعین نے ہنسکر کہا کہ یہ محمد ہین جو کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ہمارے دین کے
ہو تو ملک عرب و عجم تمکو مل جاوے اور بعد موت کے بہشت برین تمھاری جگہ ہو اور اگر
تابع نہ ہوگے تو دنیا مین میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور آخرت مین دوزخ تمھارا گھر
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان یہی کہتا ہون اور یہی ہوگا اور تو بھی ایک
دوزخیون سے ہوگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کی نیز پھینکی اور

سلہ اور نہ ساجھا بنائے اپنے رب کی بندگی مین کسی کا ۱۲-۱۲-۱۲

سورہ یٰسین سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک اور آیہ کریمہ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا پڑھ کے اونکے سامنے سے نکلکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر کھڑکی کی طرف سے برآمد ہوکر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اوسی درمیان مین ایک شخص نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کس کا انتظار کرتے ہو وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمد کو شہید کرین اوس نے کہا واہ جی یہ محمد تو تھا جو تمہارے آگے سے نکل گیا یہ سنکر ابوجہل ملعون اور سارے اوسکے ہمراہی حسب ندامت اپنے سر دنبیر ڈال کر چلے گئے صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا صاحب کہان گیا اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ اور برآمد ہونا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بیعت عقبہ سے اڑھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول کو پنجشنبہ کے روز واقع ہوا اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا اِن دونون روایتون مین اس طرح پر تطبیق دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو سوائے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی خبرین پہنچاتے بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور تفصیل اون معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہنچنے تک ظہور مین آئے مشتمل اسبابت کے کہ غار کے منھ پر مکڑی نے تانا تنا اور کبوترون نے انڈے دیے اور کفار نے اوسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤن زمین مین دھنس گیا اور ام معبد کے یہان اپنے تشریف لاکر دُبلی بکری کا جس کا دودھ خشک ہوگیا تھا

سے سوا ونکو نہین سوجھتا ۱۲ ؎ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہین ہم بیچ مین تیری اور اون لوگون کے جو نہین یقین رکھتے پچھلا گھر ایک پردہ ڈھانکا ۱۲ ؎ قول صحیح پر تین روز اوس پہاڑ کی غار مین تشریف رکھی ۱۲ ؎ اللہ دانا تر ہے اپنے رسول کے حال کا ۱۲ ؎ سراقہ نے کفار قریش کے اشارہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا تھا ۱۲

ہو وجد وہاں اور کفار قریش نے جبل ابو قبیس کی طرف سے غیب کی آوازیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی صحت و سلامت اور صفات کمال پر دلالت کرتی تھیں سنیں کتب احادیث اور سیر
سے معلوم کر لینا چاہیے چونکہ یہاں مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہے اسواسطے
بعضے حکایات بلکہ اکثر روایات جو قصہ ہجرت میں منقول ہیں ساقط کرنے کا اتفاق ہوا
ابو سلیمان خطابی نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
منورہ کے قریب پہونچے بریدہ اسلمی ستر آدمیوں کے ساتھ کہ باشارہ کفار قریش
معاذ اللہ حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اونکو سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے
سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولے کہ میرا نام بریدہ
آپ نے بطریق تفاؤل اس نام کے اوس سے کہ برودت ہے اور خبر دیتا ہو سلامتی
وجمعیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ سے فرمایا قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلُحَ پھر فرمایا تو کس قبیلہ
ہے وہ بولے اولاد اسلم سے فرمایا خیر و سلامت ہے پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے کہا
سہم سے فرمایا پایا تو نے اپنا سہم یعنی اپنا حصہ اسلام سے بعد اوسکے بریدہ نے پوچھا کہ تم
کون ہو فرمایا کہ میں ہوں محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان
لائے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور وہ ستر آدمی
بھی جو اون کے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مدینے میں داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا چاہیے ہے اور اپنا
عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ
کس سعادت مند کے گھر کو مشرف فرمائیے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی میری مامور ہے جہاں
بیٹھ جائے گی وہیں اوتروں گا **بیت** رشتہ در گردنم افگندہ دوست * می برد
ہر جا کہ خاطر خواہ اوست * بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام
کو گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل میں حضرت کے ساتھ فروکش ہوئے اور دو جوڑے
سپید ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا ابوبکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر کے

ـه تحقیق ٹھنڈا ہوا ہمارا کام اور درست ہوا ١٢

اور اوسطرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبح کو مدینے کی بلندیوں پر کھڑے ہو کر طلوع آفتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھرون کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھرون کو پھر آتے تھے کہ یکایک ایک یہودی اوسی مقام معہود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان کر گروہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ یہ تمھارا مقصود اور مقصد آگیا نظم

رونق آن سرو خرامان میرسد
زپے درد تو درمان میرسد
مردہ دل افسردہ روحی سے دمد
کز برایت آب حیوان میرسد

اینک آن گلرخ خندان میرسد
شوق کن اے بلبل گلزار عشق
مژدہ تن با مژدہ جان میرسد
دور شو اے ظلمت شام فراق

شاد باش اے خستہ ہجران بلا
کان گل نو از گلستان میرسد
تازہ باش اے تشنہ وادی غم
کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو باہر نکلے پہلے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا سا نزل اولاد عمرو بن عوف مین دوشنبہ کے روز بارھوین تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ مین نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ دوشنبہ بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے مین اور قبض روح مبارک اِسی دن مین واقع ہوا جیسا ابن جوزی شرف المصطفےٰ مین لکھتے ہین اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا بھی اوسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا زمان خلافت نشان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محرم کے مہینے سے باتفاق راے صواب ولایت مآب حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت پر چار روز اور ایک روایت پر زیادہ اوس سے حضرت نے اسی مقام مین تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا ڈالی اور مدت اقامت مین اسی جگہ نماز پڑھا کیے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے تفاوت سے مکے معظمہ مین امانات پھیرنے کو رہ گئے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبر صحیح مین آیا ہے کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابو بکر صدیق لوگون کی ملاقات مین مشغول تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے چہرۂ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک سے کر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے اور یہی روایت مین آیا ہے کہ اوس دن بعض
آدمیون کو بسبب اژدحام خلایق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابو بکر صدیق ہین اور
اوسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگون سے
بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور اونکی ایک سی تھی
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کرکے رفع اشتباہ کے واسطے
چادر مبارک اپنی اٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے **فصل** بعد اوس
مدت کے جو معلوم ہو چکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی خلاف الروایات جمعہ
کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل مدینہ مین تشریف
لیجانے کی تیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ و سوار جمع ہو کر ہتھیار باندھ کر آپکی رکاب مین
چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبرا کر حضور مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم
لوگون سے شاید کچھ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری جگہ تشریف لیے جاتے ہین
فرمایا کہ مجکو قریہ اکالۃ القری یعنی مدینۂ منورہ مین جانے اور رہنے کا حکم ہے جب آفتاب رسالت ذی شرف
قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے اسبات پر امید باندھی کہ سلطان کون و مکان میرے گھر کو منور
کرے اور ہر شخص اپنے اپنے دروازے پر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین ہم
آپکی بڑی خدمت کرینگے آپ اونکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہان بیٹھ جاویگی
وہی میرا قرارگاہ ہے اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہے جہان قبیلۂ بنی سالم تھا
پہونچکر کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبۂ بلیغہ متضمن ترغیب و ترہیب
خوب فرماکر مسلمانون کے دلون کو نور سے معمور کیا اب وہی جگہ مسجد جمعہ کر کے مشہور ہے بعد اسکے آپ
سوار ہو کر متوجہ طیبۂ مطیبہ ہوئے پھر اوسی طرح ہر گروہ انصار ناقۂ شریف کی مہار تھام تھام کر
اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک کے حق مین دعائے خیر
فرماتے ہوئے تشریف لئے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہ جہان
تربت نبوی ہے ناقہ بے اختیار بیٹھ گئی حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی کی وقت جو

پیدا ہوا کرتی تھی اوسکے بیٹھنے پر لاحق ہوتی ناقہ شریف بلا اختیار وہان سے اوٹھ کھڑی ہوئی اور
چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے
دروازہ پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ شریف سے اوتار کر آپکی نظر شریف سے گذران
کر اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِہٖ یعنی آدمی کی جگہ
وہین ہوتی ہے جہان اوسکا اسباب ہے پھر آپ نے انھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذٰلِکَ فَضْلُ
اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ بیت مبارک منزل کان خانہ را ماہے چنین باشد * ہمایون کشور کہ
کان عرصہ را شاہے چنین باشد پہلے ہم جہان تبع کے انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب
رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ
مین احبار یہود سے ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفیٰ مین نقل کرتے ہین
کہ جب ناقہ مبارک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی گھر کی لڑکیان بنی نجار کی دف
بجاتی اور گاتی نکلین کہ شعر نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ * یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ * سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے قبائل انصار آیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا
واللہ مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ جسوقت سرور دین
و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردہ والیان انصار کی کوچہ و بازار
مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ * وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا
لِلّٰہِ دَاعٍ * اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور عورت اور مرد آپ کے تشریف
لانے کی خوشی سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور حبشی لوگ
موافق اپنی عادت کے خوشی مین آکر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
مجھکو یاد ہے کہ جسدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے آپکے نور عالم آرا
سے در و دیوار مدینہ کا روشن ہو گیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت ہوتا ہے اور جسدن وفات اس جہان
فانی سے چھوٹ گئی مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہو گیا جیسا غروب آفتاب کے وقت ہوتا ہے محمد بن اسحٰق

ف فضل ہے اللہ کا دیگا جسکو چاہے ۱۲ ف ہم لڑکیان ہین بنی نجار سے کیا خوبی کی بات ہے کہ محمد ہمسایہ ہین ۱۲ ف طلوع ہوا بدر ہم پر ثنیات الوداع سے واجب ہے شکر ہمپر جب تک دعا کرے کوئی دعا کرنے والا خدا سے ۱۲ ف آئے نبی اللہ کے آئے رسول اللہ کے ۱۲ ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ دس برس کے تھے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپنے اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا
مین اور میری والدہ اور میری اولاد سب بالاخانہ پر رہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
میرے مان باپ تمپر قربان ہون مجکو بالاخانے پر رہنے مین بہت تکلیف اس بات کی ہے کہ حضور
نیچے کے مکان مین رہین اور ہم لوگ اوپر چڑھ کر بیٹھین یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہے یا رسول اللہ
آپ بالاخانہ اختیار کرین اور ہم لوگ نیچے کے مکان مین رہین فرمایا نیچے کے مکان مین ہمکو
بہت مناسب ہے کہ لوگ ہمارے ساتھ ہین اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہین
تم اور تمہارے اہل کا اوپر ہی رہنا مناسب ہے ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن
ہمارے رہنے کی جگہ پر ایک کوزہ پانی کا بھرا ٹوٹ گیا ہم لوگون نے نہایت گھبرا کر اوس
کے جذب کرنے کو اپنا لحاف ڈال دیا اور سارا پانی اوٹھا لیا اور نیچے گرنے نہ دیا کہ مبادا پانی
نیچے گرے اور آپ کے غلامون کو کچھ تکلیف پہنچے اور سوا اوسکے ہمارے پاس اوڑھنے کو کچھ
نہ تھا دوسری روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور التجا
کیا کرتے تھے کہ بعد چندے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اون کی عرض کو قبول فرما کر
بالاخانے پر تشریف لے گئے اور ابوایوب رضی اللہ عنہ اور اونکے اہل و عیال نیچے کے مکان مین
آئے اور بھی اونھین سے روایت ہے کہ جس زمانے مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے
گھر مین تشریف رکھتے تھے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ آپکے واسطے کھانا تیار کرکے
بھیجا کرتے تھے ایک روز کسی نے اون مین سے کھانا پکانے مین بہت تکلف کیا پیاز اور لہسن
اوس مین ڈالا اور حضور مین بھیجا آن حضرت صلوات اللہ علیہ نے اوس نوش نہ فرمایا اور رکھ دیا
رکھا لیکن اصحاب کرام کی طرف اونسے اشارہ کرکے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل تمہارے نہین ہون
ایک مصاحب ہے کہ وسکو اسکی بو سے تکلیف ہوتی ہے مین نہین چاہتا کہ اپنے مصاحب کو تکلیف دون
اور بھی اون سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے کھانا تیار کیا اوس مین لہسن پڑا تھا آپ نے اوس کھانے کو نوش نہ فرمایا مین نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کیا لہسن حرام ہے فرمایا نہین مگر مین ایک شخص سے سرگوشی کرتا ہون اس جہت سے

اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ نہین ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ پھر مین نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ
رکھین ہم کیونکر کھائین اور صحیح ترین روایت سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین
زیادہ اور کم بھی آیا ہے الحاصل جب حضرت سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
مین قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہوئی تو ابورافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور
دو اونٹ دیکر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم
اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہا اور
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آوین اور ہمراہ اونکے عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ
عنہ بھی ہوئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اونکی والدہ ماجدہ ام رومان اور اسماء بنت
ابوبکر صدیق اور عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم عیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو
لے آوین یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم جب حسب الحکم عالی اون حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے
توحضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ
بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت رب العالمین مین مشغول ہوتے وما النصر الا من
عند اللہ العزیز الحکیم ۱؎ مصرع کجا دست حسنت را ہنوز آغازی نیستم + جب یہ نعمت انصار باوفا
کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اون کی ہدایت اور رشد سے مبتدل ہوئی تو یہود نابہبود
نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح
کی خباثتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے اون مین سے کھل کر دشمنی کی اور جہان تک اون سے
ہو سکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے مین قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی
یاسر بن اخطب کہ سب یہودیون سے عداوت مین بڑھ گئے اور کمال حسد مین گرفتار ہوئے حضرت
صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو فتح خیبر مین یہودیون سے مخالفت کرکے اسلام لائین
تھین روایت کرتی ہین کہ مین اپنے باپ اور چچا کے نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جس دن حضرت

۱؎ اور مدد ہر تیری اللہ کے پاس ہے جو زبردست ہے حکمت والا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو وہ دونون آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی ملازمت مین حاضر رہے بعد ازان جب رات کو پھر کر آئے اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے مین اپنی عادت کے موافق اون کے پاس گیا مگر وہ تکان کی جہت سے میری طرف کچھ متوجہ نہوئے اس درمیان مین میرے چچانے میرے باپ سے پوچھا کہ آیا یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی میرے باپ نے کہا نعم واللہ پھر چچانے کہا کہ خوب یقین ہے اثبات مین کہ وہی ہے نعم واللہ انہ ہو ہان قسم خدا کی وہی ہے چچانے کہا کہ تو اپنے دل مین اوسکی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت اوسنے کہا العداوت واللہ جب تک مین زندہ رہونگا اوسکی عداوت مین کوشش کرونگا ہم دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہانتک کہ آخر کو دونون وبال ونکال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہا اور بعضے یہودیون نے حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھہرایا اوسکے ساتھ ایک جماعت اوس خزرج بھی متفق ہوکر درکات جہنم مین پہونچے اور بعضے احبار دور علماء یہود کہ حق تعالے نے ازل سے سعادت اونکے نام لکھی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور یقین کیا کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلام[1] اوسی روز کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین حاضر ہوئے اور اسلام لائے بیت مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم ÷ لاجرم روی ترا دیدم ازجا ولیکن حضرت صلوات اللہ علیہ سے اونھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میری اسلام کی خبر پانے سے پہلے بلا کر میرا حال پوچھئے اور اونکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمائیے دیکھئے وہ میرے حق مین کیا کہتے ہین اور کیسا اعتقاد رکھتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ یہودیون کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود وائے تمپر کہ مجھپر ایمان نہین لاتے باوجود اس بات کے کہ تم مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقینا جانتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون وہ بولے واللہ ہم تمکو نہین پہچانتے اور تمہارا ذکر اپنی کتاب مین ہرگز نہین پاتے فرمایا عبد اللہ بن سلام کے باب مین کیا کہتے

[1] عبد اللہ بن سلام یہودیون کے احبار واشراف مین تھے اور حضرت یوسف علی نبینا علیہ السلام کی اولاد سے ۱۲ —

وہ تمھاری قوم مین کس مرتبہ پر ہے کہا هُوَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا یعنے وہ
ہمارا سردار و سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے فرمایا اگر وہ مجھپر ایمان لاوے
اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول رکھوگے یا نہین اونھون نے ایسا ہو سکتا ہے
کہ وہ تمپر ایمان لاوے اور تمھاری سچائی پر گواہی دے حضرت سلطان زمین و زمان نے تین
مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینون مرتبہ اوسی مرتبہ جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبداللہ
بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے
قوم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت مین خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیون منکر ہوکر اپنے تئین شقاوت
مین ڈالتے ہو یہودیون نے کہا تو جھوٹا ہے ہم کہان جانتے ہین کہ یہ خدا کا رسول ہے پہلے اسکے
عبداللہ بن سلام کے حق مین کہتے تھے هُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل مکر
وخباثت یہود بیہودون کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کر لینا چاہیے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ مَا اَحْذَقَهُمْ وَمَا اَشْقَاهُمْ
اور حقیقت مین یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے
والا کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابون کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپکے
نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا
تھا اور آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کرنیکی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۤءَهُمْ یعنے اس نبی کو ایسا پہچانتے ہین جیسا پہچانتے ہین اپنے
بیٹون کو یعنے علم یقین کر یا جو والیسے علم یقین سے شقاوت اور وبال ابدی مین گرفتار رہے
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ * مصرع * علمیکہ رہ بحق ننماید جہالت است * علماے سیر اور
تواریخ اسبات پر متفق ہین کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ مین
دس برس تھی اور اتنی مدت مین جتنے سوانح اور وقائع از قسم غزوات اور سرایات اور فتوحات
اور فیوضات اور تشریع احکام کہ عالم کو انوار ہدایت و اسرار حکمت سے منور فرمایا واقع
ہوئی سیر کی کتابون مین مذکور ہین چونکہ ہمکو مقصد ذکر احوال طیبہ وطاہرہ ہے اسواسطے ان وقائع کو بشرح و بسط

لہ یعنی عبداللہ بن سلام بُرا ہے اور بُرے کا بیٹا ہے اور بڑا جاہل اور بڑے جاہل کا بیٹا ہے ۲ے پس قسم خدا کی کسقدر بڑھے اور کسی رستی ۱۲
پہچانتے ہین یہ بات جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو ۱۲ سے اللہ پناہ دیتا ہین ایسے علم سے کہ نفع نہ دیوے اور ایسے دل سے کہ نہ ڈرے ۱۲ - ۱۲ - ۱۲

اس کتاب مین ذکر نہین کرتے انشاء اللہ تعالےٰ ایک کتاب علیحدہ اس مضمون مین لکھین گے واللہ
الموفق ولیکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجرت مین واقع
ہوئے مناسب ہے اسواسطے ماکان یدرک کلہ لا یترک کلہ اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہے اسواسطے
بیان روایات اور اختلافات کو جو تعین تاریخ وغیرہ مین واقع ہوسکے ہین ترک کرنا مناسب معلوم
ہوا جاننا چاہیے کہ سردار انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سال مین بعد بنا مسجد قبا اور
مسجد شریف مدینہ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار کے بحکم پروردگار قتال
و تعین قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر و فساد و کفر جاہلیت آب شمشیر سے دھو ڈالین
اور نور علم و ایمان سے جہان کو منور کرین پس بعد گیارہ مہینے کے دوسری صفر کو واسطے غزوہ ابوا[1]
کے طلب کفار قریش مین ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوئے اور ودان مین کہ ایک جگہ ہے قریب ابوا
اون لوگون سے ملاقی ہوئے لیکن بغیر قتال واقع ہوئے مدینہ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال مین
حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید دیکر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف
ابوجہل لعین کے قافلے پر کہ تین سو سوار کے ساتھ ادھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ
نے درمیان مین پڑکر فریقین مین صلح کروا دی اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو ساٹھ یا
اسی مہاجرین ساتھ کرکے اور ایک لوا انکے ہاتھ مین دیکر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان اوسکا
سردار تھا اور بعضون کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہین کہ اسلام مین جو اول لوا
درست کیا گیا یہی تھا اور درمیان بھی لڑائی واقع نہین ہوئی سوا اسبات کے کہ سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی راہ مین پھینکا گیا اور جملہ مناقب
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کی ابتدا مین حضرت عبداللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا اسلام لائے اور اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی اور ایک قول پر اڑھائی سو
برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے تھے پھر دین نصاری مین آئے پھر ایک

[1] ابوا ایک جگہ ہے مدینہ منورہ کے قریب ۱۲

عالم نصرانی کی وصیت سے دین محمدی حاصل کرنے کے شوق مین مدینہ منورہ مین پہونچا اور اتنی عمر مین
دس جگہ سے زیادہ بیچے گئے اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور حقیقت ہوا تو شرف
اسلام سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر ایمان
لین اور حقیقت نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت
زمعہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ
سے مدینہ منورہ کو طلب فرمایا اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات
مہینے ہجرت سے زفاف فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال
مین ہے لیکن پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین نماز
چارگانہ فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جس طرح اب سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال
مین طریقہ اذان شروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزہ کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ
ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزہ عاشورہ مین تھا نہ رہا فقط اسکا استحباب اب تک باقی ہے
اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال آئندہ تک پہونچون گا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ
رکھونگا اور دوسرے سن مین ہجرت سے ربیع الاول مین واسطے غزوہ بواط کے دوسو صحابہ
ساتھ لیکر قافلہ قریش سے کہ امیہ بن خلف اون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت
نہ آئی اوسی طرح مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولی مین واسطے غزوہ عشیرہ کے برآمد
ہوئے اور اولاد مدلج اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرماکر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سو مہاجرین ساتھ کرکے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر آئے
بعد اسکے کرز بن جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب
بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوہ کو بدر اولی کہتے ہین اور اسی سال مین
اواخر جمادی الاخری مین عبداللہ بن جحش اسدی کو کہ آپکی پھوپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار اور ایک قول پر بارہ سوار

[1] اوس زمانے مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپکے نکاح مین آچکی تھین ۱۲ [2] ناحیہ رضوی مدینے سے مکہ کی طرف تین
روز کی راہ پر ہے ۱۲ [3] عشیرہ ایک جگہ ہے بنی مدلج کی ۱۲ —

ساتھ کر کے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا انھون نے قافلۂ قریش کے ساتھ کہ تجارت شام سے آ
قریب مکۂ معظمہ کے پاکر غرۂ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور مال
لوٹ لیا پہلی غنائم اسلام سے یہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہونے
اللہ تعالی نے اون مہینے کو شہر حرم مین داخل کیا ہو خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت کو اون
قبول نفرمایا یہان تک کہ آیۂ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ نازل ہوئی پھر حضرت سلطان
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرماکر بانٹ دیا اور اوس
مین عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اول جس شخص
امیر المومنین کا خطاب ہوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد ہے کہ خلفا
جنکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق کما صرح بہ العلما اور اسی
مین صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو علی
سلام اللہ علیہ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوسوقت سولہ برس کی تھی اور ایک
پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضی رض کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور اسی سال
سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف قبلے کی تحویل ہوئی اور اسی سال
ماہ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقۂ فطر نازل ہوا اور مصلای مدینہ مین نماز عید پڑھی
اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود
وہی ہین اور اسی سال مین سترہوین ماہ رمضان کو غزوۂ بدر کبری واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت
اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی ابو جہل لعین مع ستر سردارون قریش کے جہنم داخل
اور ستر آدمی اون کے گرفتار ہوکر آئے عباس بن عبد المطلب و عقیل بن ابی طالب بھی
اونمین تھے اور ابو لہب بھاگ کر مکۂ معظمہ مین پہونچکر مرض عطسہ مین گرفتار ہوکر سات دن
کے بعد مر گیا اور لشکر اسلام مین آٹھ انصار اور پانچ مہاجر درجۂ شہادت کو پہونچے اور مسلمان
اس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے سٹھتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو
گھوڑے اور آٹھ تلوارین اور چھہ زرہین تھین اور مشرکین ساڑھے نوسے تھے اور سو گھوڑے

ـه تجھسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو ۱۲ ـه تصریح کی ساتھ اسکے علما نے ۱۲

اور ذو الفقار اسی غزوہ مین ہاتھ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھ مخصوص
کی تھی اور اُسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خرمی کا ہوا اور وہین
دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نکاح
مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اُسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اونکی دفن
مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پونہچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
مین پونہچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہوکر مقام گذر تک پہونچکر تین دن
وہین اقامت فرماکر بغیر وقوع حرب و قتال پھر آگئے اور اسی سال مین عصما[1] بنت مروان ماری
گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع[2] کے برآمد ہوئی اور پندرہ
روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو عبد اللہ بن اُبی منافق کی سفارش سے اونکو قتل سے باز رہے
لیکن جلائی وطن کرونیکا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید الضحیٰ پڑھی گئی اور اسی سال
مین امیہ بن الصلت شاعر مرگیا یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابین متقدمہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا
اور بت پرستی اوس نے چھوڑ دی تھی اور علماے اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوس نور کے
ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھ کر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ
ساتھ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت و رسالت و خاتمیت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھاکر
بحال خروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سید دین و دنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا
نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم و حکمت تھے استماع فرماکر فرمایا اٰمَنَ لِسَانُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ[3] اور ایک روایت
مین ہے اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ یعنے ایمان لایا شعر اوسکا اور کافر ہوگیا دل اُسکا واللہ الہادی
وہو المفضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی الحجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابی سفیان نے بعد غزوہ بدر
کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
بدر کا بدلہ نہ لے اپنی جگہ پر نہ بیٹھے پس دو سوار لیکر مکہ معظمہ سے اوس جگہ تک کہ وہان سے مدینہ
طیبہ تین میل باقی تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے گھر جو اوسکے حوالی مین تھے

[1] یہ عورت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتی تھی اور مسلمانون کی ہجو کیا کرتی تھی ۱۲ [2] بنی قینقاع ایک قبیلہ یہود کا نام ہے ۱۲ [3] ایمان لائی اوسکی زبان اور کافر ہوگیا اوسکا دل ۱۲

لوٹ کر جاتا تھا آن حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے دو سو سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی جماعت
حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلے ستّو دلی کے کہ اپنے زاد راہ کے واسطے اٹھا لے گئے تھے
پھینک کر بھاگ گئے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق ہے پانچ روز کے
حضرت سرور انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منوّرہ کو پھر آئے بقیۂ ذی حجّہ یہان تشریف رکھکر
غزوۂ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع فرمائی
اکثر مہینا ربیع الاوّل کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش کے طلب مین نجران کی طرف برآمد ہو کر ربیع الآخر
اور جمادی الاولیٰ وہین بسر کرکے وہان سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینۂ مطہرہ کو پھر آگئے پھر شوال
مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ذی قردہ پر بھیجا وہ قافلۂ قریش کو کہ ابوسفیان بھی اوسمین تھا
غارت کرکے چاندی بہت سی لوٹ کرکے لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے ساتھ
جاکر کعب بن الاشرف یہودی کو کہ اکثر مسلمانون کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا
اور مشرکون کو مسلمانون کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال مین عثمان
رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان مین سرور
انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا پہلے وہ خنیس بن حذافہ
بدری کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کرگئے اور رمضان مین حضرت زینب بنت خزیمہ
کہ کثرت اطعام مساکین سے امّ المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے اونھون نے اٹھارہ دن
بعد اور ایک قول پر دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال
مین امام المومنین حسن ابن علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہما نصفِ رمضان مین پیدا ہوئے
اور ولادت امام شہید بن علی سلام اللہ علیہما کی چوتھے سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو ہوئی
اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوۂ احد واقع ہوا کہ اوسمین دندانِ مبارک اور شفہ شریف
زخمی ہوئی اور سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبد المطلب مع ستّر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ
عنہم کے شرفِ شہادت کو پہنچے اور بائیس مشرک واصل جہنم ہوئے اور سردار مشرکون کا
تھا اور بعد غزوۂ احد کے غزوۂ حمراء الاسد[1] واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلّی اللہ

[1] حمراء الاسد ایک جگہ ہے قریب مدینۂ منورہ کے ۱۲

نے غزوۂ اُحد سے رجوع فرما کر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین انھین
لوگون کو ساتھ لیکر جو جنگ اُحد مین حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تا کہ وہ یہ سمجھین کہ مردانگی
مین ضعف اور شکستگی پائی آٹھ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجا کر تین روز وہین اقامت فرما
رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین تشریف لائے چوتھے سن مین سریۂ[1] بیر معونہ واقع ہوا
کہ ستر جوان انصاری قرا وہان شہید ہوئے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کے
قنوت مین انھین کے قاتلین کے حق مین دعاء بد کی اور اسی سال مین سریۂ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین
نے آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابۂ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کر کے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لیگئے اور مقام رجیع مین پہونچکر غدر و عہد کر کے قبیلہ بنی ہذیل کو
بلا کر بعضے صحابہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کر کے کفار مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے انتقام
مین اونکو قتل کرین از جملہ شہیدان رجیع ایک عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ و تعالی نے موافق اونکی
دعا کے اونکے بدن کو کفار کے مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو
گروے آکر گھیر لیا کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالی نے ایک سیل بھیجی
کہ اونکی لاش کو اٹھا کرلے گئی اور اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوۂ بنی نضیر[2] واقع ہوا
چھ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو وہ لوگ تمام زور و ضمیر کیطرف جلاء وطن پر راضی ہو کر
نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین شروع بدر صغری واقع ہوا کہ ابو سفیان نے جنگ
اُحد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم ہر سال بدر مین آکر محاربہ اور قتال کرین جب وعدہ کے
دن نزدیک پہونچے ابو سفیان نے ڈر کر نعیم بن مسعود کو بیس قراحنہ زر دینے کا وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے لوگون کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈرا دے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم ایکہزار پانچ سو صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لیکر برآمد ہوئے اور پھر سالماً غانماً مدینہ منورہ کو
رجوع فرمایا شان نزول آیۂ کریمہ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ[3] فَاخْشَوْهُمْ الآیہ کا قصہ یہی تھا

[1] سریہ اوس لڑائی کو کہتے ہین جسمین حضرت بذات خود تشریف نہین لیگئے ۱۲ [2] بنی نضیر ایک قبیلہ تھا قبائل یہود سے ۱۲
[3] جنکو کہا لوگون نے کہ اونھون نے جمع کیا اسباب تمہارے مقابلہ کو سو تم اُن سے خطرہ کرو ۱۲

اور اسی سال میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت یہود کی سیکھی تاکہ اونکی خفیات اور اسرار کو دریافت کرلیا کریں اور اوسی سال ذیقعدہ میں قضیۂ رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اور اسی سال میں وقت محاصرۂ بنی نضیر خمر کی حرمت نازل ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ تحریم خمر تیسرے سال میں ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم چند بار ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال میں اور ایک قول پر چھٹے سال میں جسمیں غزوۂ واقع ہوا آیۂ کریمہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق قطعی ہوگئی اور اسی سال میں شوال کے مہینے میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لائے پہلے زوج اونکے ابو سلمہ تھے اور اوسی سال میں زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ماں نے انتقال فرمایا پانچویں سن میں ربیع الاول میں غزوۂ دومۃ الجندل تھا اوسمیں بھی مقاتلہ اور مجادلہ واقع نہیں ہوا اور محرم میں غزوۂ ذات الرقاع اور اوس میں صلوٰۃ خوف شروع ہوئی اور اس غزوہ کو ذات الرقاع کہلانے میں اقوال ہیں صحیح ترین اقوال یہ ہے کہ صاحب صحیح بخاری حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ اور ننگے پاؤں ہونے کی جہت سے پاؤں میں چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہے یا ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اوسکی سیاہ ہے اور بعضی سفید اور اسی سال میں شعبان کی دوسری تاریخ غزوۂ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانی کا نام ہے جو بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہے اور اسکو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں اور جویریہ بنت الحارث کہ اصلی نام انکا برہ ہے اسی غزوہ میں گرفتار ہوکر آئیں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو آزاد فرماکر اپنے نکاح میں لائے اور اسی سال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی اور اسی سال میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا اور ایک روایت پر آیۂ تیمم اسی سال میں نازل ہوئی اور اسی سال میں ذیقعدہ کے مہینے میں غزوۂ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں واقع ہوا اور اوس غزوہ میں خندق

سلہ اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندہ کام ہیں شیطان کے سو اوس سے بچتے رہو ۱۲

سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی کمر شریف
پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے اور آپ کے
حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابوسفیان اونکا سردار تھا بلطائف الحیل
سے تفرقہ اور مخالفت ڈال دی کہ ہر ایک اونمین سے مخذول ہوا اور اس غزوہ مین چھ مسلمان
شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی کہ پھر کفار قریش مدینہ
کے گرد ٹھہر نسکے جناب سید الانس والجان علیہ آلاف الصلوٰۃ والسلام من الملک المنان جب
اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور غزوہ بنی قریظہ
کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب الجلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز
محاصرے مین رکھا پھر بعد اونکے اوترنے کے اونکے راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو
قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا اور اسی سال مین قصہ ابولبابہ کا کہ
اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال مین صلوٰۃ خسوف
شروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف
مین صدمہ پہونچا کہ پانچ روز تک دولتسرا کے اندر نماز بیٹھکر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر
اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت
نازل ہوئی چھٹے سن مین غزوہ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دوسو سوار سے
رجیع والون کی طلب مین جنھون بیر معونہ پر قراء کو شہید کیا تھا برآمد ہوئے اور قریب وادی
عسفان کے نزول فرمایا بنو لحیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون پر
چڑھ گئے اور اس غزوے مین والدہ شریفہ کی قبر پر تشریف لاکر روئے آپ کے رونے سے صحابہ کرام
بھی روئے جیسا کہ مشہور ہے اور اسی سال مین غزوہ غابہ ہے کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اونٹنیون کو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیان چھین لائے
اور اسی سال مین قضیہ نماز استسقا واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعای شریف
سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال مین قضیہ عرنیین ہوا اور اسی سال مین
غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوہ بنی مصطلق اور جویریہ بنت الحارث کا گرفتار آنا اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال مین تھا اور انگوٹھی شریف کا بنوانا اور بادشا
آفاق کی طرف قاصدون کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ کا ماریہ قبطیہ اور دو کنیز
سیرین اور حمار یعفور اور بغلہ دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بطور ہدیہ
بھیجنا اسی سال مین واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے
فرمایا اور سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشا اور یعفور حجۃ الوداع سے پھرنے کے وقت مرگیا اور دل
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک زندہ رہا اور اسی سال مین کسوف آفتاب بھی واقع
اور نماز کسوف شروع ہوئی اور اسی سال مین خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت کی
سورۂ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا[1] نازل ہوئی اور اسی سال مین ام رومان ح
عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ نے وفات پائی اور اسلا
لانا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلۂ دوس کے ساتھ مدینۂ مطہرہ مین آئے اوس زما
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تھے وہ خیبر مین حاضر ہو کر غزوۂ خیبر مین شریک اسی
کے آخر مین تھا سنہ ۷ مین لیکن غزوۂ خیبر واقع ہوا کہ امیر المؤمنین سلام اللہ علیہ نے جب
اونکے دست مبارک سے گر گئی خیبر کے دروازہ کو کہ سات آدمی اور ایک قول پر چالیس آدمی
بکمال قوت سے پھیر سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ پر اوسکو سپر بنایا اور جبتک فتح نہ ہو
سے نہ پھینکا اوس غزوہ مین لشکریان اسلام سے گیارہ آدمی شہید ہوئے اور یہود ی
ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت حیی یہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہین اسی
مین قید ہو کر آئین تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرما کر اپنے نکاح شریف مین لائے او
زہر ملانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام شریف مین اسی غزوہ مین واقع ہوا اور آفتاب کا
بعد غروب ہو جانے کے سبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنا
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حالت وحی مین اونکی گود مین تھا اسی غزوہ مین واقع ہوا اور اسی غ
مین کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیچ ڈالنا مال غنیمت کا تقسیم سے پہلے اور وطی
لونڈیون کا استبرا سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوہ مین نکاح متعہ حرام ہوا اور ابتدائے اسلام مین ہو

[1] سن لی اللہ نے بات اوس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھسے اپنے خاوند پر ۱۲

حلال تھا بعد اوسکے اوطاس کے دن دوسرے بار بعد فتح کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا
حرمت قطعی کر تا قیام قیامت تک جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ میں کوئی
نہیں ہے سوا روافض کے اور قضیہ لیلۃ التعریس اور آرام فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا ادا
اور اقامت اور جماعت کے ساتھ خیبر سے پھرنے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال میں ام حبیبہ بنت
ابی سفیان کو کہ اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھیں اور وہاں اونکے زوج کا انتقال ہوگیا نجاشی
بادشاہ حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے سن میں
ہوا اور اسی سال میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اکملہا سے سوار کے ساتھ عمرۂ قضا
بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع شریف میں کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے نکاح میں لائے اور
وہی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور انکا انتقال بھی سن ترسٹھ ہجری میں اسی جگہ واقع ہوا اور مزار
شریف بھی اونکی وہین مشہور ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بیبیوں سے پیچھے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور سب بیبیوں کے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم
اور آٹھویں سن میں صفر کے مہینے میں عمرو بن العاص وخالد بن الولید وعثمان بن ابی طلحہ مدینہ
منورہ میں ہجرت کر آئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضوں کے نزدیک اون حضرات کا اسلام
ساتویں سن کے اواخر میں واقع ہوا اور ذی حجہ میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم بن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوکر آپنے اونکے پیدا ہونیکی بشارت پہونچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا
اور اس سال میں مسجد نبوی میں منبر رکھا گیا اور ایک روایت پر ساتویں سن میں اور اسی سال میں
سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث بن عمیر کو ملک بصری کی طرف نامہ مبارک دے کر بھیجا اور شرحبیل بن
عمرو غسانی نے اونکو شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار
آدمی ساتھ دیکر شرحبیل پر بھیجا شرحبیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کرکے لڑائی سخت کی جھنڈا
اسلامیوں کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا وہ شہید ہوکر گرے تو جھنڈے کو جعفر بن
طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا چنانچہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا
اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا اور اسی سال مین سریہ خبط ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ
بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلہ قریش کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا
سنے دابۂ عنبر کو کہ نہایت عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہے اونکے واسطے کنارے پر پھینکا
سنے آدھے مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھلایا اور اسی سال مین
فتح مکۂ معظمہ واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان آپ صلی اللہ علیہ
دس ہزار آدمی لیکر مدینۂ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مع اپنی عیال
ہجرت کئے ہوئے آتے تھے جحفہ[1] کے مقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور
اس سے بحکم رسالت مکہ معظمہ مین اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ و ابو سفیان
اور انکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیمہ بنت حارث
اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین عکرمہ بھی وہان
ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مین اخیار دین کے روز
ہوئے اور جب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو
بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کی دست مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان
ہوئے اور جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ تم نے بوڑھے کو کیون تکلیف دی ہین اون کے پاس آجاتے اور فتح مبارک
بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے مکہ معظمہ
مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر روز حوالی مکہ مین سرایات بھیجا کئے خدا کے فضل
سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن ولید کو عزا کے توڑنے پر اور عمرو
بن عاص کو سواع پر اور سعد بن زید کو مناۃ پر تعینات فرمایا اور شرک اور فساد کا نام و نشان

[1] جحفہ ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ۱۲

بالکل اون سے کھو دیا بعد اوسکے دسوین شوال کو دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار ملقا کے مکہ ہمراہ لیکر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے اصحابؓ کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ اب ہم ہرگز شکست نہ کھائینگے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی کہ ہزیمت لشکر اسلام مین پیدا ہوئی اوس حالت مین بعضے نومسلمون نے کہ اوسوقت تک اون کے سینے نجاست حسد اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہوجائے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے فتح اور نصرت مانگکر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار کی طرف پھینکے بمجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم مین گئے پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کے ساتھ اوطاس کی طرف روانہ فرمایا وہان سے بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان اور چار ہزار دو قہ چاندی اور چھ ہزار آدمی گرفتار آئے منجملہ اسیران شیما بنت الحارث رضاعی بہن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اونکا اکرام کیا اور اون کو اون کے اہل وعیال کی طرف بھیجدیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف لائے وہان والون کو اٹھارہ روزتک محاصرہ مین رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی باہر آوے آزاد ہے بیس دس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی اونھین مین سے ہین کہ اپنے تئین بکری مین ڈالکر نیچے اوتر آئے بارہ صحابی طائف مین درجۂ شہادت کو پہونچے اور طائف سے بغیر اتمام فتح اور نصرت مہم مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھکر چھٹی ذی قعدہ کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن حاضر ہوکر ایمان لائی آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکے اموال اور اونکے قیدیون کو پھیر دیا بعد اونکے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے

۱؎ مراد بعضے اصحاب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہین ہین جیسا ایک روایت مین آیا ہے بلکہ قائل اس قوم کے دو سو صحابی تھے ۱۲
۲؎ قائل اس قول کا کلدہ بن حنبل صفوان کا برادر مادری تھا اور بعضے مثل قول کے نادری تھا اور بعضے مثل اس قول کے سفیان بن حرب کے لیے بھی نقل کرتے ہین واللہ اعلم ۱۲ ۳؎ یہ ابو عامر چچا تھے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ۱۲

تو اونٹ اوسکو انعام فرمائے اور اوس کے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل
کیا اور وہی مقام مین بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر غلبہ کیا اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر
مبارک اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی مادۂ غنیمت مین کچھ کلام کیا حضرت سید ا[لکل]
ہادی سبل صلے اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرماکر ثواب خاص آخرت اور
عنایات مخصوصہ اپنے سے بشیر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ میری قوم
ہین ور ضعیف الایمان ہین اونکے اموال اور مواشی لٹ گئے اور بلاد اور املاک اون کے
ہاتھون سے نکل گئے مین نے چاہا کہ انکے اموال پھیر دون تاکہ انکے ایمان مین تزلزل
نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید ومعاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ مطہرہ کو [عود]
فرمائی اور اسی سال مین کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد حضرت مصطفے مین حاضر کرکے امن
وسلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین سودہ [رضی اللہ عنہا]
کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی [اور]
سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی [صاحبزادی]
نے کہ زوجہ ابی العاص تھین وفات فرمائی نوین سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار دیکر
بعث فرمایا وہ قریب پچاس کا فر کے گرفتار کر لائے اون کی شفاعت کو اقرع بن حابس اور
ایک جماعت نے حاضر ہوکر حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے [پکارا]
اللہ تعالے نے آیہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ[1] نازل فرمائی اور آپ نے ولید
بن عقبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خزاعہ پر بھیجا قوم خزاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر نکلے
تو ولید بن عقبہ نے خیال اسکے کہ یہ لوگ مقابلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا[2] نازل ہوئی
اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے الگ رہے

[1] جو لوگ پکارتے ہین تجکو دیوار کے باہر سے ۱۲
[2] اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو ۱۲

اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین اہل و عیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت کے اور خیال طعن بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی[1] سے تسلی و تشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے اون کو ممتاز و مخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور کٹ رہنا تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا[2] خبر دیتی ہے اسی غزوہ تبوک مین واقع ہوا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مہینے تک وہان تشریف رکھکر بغیر وقوع قتال و جدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل جربا اور اذرح نے آکر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کرکے اکیدر دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوس کے بھائی کو قتل کیا اوس نے بھی جزیہ قبول کرکے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو حکم الٰہی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا[3] الایہ اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر اسلام لائے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑین گے اور نماز نہ پڑھینگے بعد اسکے اطاعت اسلام کرینگے اور جیسا حکم ہوگا بجا لائین گے آپ نے شرط فاسد کو اوس کے قبول نفرمایا اور اون کو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْہِمْ[5] الایہ یہی تھی اور عثمان بن العاص کو اون لوگون کو امیر کیا اور متعاقب اون کے ابو سفیان بن حرب و مغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور اون کے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اون کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ سورہ برات پڑھین اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنیکو منع فرمائین

---

[1] تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے ۱۲ [2] اون تین شخص پر جنکو پیچھے رکھا تھا ۱۲ [3] جنھون نے بنائی ہے ایک مسجد ضد پر ۱۲ [4] مسجد ضرار منافقون نے قبا والون کے حسد سے بنائی تھی کہ موجب تقلیل جماعت مسجد تقویٰ یا مسجد قبا ہو جائے ۱۲ [5] اور اگر یہ نہوتا کہ ہمنے تجکو ٹھہرا رکھا تو لگ ہی جاتا جھکنے اون کی طرف ۱۲

اور کسی مشرک کو حج کرنے نہ دین اور خبر پہونچائین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل نہوگا سواے مومن کے
اور اسی سال مین ترانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی کے ساتھ لعان کیا اور
اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ منورہ مین اون کے جنازہ کی نماز پڑھی اسی جگہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جائز
رکھی ہے حنفیہ کہتے ہین وہ خاص ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا ہیس حقیقت مین نماز حاضر پر پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال مین حضرت
ام کلثوم زوجہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذیقعدہ مین
عبد اللہ بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایفاے وعدہ او
استمالت قوم ابی کے لیے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف پہنایا اوس قوم نے
جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استسقا کرتا ہے ہزار آدمی ایمان لائے
اور اسی سال مین وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی بہت سے اسی سال کو عام الوفود کہتے
ہین سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کے فتح پر موقوف رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش
کہ امام اور پیشواے عرب اور اہل بیت اللہ تھے اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور
ثقیف بھی اسلام مین داخل ہوئے تو اونھون نے جانا کہ اب کسکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہوگی
محمد ہی حق ہو صلے اللہ علیہ وسلم اور جنون کا دین باطل ہے جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان
زهوقا فوج فوج مردم ہر طرف سے گرنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالیٰ کے اذا
جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا والحمد لله على دين الاسلام اور
دسوین سن مین ربیع الآخر کے مہینے مین بنی الحارث پر لشکر بھیجا اور اون کو شرف اسلام سے مشرف
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلمان و ازد و غسان و عامر و فد زبید حاضر ہوئے اون مین عمرو بن معدی
کرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا
اور اسی سال مین عبد القیس و اشعث و فد بنی خلیفہ حاضر ہوئے اونمین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہوگیا

سلہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا ۱۲ سلہ جب پہونچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور
تو نے دیکھے لوگون کو پیٹھے اللہ کے دین مین فوج فوج ۱۲

اور اس نے دعوی نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھکو اپنا شریک کر لیا ہو اور اسی سال مین نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی ڈیڑھ سو آدمی کے ساتھ اپنی قوم سے اسلام لائے آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو ذوی الخلیفہ کی طرف ایک بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہے کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے چورایا تھا اور اُسی سال مین حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیے ہین لیکن علما کو عدد حج پہ اطلاع نہین ہوئی اور اون کے حیطہ ضبط مین نہین آئے اور آپکے عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الآیہ نازل ہوئی اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تخصیص مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ الحدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے حضور مین حاضر ہوکر شرایع دین دریافت کرکے اپنی قوم مین جاکر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی طی قبیلہ حاتم طائی گرفتار ہوکر آیا اون مین حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن فرزند حاتم کا شام کی طرف بھاگ گیا پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنی بھائی کے پاس جاکر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور موافق ایک قول کے قضیہ اولاد حاتم نوی سال مین واقع ہوا اور اسی سال مین خالد رضی اللہ عنہ کو بنی حارث پر کہ نجران مین رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور مین حاضر ہوئے نظر مبارک اوس گروہ پر پڑی تو فرمایا یہ کون لوگ ہین گویا کہ ہند کے آدمی ہین اور اسی سال مین باذان والی یمن کی وفات پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضر موت کی طرف بھیجا اور زیادہ اونکی

سلہ شکر ہے واسطے اللہ کے اوپر دین اور اسلام کے ۱۲

سلہ آج مین پورا دے چکا تم کو دین تمہارا ۱۲

A

رکاب مین سلطان نبی مین وہ زمین علیہ الآف التحیۃ والسلام باہر تشریف لائے اور اونکو شرف
سے مشرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید اس سال کے بعد مجکو نپاوے اور یہ آخری ملاقات
تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سنکر رونے لگے پھر اونکو وداع فرمایا اور اسی سال مین جزیر بن عبداللہ
ذی الکلاع بن ناکور پر بھیجا وہ مع اپنے امر اسمیت مسلمان ہوا اور اسی سال مین فروہ بن عمر الجذامی
کہ بادشاہ روم کی طرف سے حدود عرب پر متصل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا اور ملک روم نے او
گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا اوسنے کہا تو خود جانتا ہی کہ یہ وہی رسول ہی کہ
عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونے کی بشارت دی تھی ولیکن تو اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا
اور سعادت اسلام سے مشرف نہین ہوتا ہی پھر فروہ کو ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارھوین سال مین
سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل بقیع کے حق مین استغفار کیا اور
کہا اے اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہان سے چلے گئے یہان فتنے آنے والے ہین کہ شب تاریک سے
زیادہ ہین اور اسی سال مین دوشنبے کے دن چھبیسوین تاریخ صفر کو اسامہ بن زید کو ایک لشکر عظیم
کے ساتھ ابنی والون پر بھیجنے کی تیاری کی اور چہارشنبہ کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو شروع ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک سے درست فرماکر اسامہ کو عنایت فرمایا او
باہر نکل کر مقام جرف مین ٹھہرے حضرت ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین وانصار
مثل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور امثال اون کے
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فرمایا اور بعضے لوگون کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوع کی قیل و قال
واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سنکر فرماکر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغہ اسامہ اور اسامہ کے
باپ زید بن حارثہ کی تعریف مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارات اور ریاست کے لائق تھا
اور اپنے باپ کے یہ بھی اسی کام کا سزاوار ہے پھر دسوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز مدینہ
مین تشریف لائے اور روز یکشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ
اوسی حالت مین آئی آپ نے فوج آلہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو خبر دی بیماری کی

۱ یعنی بضم ہمزہ وسکون بو حدہ ایک جگہ ہے دیار روم سے وہین اسامہ کے باپ زید شہید ہوئے تھے ۱۲ ۲ جرف
بالضم جیم ورا و فا ایک جگہ ہے قریب مدینہ منورہ کے ۱۲

کہ اوس نے صنعاء یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مار کر اوسکی عورت کو کہ فیروز[1] کے چچا کی بیٹی
تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کر کے اوسی قصر مین نقب لگا کر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا
اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاو کے نکلی پاسبانون نے آواز سنکر گھبرا کر
پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے
کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمھارے پیغمبر کی وحی کی ہے اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب اور
ذو الحمار بھی کہتے تھے ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا
حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا ۱۲ اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل سید حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وحشی
کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین آدمیون کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا
تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہو کر اسلام لایا
پھر یمامہ مین جا کر مرتد ہو گیا اور حضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کا
دعوی کیا اور شراب اور زنا کو حلال اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا
اوسکے تابع ہو گیا اور اوس ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کیے تھے
کہ مضحکہ عقلاء عالم ہوئے چنانچہ معارضہ و الذاریات مین اوسنے کہا ہے وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ[2]
حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا اور کہا یَا ضِفْدَعُ[3] بِنْتَ ضِفْدَعَيْنِ
إِلَى كَمْ تَنِقِّينَ لَا الْمَاءَ تُكَدِّرِينَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِينَ رَأْسُكِ فِي الْمَاءِ وَذَنَبُكِ فِي الطِّينِ
اور کہا اوس نے اَلْفِيلُ[4] مَا الْفِيلُ لَهُ خُرْطُومٌ طَوِيلٌ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِيلِ کہتے ہین کہ اوس
ملعون سے بعضے خوارق اور استدراجات بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن سب اوس کے مدعا کے برخلاف
اگر کسی کو اوس نے درازی عمر کی دعا دی وہ فورا مر گیا اگر کسی کے آنکھ کی روشنی کی دعا کی تو

---

[1] فیروز نجاشی کا بھانجا تھا ۱۲ [2] یعنی قسم ہے کھیتی کرنیوالون کی کھیتی کرنے کر او کھیتی کاٹنے والون کی کھیتی کاٹنے کر اور پیسنے والون کی پیسنے کر اور روٹی پکانیوالون کی روٹی پکانے کر اور پیالون مین روٹی توڑنے والونکی پیالہ مین روٹی توڑنے کر ۱۲ حصد درودن خبز پختن و بالضم نان طحن آرد کردن ثرد ۱۲ [3] اے مینڈھک بیٹی جوڑے مینڈھک کی کب تک ٹر ٹر کریگی تو نہ پانی کو تیرہ کرتی ہے اور نہ پیاسون کو منع کرتی ہے تو سر تیرا پانی مین ہے اور دم تیری خاک مین ۱۲ ضفادع بکسر ضاد و الدال ضفادع جمع ضفدع ضفدعۃ و بفتح الدال ایضا ۱۲ [4] ہاتھی ہے کیا ہے ہاتھی اوسکی سونڈ دراز ہے تحقیق کہ یہ مخلوق سے ہے بزرگ پروردگار ہمارے کے ۱۲

تو وہ اسیوقت اندھا ہوگیا ایکبار اوس نے حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ لکھا
تھا اس عبارت کا مِنْ مُسَیْلَمَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُحَمَّدٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لَنَا نِصْفٌ وَ لِقُرَیْشٍ
نِصْفٌ وَلٰکِنَّ الْقُرَیْشَ یَعْتَدُوْنَ جناب سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس کے
جواب میں یہ تحریر فرمایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلَمَۃَ الْکَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُہَا
مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ دوشنبہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف
لائے اور آدمیون کو نماز صبح مین مشغول دیکھکر بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف
لائے لوگون نے کہا کہ آج مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کا
ایک قول پر چاشت کے وقت بارھوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالیٰ وتقدس سے ملاقات
کی اہل بیت کرام نے سہ شنبہ کے روز آپکو غسل دیا اور سارے دن گروہ مسلمانون کا نماز جنازہ
شریف ادا کرتے رہے اور شب چہار شنبہ لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ وانصارہ واشیاعہ وسلم

باب چھٹا کیفیت بنائے مسجد نبوی اور سارے مقامات عالیہ مین علمائے سیر اور تواریخ نقل
سیر انبیا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا صلوٰۃ اللہ علیہ آکر دروازہ مسجد شریف پر
بیٹھ گئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ اور اوس پر سے
اوترے اور یہ آیہ کریمہ پڑھی رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ اوس زمانے
مین اس جگہ کھجور کا باغ تھا اوس مین دو ایک یتیمون کا مربد تھا اور وہ دونون یتیم ایک
انصاری کے یہان پرورش پاتے تھے اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے
کے وہان پر کچھ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونون
یتیمون کو بلایا اور اوس جگہ کو مول لینا چاہا ہر چند اون دونون نے بلا عوض اوس قطعہ کے
نذر کرنے مین مبالغہ کیا مگر آپنے نہ مانا اور بلا عوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت دی
بعد اسکے مسجد کی بنا ڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین والون

[1] یعنی یہ نامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف مگر بعد حمد کے پس تحقیق زمین اللہ کی ہے وارث کرے اوسکا جسکو
چاہے اپنے بندون سے اور انجام نیک متقیون کے واسطے ہے [2] یعنی یہی منزل کی جگہ ہے اگر خدا چاہے [3] اے اللہ اوتار مجھکو
مبارک اور تو بہتر اوتارنے والون کا ہے ۱۲ [4] مربد بالفتح ہر وہ کہتے ہین اس جگہ کو جہان خرمے کو خشک کرکے جمع کرتے ہین ۱۲

نوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اوس جگہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت بے موقع واقع تھے
انکو اکھاڑ کر بنیاد مسجد شریف ڈالی اور جنت البقیع مین قریب بیر ایوب کے کہ مسجد سیدنا ابراہیم
سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہے وہان اینٹین گرتی تھین اور سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا
خود بنفس نفیس اور اکثر صحابہ کرام پتھر اور اینٹ ڈھونڈھ کر لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے واسطے نداء بشارت آب دیتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ
اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے
بنائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی نیو ڈالی حضرت
جبریل علیہ السلام حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ موافق
عریش موسیٰ کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور فرش اور منقش کرنے مین تکلیف نکرو
چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مسجد شریف کی چھت ایسی تھی کہ مینہ برسنے کے وقت
چھت کی مٹی آدمیون کے سرون پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمالی
چون گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی تک ترسٹھ گز تھا اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین
واقع ہوئی آپ نے سرے سے پھر بنائی اور ہر طرف سے سو در سو رکھی طبرانی نقل کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایماء فرمایا کہ
اگر تجھ سے ہو سکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیرے ملک کی ہو بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے ہاتھ
بیچ ڈال کہ ہم اپنی مسجد کو بڑھا لین اونھون عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک مرد فقیر ہون اور عیالمند
میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہین ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو ان صحابی سے دس ہزار درہم کو خرید کرکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس قطعہ زمین کو اس بہشتی گھر کے عوض مین آپ مجھ سے مول لیجیے
آپ نے اوسے اوسی عوض مین مول لیکر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ
اپنے دست مبارک سے نیو مین رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اور اینٹ رکھی اسیطرح حضرت عمر و عثمان

۱؎ اے اللہ میرے نہین خیر ہے مگر خیر آخرت کی بس تو رحم کر انصار اور مہاجرین پر ۱۲.

رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کے حکم سے اینٹیں رکھیں یہی طرز بناء مسجد قبا میں بھی واقع ہوا اگر اس
میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے میں کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمانِ ہجرت سید الا
صلے اللہ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ میں حاضر نہ تھے اور اسوقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف نہیں
لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لا
ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی اون سب کے ساتھ اینٹیں اٹھانے میں شریک تھے ایک بار میری نگاہ پڑی تو دیکھا میں نے
کہ آپ نے بہت سی اینٹیں شکم مبارک سے سینۂ مبارک تک بھر کے اٹھائی ہیں میں نے عرض کی
یا رسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمائیے میں لیجاؤں فرمایا اینٹیں بہت پڑی ہیں تو بھی اٹھا لا اور
لیجانے دے اور فرمایا یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْآخِرَۃِ[1] غالباً کہ یہ واقعہ دوسری بنا میں
ہوا ہے اسواسطے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر میں ساتویں سنہ میں ہوا اور پہلی بنا مقدم
ہوا اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ
عنہ دو دو اینٹیں حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ
الْبَاغِیَۃُ یَدْعُوْہُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ[2] اور پہلے بنا میں سولہ یا سترہ مہینے تک قبلہ
بیت المقدس کی طرف رہا اور اوسوقت میں مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائیں طرف
یہ محراب قبلہ ہے دوسرا دروازہ مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہیں تیسرا دروازہ جدھر
سے آپ تشریف لاتے تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبرئیل کہتے ہیں قریب محراب
تہجد آں حضرت علیہ الصلاۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اوسکو باب جبرئیل کہتے ہیں اور بعد نازل
ہونے قرآن کے باب تحویل قبلہ میں جبرئیل امین نے حضرت واجب الوجود تعالی کی طرف سے
آکر یہاں سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان میں واقع تھے اٹھا دیے اور بنا ہی مسجد نبوی اوس
جگہ پر کہ اب وہیں ہے آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی اور بعد تحویل قبلہ کے چو
پندرہ روز تک آں حضرت علیہ الصلاۃ والسلام اسطوانہ مخلق کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ

[1] یعنی اے ابوہریرہ نہیں عیش ہے مگر عیش آخرت کی [2] یعنی افسوس ہے عمار پر کہ اوسکو قتل کریگا ایک گروہ باغی
کہ یہ بلاتا ہوگا اونکو جنت کی طرف اور وہ بلاتے ہوں گے اوسکو آگ کی طرف ۱۲—

نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہان پر اب محراب مقرر ہے آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آن
سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین علامت محراب جیسے اب مساجد مین متعارف ہے نہ تھی
ابتدا اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہے جسوقت مین کہ ولید بن عبد المطلب کی طرف سے وہ امیر
مدینہ منورہ تھے اور جس زمانے مین کہ نماز قبلہ بیت المقدس کی طرف ادا کرتے تھے آپکے کھڑے
ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کی طرف پیٹھ دیکر شام کی طرف متوجہ ہو کر جائین اور باب
عثمان کے محاذات مین پہونچکر کھڑے ہو جائین اور باب عثمان داہنی کو واقع ہووے پس وہی مقام
ہے اور آن سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ واثنا منبر رکھے جانے سے پہلے
متصل محراب کے پچھان کی طرف کھڑے ہو کر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ عالی رتبہ
سے مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اوس
جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے مین آیا تھا اور بروایت صحیح مدینے ہی کا
تھا ایک انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائین
تو آپکے واسطے ایک منبر بناؤن کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپ نے التماس
اوسکی قبول فرمائی اوسنے منبر تیار کیا تین درجہ کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا اصح روایات سے
ثابت ہے کہ منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہے اور مقام اول سے آپ نے نقل فرمایا
تو وہ لکڑی جسپر کبھی کبھی تکیہ فرماتے تھے آپکے فراق صحبت سے تڑق گئی اور رونا شروع
کیا اور چلّانے لگی جیسے اونٹنی چلّاتی ہے اور ایسی بیقرار ہوئی کہ تمام حاضرین مجلس اوسکا حال دیکھکر
بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سے اوترکر اپنا دست شفقت
اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہ پر چھوڑ دون جس حالت مین کہ تو تھی اور اگر تو
چاہے تو تجھکو بہشت برین مین لگاؤن کہ وہان کی نہرون اور چشمون سے سیراب ہو اور خدا کے دوست
تیرا میوہ کھائین بعد ایک لحظہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس نے دار الخلد اختیار کیا روایت ہے کہ جب حسن بصری رضی اللہ
عنہ یہ حدیث سنتے بہت روتے اور فرماتے کہ اے بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے فراق مین روئے اور فریاد کرے تو کیا تم لوگ لایق اس بات کے نہین ہو بیت

سنگے و نباتے کہ درو خاصیتے ہست * بہ زآدمی دان کہ درو منفعتے نیست * قاضی عیاض
اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر تک پوہنچی ہے اور بہت
صحابہ رضی نے اوس کی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب
مدت کے بوسیدہ ہو گئی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہ پہ جہان کھڑی تھی
صلے اللہ علیہ وسلم نے دفن کر دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا ا
عرض ایک ذراع اور عرض ہر درجہ کا ایک بالشت اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم
زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامہ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت عثمان
عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنے خلافت کے نیچے کے
سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا
صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر گئے اور ایک قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی مع
معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے زمانۂ امارت مین جسوقت شام سے مدینہ منورہ مین آ
تو اونھون نے بقصد اس بات کے کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اپنی جگہ سے اوٹھا
چاہا اوسیوقت آفتاب سیاہ ہو گیا اس طرح کا کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے
معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حال معاینہ کر کے اس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر
لگے کہ میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوس زمین نے نہ کھا لیا ہو بعد اسکے چھہ در
اور زیادہ کیے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا کر رکھا بعد اونکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنی
اور گھٹا دی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا
بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہو گیا تو بعضے خلفائے بنی عباسیہ نے پھر نیا
منبر بنوایا اور بقایا سے منبر نبوی کی تبرکاً اور تیمناً کنگھیان بنا کر رکھین اور سن چھہ سو چون مین
آتشزدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفائے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب تو
یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہے وا
اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوسکو کچھ کچھ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلطا
روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اوسی سن نوسو اٹھانوے (٩٩٨) مین منبر عا

سنگ رخام سے بنوایا تھا اور قبہ اسکا ہفت جوش کا اور مادہ تاریخ اوس کا بعضے فضلائے روم نے یون پایا تھا منبر اعظم سلطان مراد مترجم غفر اللہ لہٗ کہتا ہے کہ بعد سلطان مراد خان کے پھر کسی نے منبر شریف مین تغیر نہین دی سواے ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان عبد المجید خان بن سلطان محمود خان انار اللہ برہانہما وغفر اللہ لہما نے سرے سے مسجد نبوی بنوائی اور سنہ بارہ سو ستر مین عمارت اوس کی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہو

فصل — اب رہے اسطوانات مسجد نبوی اور جملہ اون کے جتنے ستونون کے تبرکا اور تیمنا زیارت کرتے چلے آتے ہین وہ آٹھ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام کے مقام سے داہنی طرف ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ خطبہ شریف ادا فرماتے تھے اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق مین روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر علما کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانۂ مخلق اسی کا نام ہے اور مخلق اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ستون کسی مکروہ چیز سے ملوث ہو گیا تھا اوسپر خلوق[1] ملوا دینے کا اتفاق ہوا تھا اور بعضے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے کے واسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوس کو اسطوانۃ القرعۃ اور اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتے ہین اور کلام مطری سے کہ ابن بلدۂ عظیمہ کا مورخ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانۂ مخلق بھی اسطوانہ ہے اور یہ اسطوانہ حجرۂ شریفہ کی طرف سے تیسرا ہے اسی طرح منبر شریف کی طرف سے بھی اور درمیان روضۂ[2] مطہرہ کے واقع ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جانب محراب نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے مہاجرین جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امثال اون کے رضی اللہ عنہم اجمعین اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور یہین جا بیٹھا کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد مین

---

[1] خلوق ایک خوشبو کا نام مشہور ہے عرب مین ۱۲ [2] روضۂ مطہرہ یعنے روضۃ من ریاض الجنۃ ۱۲ —

ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر آدمی جانتے تو بغیر قرعہ ڈالے کسی کو
جگہ نماز پڑھنا میسر نہو جسوقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک
اولاد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا کہ وہ جگہ کہان ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے
اوسکی تعیین واقع نہین ہوئی کہ لوگ اون کی حضوری سے باہر آئے عبداللہ بن زبیر
ام المومنین کے بھانجے تھے وہین حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام
رضی اللہ عنہا سے پوچھین گے اور ہمکو خبر دین گے مسجد مین حاضر رہے بعد دیر کے حضرت
عبداللہ بن زبیر رضی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی
کے متصل داہنی طرف نماز پڑھنے لگے لوگون نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ
وسلم نے خبر دی ہے یہ وہی جگہ ہے اور دعا اس اسطوانہ کی پاس مستجاب ہے تیسرا
توبہ ہے کہ حجرۂ منیفہ کی طرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کی طرف سے چوتھا
اسطوانہ عائشہ کے حجرے کی طرف کہتے ہین کہ درمیان اس اسطوانہ کے اور درمیان
کے بیس گز کا فاصلہ ہے واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ بھی کہتے کہ وہ منجملہ
نقبائے انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستون سے باندھا تھا کہ توبہ
اون کا قبول ہوا اور اصل قصہ کی یہ ہے کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ صاحب عہد
بنی قریظہ تھے جسوقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس گروہ نا بہبود کا محاصرہ
کیا وہ بمشورۂ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق فرمودۂ ابو لبابہ عمل
کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اون کے پاؤن پر گرے اور گریہ و زاری
اور گڑگڑائے کہ اون سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین لے جاکر عذر خواہی
کرے ابو لبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرون گا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک
ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک ذبح اور قتل ہے یعنے اپنے ہاتھ سے اپنی حلق کی طرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ
سے از راہ بشریت اون کے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اس کے جانا کہ مجھ
خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی ندامت مین اور اس تقصیر کے عذر

واسطے اپنے تئین ایک بکڑی کے سامنے جو اوس اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیرسے باندھا اور سات روزے بایا دو اسی حال پر رہے اور تضرع کیا کیے بیٹے اون کے آکر نماز اور قضاے حاجت کے وقت کھول دیا کرتے تھے بھوک کی شدت اور رونے چلانے کی کثرت سے قوت سامعہ اون کے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ بھی جاتی رہے اللہ تعالے نے آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ الآیہ اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مین اس قید سے نہ نکلون گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولینگے اور کھانا پینا کچھ نہ کھاؤنگا اس مین یا مرجاؤنگا یا میرا گناہ بخشا جائے گا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو مین اوس کے واسطے استغفار بجا لاتا لیکن جب اوس نے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جب تک خداے تعالیٰ کا حکم نہ آئیگا مین نہین کھول سکتا یہان تک کہ ایک صبح کو اونکی قبولی توبہ کی آیۂ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر اون کو کھول دیا پھر اونھون نے عہد کیا کہ کبھی دار بنو قریظہ مین قدم نہ رکھین اسواسطے کہ وہا خدا اور رسول کے حق مین خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بعضے اور صحابہ کا بھی بعضے تقصیرات سے بندھنا ثابت ہوتا ہے اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانۂ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد نماز صبح کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین اصحاب اور مولفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس مسجد کے اور کوئی جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اون فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جس قدر قرآن رات کو نازل ہوتا اون لوگون کو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور اون لوگون سے باتین کرتے

سلہ اے ایمان والون چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے ۱۲

اور اون کی یا تین سنتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ
اَلْفُقَرَآءِ وَمُعِیْنًا لِّلضُّعَفَآءِ وَالْمَسَاکِیْنَ آفتاب نکلنے کے وقت اغنیا صحابہ رضوان اللہ
علیہم حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی نہین پاتے تھے۔ قصد تالیف
دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان آنے والون کی طرف
بھی کھینچتا تھا فرمان آیا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ
یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ الآیۃ اور کبھی اعتکاف کے واسطے سوائے اسطوانہ کے سریرا اور فرش وغیرہ
رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے چوتھا اسطوانۃ السریر کہ
شریف سے لگا ہوا ہے اور اسطوانہ توبہ سے مشرق کی جانب اور شاید سریرا ور حصیر وغیرہ
اسطوانہ کے پاس بچھتا تھا اور کبھی اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اب اسی اسطوانہ
کہتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد شریف
اعتکاف کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت
کنگھی کرتی تھین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا شاخون خرما
کبھی وہ بھی محل اعتکاف مین درمیان اسطوان اور قنادیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو
پر راحت فرماتے تھے اور وہ ن کو پائے مبارک کے نیچے ڈال لیتے تھے پانچوان اسطوانہ
محرس اوس کو اسطوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے
اکثر اوقات مین یہی تھی اور یہ بھی ہے کہ وہ راتون کو اسی جگہ بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاسبانی کرتے تھے مطری کہتے ہین کہ اون کے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلہ مین ہے
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف
لاتے چھٹا اسطوانہ الوفود ہے پیچھے ہے اسطوانۃ المحرس کی شمال کی طرف سے اور وفود
وفد کی ہے اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جیسے
وفود عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مین اسلام لاتے

۱ اور نیز بھیجی رحمت بھیج اُس نبی کریم پر جسکو تو نے بھیجا رحمت واسطے سارے عالم کے رحم کرنیوالا فقیرون پر اور مددگار ہوا
بیچارہ مسکینون کا ۱۲ ۲ اور تھام رکھ آپکو انکے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح و شام طالب ہین اوسکے منہ کے ۱۲

اور تعلیم شرائع و احکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانہ کے پاس جلوہ فرما ہو کر اپنے دیدار
جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظماے صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھتے ساتوین
اسطوانہ مربعۃ القبر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
اکثر اوقات اسی جگہہ وحی پہونچایا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے اور اسطوانۂ وفود
کے ایک اسطوانہ اور ہے شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولت سراے حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا اسی جگہہ تھا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف سے برآمد ہونے
کے وقت یہان کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت
حسن اور حضرت حسین رضی علیہم السلام کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے السلام علیکم اہل البیت
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا [1] سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ زائرین
زمانے ہین اس اسطوانہ اور اسطوانۃ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بسبب گھر جانے
شباک کے ظاہرین محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرداگرد نہ بیٹھ سکنا ہوگا ورنہ
ظاہر ہے کہ نصف اسطوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہے اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا
میسر ہے اسی طرح حال اسطوانۃ الوفود کا ہے پس تخصیص کی وجہ معلوم نہین ہوتی انتہی توجیہ
البتہ ہوسکتی ہے کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانۃ السریر کے پاس
اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہے تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے سے محرومی ہے
واللہ اعلم آٹھواں اسطوانۂ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب
تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہے اسی اسطوانہ مین ہے اور یہ اسطوانہ حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا کے حجرۂ مبارک کے پیچھے شمال کی طرف واقع ہے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے صحابہ نے آپکا اتباع
کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت ازدحام ملاحظہ فرماکر حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اندر
لیجائین صبح کو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ یہان ہر شب نماز ادا فرماتے
تھے ہم لوگ بھی آپ کا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت سے مشرف ہوتے تھے

---

[1] اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اے گھر والو اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی ۱۲

فرمایا کہ مین ڈرتا ہون اسبات سے کہ کہین تمپر یہ نماز فرض ہو جائے اور تم سے اوس کے بجا لانے
کوتاہی ہو یہ احتمال ہو اون اسطوانات کا جو بہ نسبت سارے اسطوانات مسجد شریف کے فضل
شرف رکھتے ہین ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہے اور کو
اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اوس جگہ نادرہ پڑھی ہو صحیح بخاری
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبار صحابہ کو مین دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک
ایک ایک اسطوانہ کے پاس مبادرت کرتا تھا اور روضہ من ریاض الجنۃ مین جتنے اسطوانات
پر اون کا نام بھی لکھا ہے چنانچہ اسطوان ابی بکر رض و عمر رض و عثمان رض و ع
و اسطوان سعید بن زید و بن عباس مترجم کہتا ہے غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ہوگی اور اب اس زمانے مین کہ سنہ بارہ سو اسی
چند اسطوانات پر نام لکھا ہے چنانچہ اسطوانۂ عائشہ و اسطوانۂ ابولبابہ و اسطوانۂ السریر
سوا ان کے شاید چار اسطوان پر اور لکھا ہے **فصل** بیان صفہ اور اصحاب صفہ مین قاضی
عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ صفہ بضم صاد مہملہ و فا نام تھا ایک سایہ دار جگہ تھی پائین
مسجد نبوی کے کہ فقرا و مساکین صحابہ رض وہان رہتے تھے اوسی طرف اون کو منسوب کر کے
اصحاب صفہ کہتے ہین ذہبی نقل کرتے ہین کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب
تھا تحویل پانے کے بعد احاطہ قبلۂ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقرا و مساکین وہان
اور اصحاب صفہ کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی
زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمای شریفہ اصحاب صفہ کے ذکر کئے ہین
اور خوابگاہ اونکا رات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوس کے اور جگہ نہین رکھتے تھے حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حکم الٰہی جل سلطانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم
اون کے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت خاص رکھتے تھے اکثر اوقات ایسا ہوتا
تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال ماندگی سے آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام
کے دروازۂ شریف پر پڑ جایا کرتے تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے

بیلہ اور تھام رکھ آپ کو اون کے ساتھ پکارتے ہین اپنے رب کو ۱۲

کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین اور آن حضرت علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اون کے پاس قدم
رنجہ فرماتے اور تسلی اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے
کہ اگر تم لوگ اپنی قدر و منزلت جو حق تعالےٰ و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہے جان لو
تو اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے
اغنیاے صحابہ کو حوالہ فرماتے تاکہ اون کی مہمان داری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے
اونکو اپنے ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے
اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کو لقب اضیاف المسلمین تھا حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر
آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا ایک ازار کے وہ بھی آدھی
ساق تک تھا اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے وقت اوسکو گردے سمیٹ لیتے تھے تاکہ
کشف عورت نہ ہو جائے اور بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر
اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑا پایا
گیا کہ ایک روز اوسی حال مین یعنی رہ گذر پر بیٹھا تھا ابوبکر صدیق اوس طرف سے گذرے
مین نے اون کو سُنا کر ایک آیہ قرآن بھی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کھائے اونھون نے التفات بھی
بھی نہ کیا بعد اون کے ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف
فرما ہوئے میرا حال دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا ابا ہریرۃ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول
اللہ فرمایا ادھر آ مین آپ کے پیچھے پیچھے حجرۂ مبارک تک پہونچا کوئی شخص حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا
جا کر اصحاب صفہ کو بلا لا مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہے کہ جو اصحاب صفہ
بلائے گئے ہین مجھی کو فقط عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا ولیکن
چونکہ اطاعت خدا اور رسول سے سر نہ پھیرنا چاہیے اشتیاقاً[لہ] لا لِامر النبی علیہ السلام مین اصحاب
صفہ کو حضور مین بلا لایا وہ سب کے سب آکر دولتسرا مین آ بیٹھے فرمایا ابا ہریرہ مین نے عرض کیا

لہ واسطے بجا لانے حکم نبی علیہ السلام کے ۱۲

لبیک یا رسول اللہ فرمایا دودھ کے قدح اوٹھا کر ان اصحاب کو دے مین نے قدح اوٹھا
اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون مین سے خوب سیر ہوکر پیا اور دودھ کچھ کم نہوا جب وہ
سب سیر ہونے کے مین قدح اوٹھا کر آپ کے حضور مین لایا آپ نے تبسم فرمایا اور
اب فقط ہم اور تم رہے ہین مین نے عرض کیا صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللہِ فرمایا بیٹھ جا جہان تک
بھوک ہو پی لے مین نے پیٹ کر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین رکھا
آپ نے خطبہ شکر حق تعالیٰ و تبارک پڑھا اور دودھ قدح مین باقی تھا وسکو نوش فرمایا
اور قضیہ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صُفہ کے واسطے ظہور مین آیا تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کی روایت سے ثابت ہوا ہے اور روایات متعددہ مین آیا ہے کہ ہر ایک انصاری اپنے
درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشون کو ایک رسی مین باندھکر دو
ستون کے بیچ مین لٹکاتے تھے اور اصحاب صُفہ کو اوسکے نیچے بٹھاکر خوشون کو لکڑی سے جھاڑتے
تھے تاکہ بے تکلف کھائین ایک روز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکایا حضور
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقہ کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو بہتر تھا
لیکن وہ یہی نہ چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر خرمے کھائے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہ اجمعین۔ فصل بیان حجرات شریفہ مین حضرت
سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی بنا ڈالنے کے وقت دو حجرون کی
بنا ڈالی تھی کیونکہ اس زمانے تک دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسری
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھین بعد اسکے جتنی ازواج مطہرات بڑھتی گئین انکے
کے واسطے ایک ایک حجرۂ منیفہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی حارثہ بن نعمان انصاری
کے تھے انھون نے تھوڑے دنون کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب عالیان آپ علیہ وعلی
آل الصلوٰۃ والتسلیمات کیئے اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر بیوت عرف
عرف دیار عرب کے شاخہاے خرمائے تھے کملی سے ڈھنکے ہوئے اور دروازون پر
کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے جانب قبلہ اور مشرق اور شام

لہ حاضر ہون یا رسول اللہ ١٢ ٢ لہ یعنے آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ ١٢ —

جانب غربی مین کوئی گھر نہ تھا اور بعضے گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخون خرما سے کہ اوسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب تھے اور بلندی چھتون کی ایک قد آدم اور ایک سے زیادہ نہ تھی اور حضرت جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہان اب اونکی قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اور درمیان دولت سراے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے ہین اکثر اوقات علیہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم کی خیر وعافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوس طرف سے تشریف لائین اون کے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ کسی قسم کی گفتگو آگئی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرکے اوسی خوخہ کو بند کروادیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف مین داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوس کے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف لیجاتے اور اونکا پوچھتے بعد اوسکے حجرات ازواج مطہرات مین رونق افروز ہوتے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر مین تشریف لائے ہم نے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا اور ام ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا مین نے آپ کے دست مبارک دھلائے آپ نے دست مبارک چہرہ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اوسکے بعد سجدے مین چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کرسکے اس مین حسین علیہ السلام آپ کی پشت مبارک پر گرگر کر رونے لگا آپ اوسکا رونا ملاحظہ فرماکر اپنا رونا بھول گئے اور اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے

بابی انت وامی یا حسینؑ تو کیون روتا ہے اوس نے عرض کیا ای باپ ہم نے آپ کو ایسا روتے کبھی نہین دیکھا آج آپ کیون روتے ہین فرمایا ای فرزند مین آج تمھارے جمال مسرت آل کو دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہین ہوا جبرئیل نے اللہ تعالی کی طرف سے میرے پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کی حالت مین شہید کرے گی یہ خبر سنکر مین نے دعا کی کہ الٰہی دنیا مین یہ رنج و محنت اونپر ہے تو بارے آخرت ان کی بخیر کرنا

فصل ابتداے حال مین بعضے صحابہ کے گھرون کے دروازے اور راستے مسجد شریف کی طرف سے تھے آخر الامر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب دروازون کے بند کرنے کا امر فرمایا سواے دروازۂ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض مین کہ طرف زمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرماکر خطبۂ بلیغہ پڑھا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندون مین سے مخیر کیا اس بات مین کہ اگر چاہے دنیا مین رہو اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے نے یہی اختیار کیا کہ اپنے مولی کے پاس جاے جتنے اصحاب حاضر تھے اون مین سے کسی کی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہین سواے حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی رونے اور سمجھ گئے کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت قریب پہونچا بعد اسکے حضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ مجھپر احسان کرنے والا مجھپر صحبت اور مال مین ابو بکر رض ہے اگر مین سوا خدا کے کسی اور کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابو بکر رض کو ٹھہراتا ولیکن اخوت اسلام باقی ہے جتنے دروازے مسجد کی طرف ہین بند کر دو سواے دروازے ابو بکر رض کے اور بعضے احادیث مین آیا ہے کہ کوئی خوخہ مسجد مین نہ چھوڑو سواے خوخۂ ابو بکر رض کے اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین کہ جو گھر مین ہوا کے واسطے رکھتے ہین اگر خوخہ مکان کے طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی ہو سکتا ہے اور خوخۂ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے

۱؎ باپ مان فدا ہون آپ پر یا حسینؑ ۱۲

مسجد شریف مین حاضر ہوئے اسی واسطے اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا
ہے والا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع تھا علماے
سنت وجماعت کو اس حدیث سے تمسک ہے فضل ابو بکرؓ مین ساری صحابہ کرام پر علی الخصوص
جبکہ یہ امتیاز اونکو آخر حیات آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہانتک کہ
نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک سوراخ
رکھون کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دولتسرا سے دیکھ لیا کرون آپ نے فرمایا کہ ایک سوئی
کے ناکے کے برابر جاہو تو روا نہ رکھون گا اس درمیان مین بعضے لوگون نے آپس مین کہا
کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سبکا دروازہ بند کر دیا آپ نے فرمایا کہ یہ بات مین نے
اپنی طرف سے نہین کی بلکہ حق تعالی نے حکم دیا ہے اور مجھکو اس مین کچھ اختیار نہین اور فرمایا
کہ ابو بکر رضہ کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہون اور دوسرون کے دروازون پر ظلمت بعضے
علمانے باب تاویل مین آکر ادعا کیا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر مراد نہین بلکہ باب سے مراد
باب خلافت ہے اور سبھون کے دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہے منع طلب خلافت ہو
ورنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی
مدینہ مین تھا اور دوسرا بقیع مین یہ بات اس بعض کے بے تکلف نہین یہ جو کہتا ہے کہ کوئی گھر
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ کے گھر متعدد تھے بہ تعداد زوجات اور وہ گھر جسکے دروازے کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب
تھا مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان مین کہ ایک وقت مین اوس گھر کو حضرت
حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اون کے
پاس کہین سے آئی تھی اتفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین نقل کرتے
ہین کہ اس باب مین احادیث اور بھی منقول ہین کہ ظاہر اون احادیث کا مخالف ہے مضمون مذکور
کا از جملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سواے دروازے علی ابن ابی طالب کے

له یعنے مدینہ منورہ کے اونچائی کی طرف کہ وہ سمت جنوب مین واقع ہے ۱۲

اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہین اور اسناد اس حدیث کے قوی ہین طبرانی اوسط
مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کہ آپ نے سب کے دروازے بند کر دئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہ مین نے بند کیا نہ مین نے
کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ مین سب کے دروازے بند کروادون
سوائے دروازے علی کے اور بھی امام احمد و نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ سب دروازون کے بند کرنے کا حکم ہوا سوائے دروازۂ علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کے کہ اون کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یا
کہ حالتِ جنابت مین بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت لاتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین
بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر رض کو جانتے تھے اون کے
عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
لاتا ہے کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین ابو بکر رض کو پھر اُن کے عمر کو پھر اون کے بعد عثمان کو اور دوسری روایت مین ہے
کہ برابر نہین کرتے تھے ہم اِن تین شخصون سے کسی کو انتہیٰ اور سید علیہ الرحمۃ نے لفظ
ابو بکر رض و عمر رض اللہ عنہما کو کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے کہ اللہ تعالے نے تین فضیلتین علی بن ابی طالب رض کو دین ہین اگر اُن فضائل مین سے
ایک فضیلت بھی مجھ مین ہوتی تو مین اپنے تئین دنیا و ما فیہا سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی اونکو نکاح مین دی اور اُن سے اولاد ہوئی دوسرے
یہ کہ سب دروازے بند کروانے کا حکم ہوا سوا اون کے دروازے کے تیسرے یہ کہ خیبر کے
دن جھنڈا اون کے ہاتھ مین دیا گیا اور نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث
کہا کہ علی سے کچھ نہ پوچھو اور اوسکا کسی سے قیاس نہ کرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنی ہے ہم سب دروازے بند کروانے کا حکم دیا سوا دروازے علی کے

شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے ثبت اور قبول کے لایق ہے علی الخصوص جبکہ
بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہوا اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے
اس حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات مین لکھا ہے
اور اوس کے بعض طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح کے ہے جو
باب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہے غالبًا رافضیون نے اوسکو اوس کے معارضہ
مین وضع کی ہو اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اس باب مین غلط شنیع
کی ہو کہ اس حدیث کو فقط توہم معارضے سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث کے طرق بہت ہین
بعضے اون طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچے ہین اور یہ حدیث حدیث ابو بکر رض کے
ساتھ معارض نہین ہے جمع اور توفیق ان دونون حدیثون کے درمیان مین ثابت ہو اور
بزار اپنی مسند مین اسکو لایا ہے اور کہا ہے کہ حدیث علی رض روایات اہل کوفہ سے ہو اور حدیث
ابی بکر رض روایات اہل مدینہ سے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سدّ ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے مستثنیٰ کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور سوا اوس کے کوئی راہ آنے
جانے کی نہ تھی اور موئد اس کلام کا وہ ہے جو ترمذی حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے لاتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت
کی حالت مین کوئی شخص اس مسجد مین در آوے مگر مین اور تو اسوقت سارے دروازے بند
کر دے سوا باب علی کے اور دوسرے وقت کھڑکیون اور روزنون کے بند کرنے کا حکم دیا اوس
وقت مستثنا کیا ابی بکر رض کا سارے اصحاب مین اس واسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ
نہ تھا جسکی راہ مسجد کی طرف ہو جیسا حضرت علی رض کا تھا اون کا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کی
کی طرف جیسا کہ علماے سیر اور احادیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الاثار
اور کلاباذی نے معانی الاخبار مین اسی توجیہ کے ساتھ توفیق مین تصریح کی ہے یہانتک
تمام ہوا کلام شیخ ابن حجر کا شرح صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ قضیہ فتح باب علی مرتضی مقدم ہے یہ ہو کہ ابن زبالہ نقل کرتا ہین

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازون کے بند کرنے کا حکم
کیا اور دروازہ علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوئے اور آنکھون سے اون کے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول
اللہ آپ نے اپنے چچا کو باہر نکالا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلا یا فرمایا اے چچا مین مامور ہون
اس امر مین اختیار نہین پس اس روایت مین ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیۂ فتح باب
علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیۂ فتح خوخۂ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے مرض موت مین واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوۂ احد
مین ہوئی اور سید علیہ الرحمۃ نے قضیۂ فتح باب علی کو بہت سے احادیث سے بہت طرح سے
ثابت کیا ہے از جملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن زبالہ اور یحییٰ ایک صحابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہین کہ سب اصحاب کرام مسجد شریف مین بیٹھے تھے کہ
یکایک منادی نے ندا دی یَا اَیُّہَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ[1] یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہو گئے
لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھا نہین پھر دوسری بار ندا آئی یَا اَیُّہَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ قَبْلَ اَنْ
یَنْزِلَ الْعَذَابُ[2] آدمی سب نکلکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضیٰ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہوگئے تو علی مرتضیٰ کی طرف آپ نے متوجہ ہوکر فرمایا
دیکھ کیا کرتا ہے یا اپنے گھر مین بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سننے
سے لوگون کے دلون مین کچھ دریغ سا آیا اور آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنا ے الٰہی جل وعلا وشانہٗ
ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو بصفت
طہارت اور اوس مین کوئی نہ رہے سوا تیرے اور ہارون کے اور سوا ہارون کے دونون
بیٹون کے کہ شبر اور شبیر ہین اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وحی کی مجھکو کہ مین ایک مسجد طاہر
بناؤن اور اوس مین کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے اور علی کے دونون بیٹون کے

[1] اے آدمیون بند کرو اپنے دروازے ۱۲

[2] اے آدمیون اپنے دروازے بند کرو عذاب اوترنے سے پہلے ۱۲

کو عرض اور جسپر مین ہین پس مین نے مدینے مین آن کر مسجد بنائی اور مجکو مدینے کے آنے مین اور
اوسکے بنانے مین کچھ اختیار نہ تھا مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہین جانتا مگر
وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے
آگے آئے تاکہ مین اون کے یہان اوترون اور مین اُن کے کہنے سے نہین اوترا اور مین نے
کہا کہ میرے ناقے کو روکو نہین وہ مامور ہے جہان بیٹھ جائے گی مین وہین اوترون گا اور
وہین میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازون کو نہ مین نے بند کیا ہے نہ مین نے
کھولا ہے اور علی رض کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہے مین اس مین کیا کرون اور
حق یہ ہے کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث علی
رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہین ہو سکتا پس ہو سکتا ہے کہ دونون قصے
حق ہون اور وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے علماے حدیث
سے نقل کیا ہے وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ۱۲

باب ساتوان بیان تغیرات

اور زیادات مین جو بعد رحلت فرمانے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی مین ائمہ
اور امرا اور سلاطین سے ظہور مین آئی اور ذکر اون کے اوضاع اور احوال مین بسبیل اختصار
اور اجمال پر مسجد نبوی مین پہلے زیادتی اور بڑھاؤ حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر رض
بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہین ہوئی یا اون کے نظر شریف مین مصلحت نہتی
کہ مسجد نبوی کو تغیر دیتے اون کے وقت مین اتنی بات البتہ ہوئی کہ بعضے ستون جو گر پڑے
تھے اونکی جگہ پر اور ستون اوسی جنس کی شاخون خرما سے ٹھیرا لیے اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے چونکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب مین اشارہ پا چکے تھے سن سترہ
ہجری مین قبلہ اور مغرب کی طرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا
کیونکہ اس طرف حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا
قبلہ سے شامی النگ تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوس کا جانب مشرق سے
جہت غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھسے فرمایا تھا

کہ تو مسجد کو بڑھانا اسواسطے مین نے بڑھائی اور نہین تو یہ بات مین نہ ہرگز نہ کرتا اگر
تو نیون پر تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی از جنس بناے حضرت پیغمبر صلی
علیہ وسلم تھی یعنے اونھون نے بھی کچی اینٹون اور خرما کی شاخون اور لکڑیون سے
کی نقل ہے کہ دار عباس رضی اللہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے ان
کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگی کرتی ہے اور مین چاہتا ہون کہ وسیع ہو جائے ایک طرف
اس کے حجرات امہات المومنین ہین اور دوسری طرف کو تمھارا گھر ہے حجرات امہات
المومنین کھودنے کی تو میری مجال نہین رہا تمھارا گھر اوس کو یا تم بیچ ڈالو اوس
جو قیمت کہو مین بیت المال سے ادا کرون یا اسکی عوض مین جو مکان مدینے مین جس
تمکو پسند آوے تم کہو مین تم ہین دلوا دون یا اس گھر کو مسلمانون پر تصدق کرو پھر
ان تین شقون سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لا واللہ
ان تین شقون سے کوئی شق اختیار نہ کرونگا یہ وہ جگہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو
مخاصمت کے واسطے حکم دیا اونھون نے ایک حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر
عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہے کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالے نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تو میرے
واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر مین کرین داؤد علیہ السلام نے بحکم آلہی
بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بناے عمارت کا خط ایک طرف سے ایک اسرائیلی کے
گھر پر آیا داؤد علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال
اوس نے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نہ مانا داؤد علیہ السلام نے اپنے دل مین یہ بات
کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ اے
داؤد علیہ السلام مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا اوس مین میری عبادت
کرین تو آدمیون کے گھر غصب کرتا ہے تیری عقوبت یہ ہے کہ تو اس گھر کو نہ بنا داؤد
علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق عنایت کر

کہ اس بنا کو تمام کرے پس بعد داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو
تمام کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض نہ کیا
بعد اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آپ اس گھر کو مسلمانون کیواسطے
تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد مین داخل کرلیا اور ایک
گھر اور جعفر بن ابی طالب رضی کا اوسی گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم
کو خرید کرکے مسجد شریف مین داخل کیا دوسرا نصف اوسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
وقت مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر مسجد شریف مین شرقی
الناک پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطحا رکھا تھا بنایا تاکہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی با
آواز بلند کرنے کو چاہے تو وہان جائے اور مسجد شریف مین آواز بلند نہ کرے اور شعر
نہ پڑھے ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طائف کے ہین
فرمایا اگر غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پہنچتے یہ مسجد پیغمبر ہے اسمین
آواز بلند کرنا جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ
ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد مین بیٹھے شعر پڑھ
رہے تھے حضرت نے اون کی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا
کہ تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین اوس شخص کے سامنے شعر پڑھا ہے جو تم سے بہتر
تھا یعنے سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ وہان حاضر تھے حسان نے اودھر
منھ کرکے کہا کہ اے ابو ہریرہ مین تجھکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ تونے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ[۲] ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ نے کہا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ یعنے ہان ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہے ؛ ؛

[۱] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲
[۲] یعنے اے اللہ میرے تائید کر حسان کے ساتھ روح القدس کے ۱۲

فائدہ مسجد مین شعر پڑھنا جو حرام ہے تو شعر جاہلیت اور اہل بطالت ہے او
مشتمل ہو کذب اور زور پر وا لا ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
حدیث لاتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے و
مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھے اور کلام فقط
یہان پر یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الشعر کلام
حسنہ حسن وقبیحہ قبیح[1] دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد
کو بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضر
عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوارین اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی لکڑی
سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونون کو لوہے اور شیشے کے
سے مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف او
قبلہ اور مغرب کی طرف کم اور جانب شرقی کو بسبب حجرات ازواج مطہرات
کے اپنے حال پر چھوڑا اوس طرف کچھ زیادتی اور کمی نہین کی اور ابتدا
عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول سن اونتیس ہجری مین واقع ہوئی
اتمام اوسکا اوائل محرم سن تیس مین ہوا پس سبب مدت عمارت دس مہینے ہو
اور بعضے کہتے ہین کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخر سال خلافت
پینتالیس ہجری مین واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم مین آیا
کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگون مین اصحاب
کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ من بنی مسجدا للہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ[2] اور شاید آدمیون
مین انکار ہدم کرنے بنائے اول اور منقش پتھرون کے لگانے کی جہت سے پیدا ہوا ہو
نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی

١ حال یہ ہے کہ اچھا اوسکا اچھا ہے اور برا اوسکا برا ہے ۔
٢ یعنے جو بناوے واسطے اللہ کے واسطے مسجد تو اللہ بناتا ہے اوسکے واسطے گھر جنت مین ١٢

اس اسلیے کہ فعل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع
ہوئی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر اس میری مسجد کو صنعا تک بناوین تو وہ میری ہی مسجد ہے
نقل کرتے ہین کہ جب سن چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
مسند خلافت پر بیٹھے تو آدمیون نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوتی تھی
شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسباب مین اصحاب کرام سے جو اہل فتوی اور
اصحاب رائے تھے مشاورت کی اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون مین
خطبہ پڑھا اور اسبابت مین حدیث نبوی اور قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اجماع صحابہ
کو متمسک کیا کہ شبہات لوگو کے اوہان سے اوٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنای مسجد
شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل
ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ روایت کرتے ہین کہ کعب احبار
رضے اللہ عنہ بناے عثمان کے وقت کہتے تھے کہ کاشکے یہ بنا تمام نہ ہوا ایک
طرف سے بنے تو دوسری طرف سے گرے لوگون نے کہا کہ یا ابا اسحق تم
ایسی بات کیون کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہین کرتے تھے کہ ایک نماز
اس مسجد مین افضل ہے ہزار نماز سے دوسری مسجد مین سوا مسجد الحرام کے اونھون نے
کہا ہان مین کیون نہین کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت
کی بنا کی جہت سے آسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور
درمیان زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس
عمارت کے اتمام پر موقوف ہے ادھر یہ عمارت تمام ہوئی اودھر فتنہ نازل ہوا لوگو
نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے اونھون نے کہا اس شیخ یعنے عثمان بن عفان کا قتل ہوجانا
ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان رض کا قتل مثل قتل عمر ہے اونھون نے کہا
نہین بلکہ اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ نے بعد اوس کے عدل سے روم
تک قتل ہی قتل اور ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ

بنے اشارہ اس بات کی طرف کیا کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ عداوت تھی اور ہدم بناے مسجد سے اور زیادہ
اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اس کے
جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہے اور آخر عہد امارت مروانیہ مین جو فتنہ
اور قتال وکشت وخون کثرت سے ظاہر ہوا اوس کا بھی سبب قوی قتل حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اونھین کا ارادہ انتقام چنانچہ سیاق بیان واقعہ
سے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور سوا اوس کے اور وقائع سے اوس
طرف اشارہ پا سکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید
بن عبد الملک بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی
خلفا اور امراے عمارت عثمانیہ مین داخل نہین کیا تھا اور اس وقت مین ولید کی
طرف سے حاکم مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اون کو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد
جس کسی کا واقع ہو اوسے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے
تو اوس کا گھر گرا دے اور بدل مین اوس کے کچھ مال دے اگر مال
نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا کو دے دے اور حجرات
ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر بن
عبد العزیز نے موافق اوس کے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین
ہدم کرکے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ
مطہرہ مین آیا اور حجرات مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینہ مین ایک قیامت
برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھ کر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب
کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا
ہوتا کہ پیچھلے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کونین مکان سید انس و جان
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہے اور کیا زہد اختیار
کیا ابن زبالہ بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا

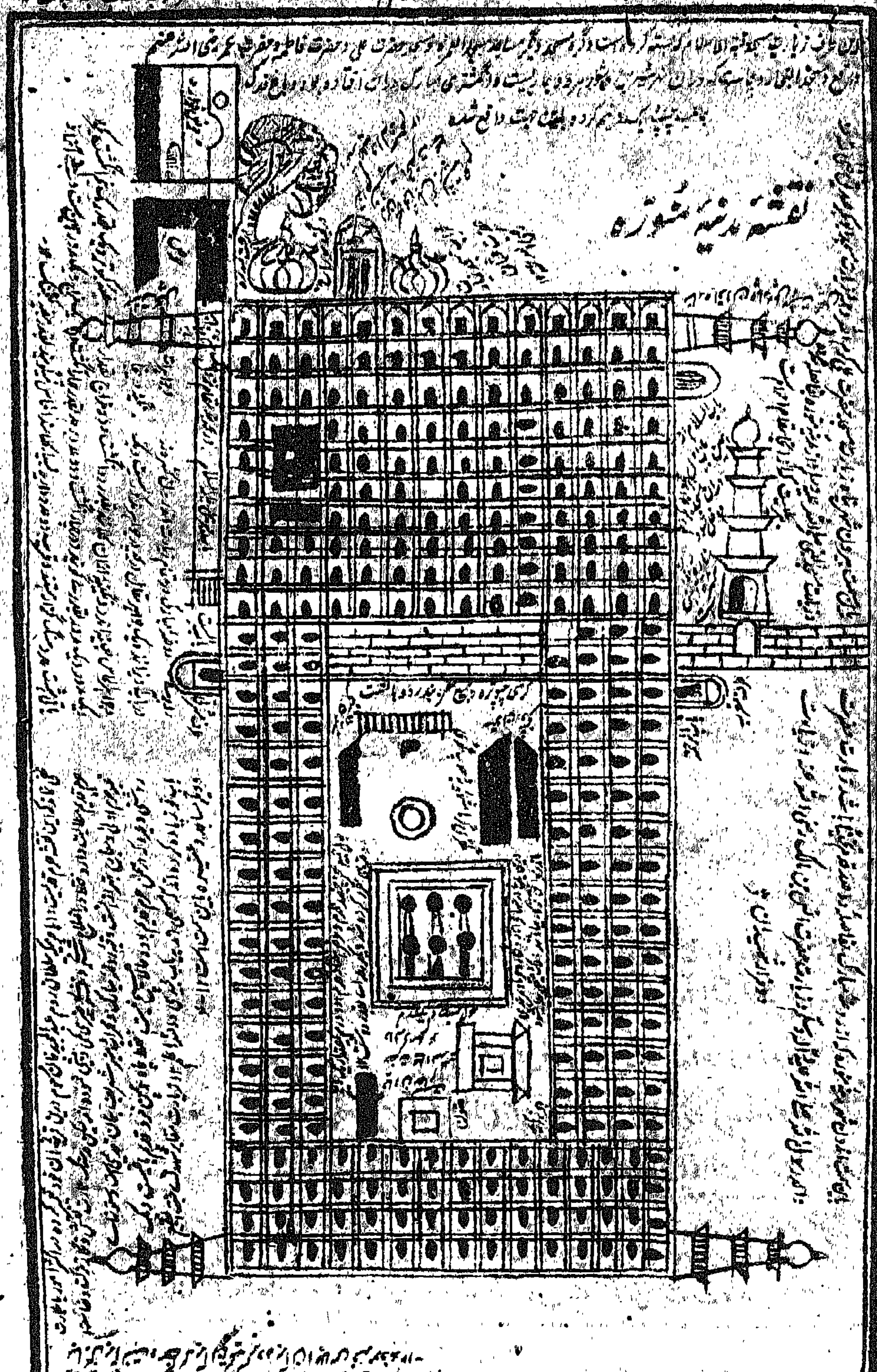
تو بعد اتمام مناسک حج کے مدینہ میں بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا
تھا اثنائے خطبہ خوانی میں اوس کی نظر حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے
جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھے تھے اور اپنے
جمال جہان آرا کو آئینہ میں مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن
عبد العزیز کو بلا کر بہت خفگی کی اور کہا تو نے ان لوگوں کو اب تک یہاں کیوں چھوڑ
رکھا ہے اور نکال کیوں نہیں یا میں نہیں چاہتا کہ اسکے بعد میں پھر ان کو یہاں
دیکھوں گھر ان سے مول لیکر مسجد میں داخل کر دے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام
اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے
اونھوں نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر سے نہ نکلیں تو گھر اون پر گراؤ
اور بغیر اون کے اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے
تو بحکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن میں مخدرات اہل بیت کرام مدینہ کے
باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبد العزیز
کے ہاتھ سے واقع ہوا ساتھ ہزار دینار گھر کے بدل میں اون کو دیتے تھے حضرت ام
حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لوں گا یہ قضیہ عمر
بن عبد العزیز نے ولید کو لکھا اوس نے حکم بھیجا کہ بہتر ہے وہ دینار نہ لیں گھر اون سے
چھین لو اور اونکو باہر نکال دو اور بیت المال میں داخل کرو یہی نزاع حضرت ام المومنین
حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر واقع ہوئی جس میں اولاد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ رہتی تھی جب اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلیں گے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کی عوض کچھ نہ لیں گے تو حجاج بن یوسف جو
اوسوقت مدینہ منورہ میں تھا اوس نے حکم دیا کہ گھر ان پر گرا دو لیکن اس قضیہ کو
ولید نے سنکر عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ اولاد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کر اور
اونکو راضی رکھ اور قیمت گھر کی اونکے دے اور اگر نہ لیں تو اون کا اکرام کر اور کچھ

تھوڑی سی زمین اون کے گھر کی اون کے تحت تصرف مین رہنے دے اور مسجد کی طرف
اون کا دروازہ بھی باقی رکھا اور زمانۂ ولید مین طول مسجد دو سو گز اور عرض ایک
سو ستر گز کا ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت مین نہایت تکلف اور تصنع کیا
کہ چھتین اور دیوارین اور ستون مطلا اور مرصع جواہر سے کیئے اور انواع طرح کے
نقش و نگار سے اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ جتنے صناع
اوستادکار ہاتھ لگین روانہ کرے قیصر روم نے حسب الحکم چالیس اوستادکار رومی
اور چالیس قبطی مسجد بنانے کو اور اونکے ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیرین نقرہ
اور قندیلین اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس ہزار مثقال طلا اور زنجیرین جواہر
سے مرصع پیشکش کیئے اور علامت محراب جو اب تک مساجد مین متعارف ہوا اوسی ولید کی ایجاد
ہے اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے عمال روم سے چاہا
کہ معاذ اللہ حجرۂ مبارک پر پیشاب کرے بمجرد اس قصد کے ایسا زمین پر گرا کہ سر اوس کا
ریزہ ریزہ ہو گیا بعضے اون مین سے اس حال کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور ایک
ملعون نے اون مین سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سور کی تصویر کھینچ دی عمر بن عبد العزیز
نے اوس کی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اون کے حکم کے عمل مین آیا اور
خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہین کہ جو کوئی شخص اون مین سے کسی
درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوب صورت کھینچتا تھا تو تیس درہم اوس کی
اُجرت پر بطریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب
ولید مدینے مین آیا عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک روز بہ تماشائے
عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوس کو
بہت پسند کیا اور تحسین اور آفرین کر کے کہا کہ ساری مسجد کی چھت تم نے ایسی کیون نہ
بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت
پڑتا اور اسلئے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنوا لیتے عمر
بن عبد العزیز سے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ دیوار قبلہ

کیا خرچ پڑا اوسکے نقش ونگار پر سینتالیس ہزار دینار صرف ہوا ہے ولید
یہ بات سنکر پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تونے کیون کیا کیا تونے اپنے
باپ کا خزانہ سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثناے تماشاے مسجد مین حضرت
عثمان علیہ السلام رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات
ہوئی کہنے لگا کہ دیکھ تیرے باپ کی عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہے
اون صاحبزادے والا مرتبت نے جواب دیا کہ ہان میرے باپ کی عمارت مسجد
تھی اور تمھاری عمارت کنایس یہود ونصاری کی سی ہے اور ابتداے عمارت
ولید سن اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکانوے ۹۱ سن ہجری مین پس مدت
عمارت کی تین سال ہوے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف پر
چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب
السلام کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان
تھا اوس کے صحن مین اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولید کی عمارت سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسکا
نے ایجاد کی ہے واللہ اعلم اور زمانۂ ولید مین نماز جنازہ مسجد شریف مین
پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفہ عباسی نے کچھ مسجد شریف مین
بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹھ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کی طرف
اوسکے ستون اور بڑھائے اور رسم تکلف اور زخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی
رکھی اور پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے
پھر کسی نے زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہے کہ سن دو سو دو
مین مامون خلیفہ نے کچھ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم

فصل بیان حجرۂ مبارک مین جو مشتمل ہے قبور شریفہ پر پہلے پہل یہ ایک
حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کھجور کی شاخون سے بنا ہوا اور
اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے ابن مین حکم

اونھین حلائے سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا بھی اپنے گھر مین رہتی تھین اور اون کے اور قبر شریف کے درمیان مین کچھ
پردہ نہ تھا آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ بے
دھڑک گھسنے لگے اور کچھ مبالات باقی نہ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
بھی دو قسمین کین اور ایک دیوار اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین اوٹھائی
اور جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن نہین ہوئے تھے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہ ہوتین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتین اور جب سے
اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر ستر کامل
اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتین اور بعضا کہتے کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے مسجد شریف مین زیادت کی حجرۂ شریفہ کو کچی اینٹون سے بنایا وہ حجرہ زمانہ
ولید بن عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوس کو ڈھا کر
اور منقش پتھرون سے پھر بنایا اور اوس کے باہر ایک حظیرہ دوسرا بنایا گیا اور اون دو
حظیرون مین سے کسی مین دروازہ نہ رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین ایک
دروازہ ہے لیکن مسدود اور تحقیق پہلا قول ہے اور عروہ سے روایت کرتے
ہین کہ انھون نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اپنے حال پر چھوڑو
اور اوس کے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین
نے مجھے اسی طرح پر حکم دیا ہے سوا امتثال کے مجھے چارہ نہین اور محمد بن عبد العزیز سے
روایت کرتے ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیو کھودنے کے وقت ایک پانون ظاہر ہوا بعد
تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پانون امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرۂ شریفہ کی
نیو مین آگیا تھا اسواسطے کہ قول اصح سے ثابت ہوا کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہے کہ سر مبارک
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والسلام
کے ہے اور سر مبارک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے


نقشهٔ مدینهٔ منوره

پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باذن دیوار حجرۂ شریفہ کی نیو تک پہنچ
تو کیا عجب ہے اور بعد بنا ہجر عمر بن عبدالعزیز کے پھر آج تک کوئی حجرۂ قبور کے اندر داخل نہین
ہوا اسکے نقل کرتے ہین کہ سن پانسو اڑتالیس مین ایک آواز حجرۂ شریفہ کے اندر سے سنی
جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص تھے مشائخ صوفیہ سے کہ طہارت
نظافت اور ریاضت نفس مین مشہور چند روز اونکو بھوکا رکھکر کہ نظافت اون مین ا
ہو جائے اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے اندر اوتارا معلوم ہوا کہ کچھ قا
چھت سے گر پڑی تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اپنی محاسن سے پاک کرکے شرف
دو جہان حاصل کیا اسی طرح اوس تاریخ کے قریب کیسی مصلحت کیواسطے کہ طہارت مقام مقد
سے متعلق تھی ایک خوجہ کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی خدمت پر تعینات تھا ایک متولی عمارت
ساتھ اندر اوتارا وہ دونون مکان کی جاروب کشی سے ممتاز و سرفراز ہوئی اور سن
پچاس ہجری کے قریب جمال الدین اصفہانی نے ایک جالی صندل کی بنا کر گرد حجرۂ شریفہ
کے نصب کی اونھین دنون مین ابن ابی الہیجا شریف نے ایک غلاف دیبا سفید کا جسپر
ریشمی پھول بنے تھے اور سورۂ یسین لکھی تھی دستک مستنفی باللہ خلیفۂ عباسی کی اجازت لیکر حجرۂ شریفہ
پر پہنایا اوس تاریخ سے عادت بادشاہون کی یہی ہے کہ ابتداء جلوس مین ایک غلاف حجرۂ مبارک
کے واسطے بھیجا کئے چنانچہ اتبک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سن چھسو اٹھتر مین قلاؤن صالحی
کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبۂ سبز مسجد شریف کی چھت سے اونچا تانبے کی جالیون سمیت جیسا کہ
موجود ہے بنایا گیا اور پہلا اوس سے قبۂ شریف مسجد کی چھت سے آدھے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا
اوسکے بعد سن آٹھسو اٹھاسی مین ملک قائتبا بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف
ویسا ہی خاک پاک کا رکھا کچھ پتھر وغیرہ نہین لگائی کہ اس خاک مین برکت اقدام سید انام علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہے بعد اوسکے دسوین سیکڑے کے درمیان مین سلطان سلیمان رومی نے روضۂ مطہرہ
یعنی روضة من ریاض الجنة کا فرش سنگ رخام سے کیا اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ سے امتیاز د

لہ جمال الدین اصفہانی کے ہاتھ سے مدینۂ منورہ مین بہت سے کار خیر ظہور مین آئے اور اسکے نسبت مآثر اہل مدینہ مشہور
ہین اور قبر اوس کی رباط عجم مین پچھان کی طرف واقع ہے ۱۲ سلہ ابن ابی الہیجا شریف وزیر مصر تھا چنانچہ اوس کا
مسجد منجم کی طرف یعنی مساجد ماثورہ پر اتبک لگا ہے ۱۲ سلہ ایک باغ ہے باغون جنت سے ۱۲—

اور گرد روضۃ مین ریاض الجنۃ کے ایک دیوار سی کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا مترجم غفر اللہ کہتا ہے کہ بعد اسکے آپ بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید خان رومی نے مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ اوس سے پہلے کبھی نہوا تھا ساری مسجد ذی قبا سے اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا اور سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہے کمال صنعت ودستکاری صناعان روم پر معمور کیا سارے ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصًا باب السلام کو سونے لادیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ باب جبرئیل کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم تھے اوس نے ایک پانچوان دروازہ اور بنا دیا وہ باب مجیدی کر مشہور ہے اور پانچ منارون قدیم مین چار منارے وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئی وضع پر بنایا ہے نہایت خوبصورت کہ دیکھنے والے کا اوسکو دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے آنکھ نہین پھرتی اور روضۃ مین ریاض الجنۃ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک برنجی بطور کٹھرے کے لگا کر اتیاز دیا اور صحن مسجد سوا بے باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کر مشہور ہے کہ ایک کٹھرا سبز اوس کے گرد لگا باقی رکھا اور جو چیزین تھی از قبیل روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد شریف مین قالین پشمی منقش مکلف کا فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ وہانڈی بکثرت آویزان کردیے کہ رات بھر کثرت روشنی سے دن کا گمان جاتا ہے اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات کیے ہین کہ آدمی اونکو بغیر دیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرۂ شریفہ مین سوا ترمیم اور تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا دے اور اسکی مغفرت کرے اور اوسکے حق مین شفاعت قبول فرماوے تخمینًا بارہ سو برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی اور یہین تمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہے کہ اس زمانۂ اخیر مین کہ لوگون کے ایمانون مین ضعف آگیا ہے ایسی مسجد جاہ وجلال کی بنی چاہیے رہتی جیسی اون نے بنائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

فصل از جملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت مین از جملہ معجزات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہیے

ف باب جبرئیل کے باہر ساکین و فقرا کے لیٹنے کی جگہ ہے ۱۲

قصۂ نقب حجرۂ شریفہ ہے کہ سنہ پانچسو ستاون ہجری مین واقع ہوا نقل کرتے ہین کہ سلطان
نورالدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی مذکور اوسکا وزیر تھا سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک رات مین تین مرتبہ خواب مین دیکھا کہ آپ دو شخصون کی طرف دیکھ کے اشارہ کرتے
ہین کہ مجکو ان دونون کے شر سے خلاصی دو سلطان نے فراست سے دریافت کیا کہ شاید کوئی
غریب کہ ایذادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مدینۂ منورہ مین حادث ہوا اور مجکو وہان
پوچھنا چاہیے پس سلطان اوسیوقت بیس خواص مجلس اور بہت سا مال و متاع اپنے ساتھ لیکر
سانڈنیون پر سوار ہوکر روانۂ مدینۂ مطہرہ ہوا سولہ دن کے عرصے مین شام سے مدینہ مین
اون دونون ملعونون کی تلاش مین مشغول ہوا اور حیلہ اونکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام و
اکرام دینے کے واسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہونے کا حکم دیا حسب الامر سارا شہر حاضر ہوا اور
ہر شخص کو مال بیکران عطا کیا مگر اون حاضر ہونے والون مین کسی کو یہ شکل نا معلوم اون دونون
ملعونون کے جنکو خواب مین دیکھا تھا نہ پایا تو پوچھا کہ سوا اون حاضر ہونے والون کے کوئی اور شخص
بھی شہر مین باقی ہے جو حاضر نہین ہوا لوگون نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہین جو حاضر نہوا
ہو مگر دو مغربی کہ نہایت صالح اور سخی اور جواد اور عفیف ہین شب و روز اپنی جگہ پر عبادت مین
رہتے ہین اور کسی کے ساتھ اختلاط نہین رکھتے اور حجرے سے باہر بہت کم نکلتے ہین سلطان نے حکم
دیا کہ اونکو حاضر کرین لوگ اونکو حسب الحکم بلا لائے سلطان نے بمجرد دیکھنے کے پہچان لیا کہ یہ دونو
شخص ہین اوسی ہیئت کے جنکو سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دکھایا ہے پوچھا کہ تم
یہان کس جگہ رہتے ہو کہا ایک رباط مین جو حجرۂ شریفہ کے پاس ہے سلطان اون دونون کو
اوسی جگہ چھوڑ اون کے حجرے مین گھس گیا دیکھا کہ دو قرآن طاق پر رکھے ہین اور کچھ کتابین
وعظ و نصیحت کی اور کچھ مال ایک طرف ڈھیر ہے کہ فقرائی مدینۂ منورہ پر صرف کیا کرتے تھے
اور ایک چٹائی اونکے سونے کی جگہ پر پڑی ہے سلطان نے چٹائی کو اوٹھایا دیکھتا ہے کہ ایک
بڑی بھاری سرنگ حجرۂ شریفہ کی طرف اون دونون ملعونون نے کھودی ہے اور ایک طرف
ایک کنوان کھودا ہے کہ سرنگ کی مٹی نکالکر اوس مین بھرتے ہین اور ایک روایت سے یون
معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے کے دو تھیلے اون ملعونون نے رکھے تھے اونہین مٹی بھر کر بقیع کے گردا گرد

ودان آتے تھے آخر کو بعد تعذیبات شدیدہ کے حقیقت حال کھلی کہ وہ دونون ملعون نصرانی تھے
اور نصارٰی نے اُن کو مُحتاج مغاربہ کے بھیس مین بہت سا مال ساتھ کرکے مدینۂ منورہ مین بھیجا
تھا کہ کسی حیلے سے حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہوکر معاذ اللہ جسد مطہر کے ساتھ گستاخی سے پیش آئین
جس رات کو کہ سُرنگ کو قبر شریف کے پاس پہنچاتے ہین ابر و باران آیا اور رعد و برق اور
زلزلۂ عظیم پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہین اور اسی کی صبح کو سلطان سعید ہو پہنچا ہے سلطان کو یہ بات
نہایت غضب پیدا ہوئی اور نہایت رد دیا اور ان دونون ملعونون کی شباک حجرۂ شریفہ کے
نیچے گردن ماردی اور آخر روز مین جلا دیا اور گرد حجرۂ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی
تک پہونچ گئی وہانسے سیسہ گلا کر نیو بھرلائے تاکہ وہان تک پھر کوئی نہ پہونچ سکے اور دوسرا
قضیہ یہ ہے کہ ابن النجار تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ بعضے اُمراء عبیدیہ کو کہ حکام مصر تھے اور ولایت
حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما و تکریما اونکے تحت تصرف مین تھی اور اُن اشقیا کے
احوال تاریخ جاننے والون پر روشن ہین بعض زندیقون نے صلاح دی کہ اگر جسد مطہر پیغمبر علیہ
الصلاۃ والسلام اور اجساد شریفہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مصر مین نقل کرلائین تو یہانکی لوگونکی
منقبت عظیمہ کا موجب ہو اور ساری جہان کے لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ یہین آیا کرین حاکم مصر نے
یہ مصلحت پسند کرکے اس خیال محال مین ایک مکان لق و دق اور خطیرۂ عظیمہ بنواکر تیار کیا اور
ایک شخص معتمد کو جسکا نام ابو الفتوح تھا نباشی قبور شریفہ کے واسطے مدینۂ مطہرہ مین بھیجا اکابر مدینۂ
منورہ کہ ابو الفتوح کے وصول سے پہلے اس حال سے مطلع ہوگئے تھے اول مجلس مین جو ابو الفتوح
کو دیکھا تو ایک قاری نے آیۂ کریمہ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ
الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت اور
ہیجان پیدا ہوا قریب تھا کہ ابو الفتاح کو اوسی مجلس مین مار ڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد
شریفہ اونہین اشرار کے تصرف مین تھے اسواسطے اوسکے قتل مین سرعت و تعجیل مناسب نہ تھی
ابو الفتاح کو بھی ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجھکو قتل کر ڈالین تو مین راضی ہون اس سے

ف اور اگر توڑ دین قسمین اپنی پیچھے عہد اپنے سے ۱۲۔

کہ موضع شریف مین ہاتھ لگاوین اور اسی رات کو ایک ہواء تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی
اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گنبد کی طرح ٹکڑے ہلکے پھرتے تھے ابو الفتح یہ حال
نہایت ہیبت اور خوف مین آگیا اور بادشاہ کی طرف سے جو ایسے دلمین تمناء کرام رکھتا تھا اور
دہشت نکلگئی آخر کو وہ بھی صدق نیت سے سالم نکلگیا تنبیہ قصۂ خسف بعض ملاحدہ ہی محب طبری کی
ریاض النضرہ مین نقل کرتے ہین کہ ایک قوام روافض حلب کے امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سا مال و
اسباب لیکے لائے اس غرض سے کہ حجرۂ شریفہ مین دروازہ کرکے اجساد مطہرۂ حضرت ابو بکر
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالڈالین امیر مدینہ نے کہ بد مذہب اور طماع دنیا تھا
بات کو قبول کیا اور اوس فعل نامشروع و قبیح کا اذن دیا اور بواب حرم شریف کو بلا کر حکم
کیا یہ لوگ جس وقت آئیں کہ دروازہ حرم شریف کھلوائیں کھولدینا اور جو فعل یہ کرین دستکار
نہ ہونا بواب کہتا ہے کہ جس وقت نماز عشاء سے لوگ فارغ ہوگئے اور دروازہ حرم شریف بند
ہوا چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال اور شمعین ہاتھون مین لیکر باب السلام پر آکر کھڑے ہوئے اور
کھٹکھٹایا مین نے امیر کے حکم سے دروازہ کھولدیا اور مین ایک گوشے مین جا بیٹھا اور رو رو کر
کہ الٰہی یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہے سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذ
تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب و آلات جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون کے پاس
جو زیادت عثمان کے قریب واقع ہے زمین مین دھسگئے امیر مدینہ انکا منتظر تھا جب بہت دیر
ہوئی امیر نے مجھے بلا کر اوس قوم کا حال پوچھا مین نے جو کچھ دیکھا تھا کہدیا امیر نے اس بات کا انکار کیا
اور کہا تو دیوانہ ہے مین نے کہا امیر چلکے خود دیکھے اب تک خسف کا اثر باقی ہے اور طبری اس حکایت
کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہین جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہین اور بعض مورخان
نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ سمہودی مین مذکور ہے واللہ اعلم باب آٹھوان مسجد شریف اور
روضۂ سیر ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب مین اور
فضائل مسجد نبوی یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری مین مذکور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلوٰۃ فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام مسلم میں بھی

یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نماز میری اس مسجد مین بہتر ہے ہزار نماز سے اور مسجدوں مین سوا مسجد الحرام کے

اسکے روایت کرتے ہین مگر وہ اسنادا اور زیادہ کرتے ہین کہ فَاِنِّی آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِی آخِرُ الْمَسَاجِد[۱]
پس روایت مسلم کی ملاکر یہ نکلتا ہی کہ ایک نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد مین برابر ہزار نماز کے ہی جو اور
انبیا کی مساجد مین ادا کی جائین جیسے مسجد اقصی ہین کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہی سوا مسجد الحرام کے
کہ مسجد ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام ہی چنانچہ اور احادیث مین اسبات کی تصریح آئی ہی طبرانی معجم
کبیر مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے کہ بیت
المقدس مین جانے کی رخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیون جاتے ہو کہا قصد تجارت ہی پھر ارقم
نے عرض کیا کہ قصد تجارت نہین مگر اسواسطے کہ وہان جاکر نماز پڑھون فرمایا ایک نماز میری مسجد مین
ہزار نماز کے برابر ہے اوس مسجد مین اور بعض احادیث مین آیا ہی کہ ایک نماز بیت المقدس مین ہزار
نماز کے برابر ہے اور مساجد مین پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ مین اور مساجد کی نماز پر برابر ہزار
ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہی الا المسجد الحرام احتمال رکھتا ہی کہ بیان مساوات
کے واسطے ہوگا درمیان مسجد مکہ اور مدینے کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر
یا واسطے کمی مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعض علما نے احتمال اول کو ترجیح دی ہی یعنے مساوات
کو اور ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے تابعین کی طرف گئے ہین اس معنی کہ ایک نماز
مسجد مدینہ مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام کے ہزار نماز
سے کم کے برابر ہے ایک نماز مسجد نبوی کی اور اس کم کی تعیین مین اختلاف ہی بعضے مالکیہ اس طرف
گئے ہین کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہے اور بعضے دو سو سے تو سو نماز
مسجد حرام کے برابر کہتے ہین اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث
سے مستنبط کیا ہے اور جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ استثنا سے مذکور بیان فضیلت مسجد
حرام کے واسطے ہے زیادتی ثواب مین مسجد مدینے پر اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ
نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجہ زائد ہے اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے زائد ہو
اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجہ زائد ہے اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کے اور مساجد
کی نماز پر سوای مسجد مدینہ کے لاکھ درجہ زائد ہے جیسا کہ دوسری حدیث مین شرح کے ساتھ وارد ہوا

[۱] کیونکہ مین آخر الانبیا ہون اور میری مسجد آخر المساجد ۱۲

کہ اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِاَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِمِائَۃِ صَلٰوۃٍ آور یہ درود عدد مرتبہ بعضے مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف تھا مین غالب ہی کہ اوقات مختلفہ مین حکم الٰہی ہوا ہوگا آور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینۂ مطہرہ مین ہم پہلے اشارہ کر آئے ہین کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہی کثرت اعداد اعد زیادتی کیفیت کی طرف اور ہوسکتا ہی کہ ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادت ہو واکثر پر اور دوسرا ہونا عدد ناقص کا صحت زائد کے ساتھ منافی نہین ہو اُنہ جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہے یہ ہی کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی ﷺ بہ نسبت اور مساجد کے مذکور ہوئی آیا مخصوص ہی اوتنی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین تھی یا شامل ہی اون زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور اُمرا کے زمانے مین بعد سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئین قول مختار موافق احادیث اور اعمال سلف ؒ اقوال جمہور علما کے یہ ہے کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ﷺ ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ لَوْ مُدَّ ھٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰی صَنْعَاءَ کَانَ مَسْجِدِیْ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ذِی الْحُلَیْفَۃِ لَکَانَ مِنْہُ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت مین دلیل قاطع ہے مساوات پر درمیان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک نکرتے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم ہونا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہے ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب مین سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہی شاید مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہے قول مخالف کے نفی مین ورنہ اس بات مین کچھ شک نہین کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام نووی کی بعض کتب مین اسبات مین خلاف مذکور ہی اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہین کہ امام نووی نے اس قول سے رجوع کیا ہے وَھُوَ الصَّوَابُ **فائدہ** اکثر علما کے نزدیک مضاعفت مذکورہ مین فرض ونفل دونون برابر ہین اور بعضے علماے حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہین ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے

---

[1] یعنی ایک نماز مسجد الحرام مین لاکھ نماز کے برابر ہی اور ایک نماز میری مسجد مین ہزار رکعت کے برابر ہے اور ایک نماز بیت المقدس مین پانسو رکعت کے برابر ہے ۱۲ [2] یعنی اگر بڑھائی جائے یہ مسجد صنعا تک تو وہ میری ہی مسجد ہوگی ۱۲ [3] اگر بڑھائی جائے مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذی الحلیفہ تک تو اوسی مسجد سے ہوگی ۱۲

اَفْضَلُ صَلوٰۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ لیکن ظاہر ہو چکا ہی کہ بغیر مضاعفت کے فضیلت پائی جا سکتی ہی اور ساتھ اسکے ہو سکتا ہی کہ نماز نفل کی اور مدینے کے گھروں مین مضاعف ہو اون نمازون سے جو اور بلاد کے گھرون مین ادا کی جاتی ہی جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہی اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہی اسی طرح ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ عَلَیْہِ وَسلم نے فرمایا ہے اَلصَّلوٰۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلوٰۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور یہ بات بھی جانی چاہیے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنے یہ ہین کہ ثواب کثیر ہاتھ لگتا ہے نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھ کر اس گمان سے کہ ہزار نماز یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وہ نرا احمق ہوگا اور ایک عالم نے کہا ہے کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے بیس روز کی نماز کے برابر ہوتی ہے قطع نظر اوس تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کے سوا اور جگہ مین ایک حسنہ کے دس لکھے جاتے ہین اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور مسواک وغیرہ پر مترتب ہین ورنہ گنتی اوس حد کو پہونچ جائے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان اللہ ذی الفضل العظیم والصلوٰۃ علی النبی ورسولہ الکبیر الکریم اور از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بہ نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلوٰۃً اور زیادہ کیا طبرانی نے لَا تَفُوْتُہٗ صَلوٰۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ یعنے آپ فرماتے ہین کہ جو شخص میری مسجد مین چالیس نمازین ادا کرے بغیر اسبات کے کہ کوئی نماز درمیان مین سے فوت نہ ہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہے کہ وہ بندہ

ل بہتر نماز آدمیون کی وہ ہی جو اپنے گھر مین پڑھے مگر نماز فرض ۱۲ ؎ یعنے ایک نماز میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار نمازون سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور جمعہ میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار جمعون سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور جیسا رمضان کا اس میری مسجد مین افضل ہی ہزار مہینے رمضان سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے ۱۲ ؎ یعنے جو شخص پڑھے میری مسجد مین چالیس نماز کہ نہ فوت ہوا ادمین سے کوئی نماز تو لکھی جاتی ہی اوسکے واسطے برات آگ سے اور برات عذاب سے اور برات نفاق سے

دوزخ کی آگ سے اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور شاید حکمت
چالیس عدد کی تعیین مین یہ ہے کہ عدد اربعین موجب استقامت اور سبب کمال ہو اور منافق
کو اوسکا حاصل ہونا متعذر ہو اور جسکو حاصل ہو اوسکو برات نفاق سے بلاشبہ حاصل ہوگی
اور جسکو برات نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو انشاء اللہ تعالی برات نار و عذاب بھی یقینی
ہوگی از جملہ اونکے وہ حدیث ہے جسکو بیہقی نے نقل کیا ہے اوسکا مضمون کرامت مشحون یہ
کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کرکے میری مسجد مین نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے اوسکے نامہ اعمال
مین حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد مین نیک بات سیکھنے
یا نیک بات سکھانے کو آئیگا وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہے اور جو شخص بغیر اس قصد
آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا تو وہ مانند اوس شخص کے ہوگا
اپنے محبوب کو اوروں کے ہاتھ مین دیکھے **فصل** فضائل رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ مین جو احادیث
وارد ہوئے ہین از جملہ اونکے وہ حدیث ہے جو صحیحین مین آئی ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ
رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ اور بعض روایات مین ہے مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ اور زیادہ
کیا ہے بخاری نے وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ اور بعض روایات مین ہے وَاِنَّ مِنْبَرِیْ عَلٰی تُرْعَةٍ مِنْ
تُرَعِ الْجَنَّةِ ترع کے معنے بعضون کے نزدیک دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجہ
اور بعضون کے نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہو ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہے ترع جنت سے
اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا
ہے کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اس جگہ کو کہتے ہین جہان سے حوض
مین پانی داخل ہو اور منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہے فرمایا
کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ
دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہے فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللہِ وَالْمَلٰئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

۱؎ یعنے درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک باغچہ ہے باغون جنت سے ۱۲ ۲؎ درمیان میری قبر اور میرے منبر کے
۳؎ تحقیق میرا منبر اوپر ایک باغچہ کے ہے باغون جنت سے ۱۲ ۴؎ پس اوسپر لعنت ہے خدا کی اور فرشتون
اور سارے آدمیون کی ۱۲

اور جبکہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہلائی تو بموجب آیۂ کریمہ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا کِذّٰابًا[1] اوسجگہ جھوٹھ پایا جانا وار دنیا مین ممنوع اور حرام ہوگا جیسا وار آخرت مین معدوم اور منتفی ہے اور بعضی احادیث مین آیا ہے کہ مَا بَیْنَ حُجْرَتِیْ وَ مُصَلَّایَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ[2] بعضے لوگ مصلا کو مصلے مسجد نبوی پر حمل کرتے ہین جو منبر شریف سے حجرۂ مبارک کے پاس تک ہے اور بعضی مصلاۓ عید پر جو شہر پناہ مدینہ منورہ کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کی طرف واقع ہے لہذا نقل کرتے ہین کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلاۓ عید کے درمیان مین اپنے واسطے ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی ساتھ اون زیادات کے جو غرب کی جانب واقع ہوئے ہین رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ ٹھہرے گی اور خصوصیت اوتنی جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نہ رہیگی اور ان احادیث کی تاویل اور تحقیق مین وجوہ متعددہ علما سے منقول ہین بعضون نے کہا ہے کہ منبر کا حوض پر ہونا کنایہ ہے اس بات سے کہ اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنا سبب ورود ہے حوض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور موجب ہے ثواب کا اوسکے زلال جان افزا سے بعضے دوسرون نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین تھا اور آپ نے اوسکو مشرف فرمایا ہے قیامت کے دن اوسکا بھی اعادہ فرماوین اور کنار حوض کوثر پر کہ ترعۂ جنت عبارت اوس سے ہے قائم کرین تَعْظِیْمًا لِنَبِیِّهٖ وَ تَنْوِیْهًا لِشَانِهٖ[3] صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ لوگ اس بات کی طرف گئے ہین کہ سب منبرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس منبر سے دین ہین جو اللہ تعالی آخرت مین آپ کے واسطے حوض کوثر پر رکھیگا نہ اس منبر سے جو مسجد شریف مین ہے یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہے آپنے فرماتے ہین درمیان میرے حجرے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضۂ مقدسہ کی حد باندہنے کو ذکر فرمایا ہے اسی نہج پر حدیث روضہ مین بھی مختلف توجیہین آئی ہین بعضون نے کہا ہے

[1] نہین سُنینگے بیچ اون کے بیہودہ اور نہ جھٹھلانا ۱۲ [2] درمیان میرے حجرے اور میرے مصلے کے ایک باغیچہ ہے باغیچہ جنت سے ۱۲ [3] یعنے اپنے نبی کی تعظیم اور شان بڑہانے کے واسطے رحمت کاملہ اللہ کی اوپر اوسکے اور سلام ہو ۱۲

سکہ آتنی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت مین مشابہ ہر روضہ جنت کے ساتھ دیہ کہ حقیقت مین روضہ جنت ہو چنانچہ تسمیہ مساجد سے ساتھ ریاض جنت کے حدیث اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا مین اشارہ اوس بات کی طرف ہوتا ہو خصوصًا زمان سعادت نشان حضرت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مین کہ آپ کی مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل کرتے تھے اور بعضے اسباب کی طرف گئے ہین کہ اِس سے مقصود بیان شرفِ عبادت ہے اِس مکان عظیم مین کہ موصل ہے روضۂ رضوان کی طرف چنانچہ کہتے ہین اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ وَالْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ باعتبار اسباب کے خدا کی راہ مین تلوار مارنا اور اپنی ماں کی خدمت بجالانا ریاض الجنۃ مین پونہچاتا ہے یہ دونون قول نہایت ضعیف اور بعید ہین اسواسطے کہ ریاض جنت کے ساتھ مشابہ ہونا اور منزل رحمت ٹھہرنا اور روضۂ جنت کیطرف موصل ہونا سارے مساجد کو شامل ہے خصوصیت مسجد نبوی کی کیا ہے اور اگر اللہ تعالے کی رحمت خاص پر اور ایک روضۂ خاص پر جنت سے حمل کرین تو باوجود اس کے بھی اتبک تکلف سے خالی نہین اور تحقیق یہ ہے کہ کلام اپنی حقیقت پر محمول ہے اور درمیان حجرۂ شریف اور منبر شریف کے حقیقت مین ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اس معنی کر کہ قیامت کے دن اوتنی زمین کو جنت فردوس مین نقل کر لیجاوینگے اور اوس کو ساری کی طرح سے معدوم اور منتفی کرینگے جیساکہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے امام مالک سے نقل کی ہے اور اوسپر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علماے حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہے ابن ابی حمزہ کہ کبار علما مالکیہ سے ہین فرماتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالی نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا ریاض جنت سے دنیا مین بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم مین واقع ہوا ہے اور بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنے مقام اصلی پر لیجا ہینا اور نزول رحمت اور استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہو پس یہ حقیقت مین جامع ہین سارے اُن معانی کو جو اور لوگون نے کہین ہین علاوہ اُس کے اس سمنے سے ایک مراد اور بھی ظاہر ہوتا ہے جیسا اللہ تعالی نے رتبہ خلیل ابراہیم کو ایک شہر جنت سے

سلہ جنت تلوارون کے سایہ کے نیچے ہے اور جنت ماؤن کے پاؤن کے نیچے ہے ۱۲۔

عنایت کرکے امتیاز دیا ہے اگر حضرت حبیبہ محمدیہ کو اعطاے روضۃ من ریاض الجنۃ سے خاص کیا ہو تو کیا تعجب ہے اور اگر بچشم ظاہر شکل اور دنیا کی زمینوں کے معلوم ہو تو چندان عجب نہیں اسواسطے کہ آدمی ادراک حقائق اشیاء آخرت اس حیات فانی میں بسبب کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا کہ چاہیے کر نہیں سکتا اور وہ جو بعضوں نے فقط مزید ثواب اور فضیلت پر عبادت پر حمل کیا ہے اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے جو شان احد اور عیر میں وارد ہیں کہ احد جبال جنت سے ہے اور عیر جبال دوزخ سے پس کوئی عالم اجسام کی طرف نہیں گیا ہے کہ ہوا اوس میں عبادت کرنا موصل ہے جنات نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم میں پہونچاتا ہے بلکہ آخرت میں جبل احد دروازہ جنت پر ہوگا اور عیر دروازہ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب یہ زمین حقیقت میں روضہ من ریاض الجنۃ ہے تو چاہیے کہ بھوک اور پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے ہے نہ لوازم جنت سے اوس میں نہو جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی — اسکا جواب یہ ہے کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعۂ شریفہ سے لوازم جنت منفک ہوگئے ہونگے جیسا منفک ہوگئے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اونمیں بھی لوازم جنت نہیں پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہیں ہوتے رکن و مقام کی شان میں تو دلائل وبراہین وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا اور روضہ کے اخبار ایسے نہیں ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ دلیل تو عبارت ہے خبر سرور انبیا محمد صادق عَلَیْهِ الصلاۃ والسلام سے پس جسطرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر مخبر صادق سے معلوم ہوئی ہے اوسی طرح روضۂ شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال معلوم ہوا ہے اور اگر کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونوں جگہ ممکن ہے اور اگر حقیقت پر جاؤ دونوں جگہ ثابت ہے پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہے واللہ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَبِیَدِهٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْقِ وَمِنْهَا اِفَاضَۃُ الْعُلُوْمِ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَعَبِیْدِهٖ ۔[۱]

باب نوان ذکر بنای مسجد قبا اور ان مساجد نبویہ میں جو انوار و مطلع انوار محمدیہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلواۃ کاملۃ مکملۃ

[۱] اوسی کی طرف سے توفیق ہے اور اسکے ہاتھ میں ہیں باگیں تحقیق کے وہ ہی ساتھہ افاضہ کرنے علوم کے جسپر چاہے اپنے بندے سے لایق ہے ۱۲

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو اول رونق بخشی مدینہ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو بن عوف مین کہ ساکنان قبا تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی نیو ڈالی اور ایک روایت مین ہو کہ اہل قبا نے بھی بنا مسجد کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے میری ناقہ پر سوار ہو کر اوسے پھراوے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اوسکی پیٹھ پر سوار ہوے ناقہ نہ اُٹھی بعد اسکے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سوار ہوے جب بھی نہ اٹھی بعد اوسکے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اوٹھ کر پانون رکاب مین ڈالا ہی تھا کہ ناقہ مبارک کود کر کھڑی ہو گئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسکی باگ چھوڑ دو اللہ تعالی نے اسکو جہان حکم دیا ہو وہان ٹھہر جاوے گی آخرش جس جگہ وہ ٹھہری اسی جگہ آپنے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرین پھر آپ نے ایک خط تعیین قبلہ کے واسطے کھینچدیا اور ایک پتھر اپنے دست مبارک سے اٹھا کر نیو کی جگہ رکھدیا بعد صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ترتیب ایک ایک پتھر اپنے اپنے ہاتھ سے رکھدے اور وہ جو بعض روایات مین آیا ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا کے وقت ہوا ہے جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوسوقت مین بیت المقدس کی طرف تھا اور روایات ثقات سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بناے مسجد قبا کے وقت آپ بھی پتھر ڈھوتے تھے اور بقول بعض مفسرین آیہ قرآنی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ مسجد قبا کی شان مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے وہی مسجد بنی ہوا اور اوس مسجد والون کی مدح مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای بنی عمرو تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق ہوئے انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے سے استنجا کر کے پانی سے خوب طہارت کر لیتے ہین فرمایا یہی سبب ہو جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہو

۵ البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوسکی پرہیزگاری کے پہلے دن سے ۱۲ ۵ بیچ اوسکے مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین یہ کہ پاکی کرین اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکی کرنے والون کو ۱۲ —

تم کو چاہیے ہی کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعض علما اس طرف گئے ہیں کہ مراد اس مسجد مذکورہ فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہی اور اس قول کی موید بعض احادیث بھی ثابت ہوئے ہیں اور حق یہ ہی کہ اس آیۂ کریمہ کا مفہوم دونوں مسجدوں پر صادق ہی اسواسطے کہ دونوں کی بنا اوّل ہی دن سے تقویٰ پر ہی پس ہو سکتا ہی کہ دونوں مراد ہوں جیسا کہ بعضے علماے حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہے واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ کچھ لوگ زمرۂ اصحاب کرام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقویٰ کی طرف اور پیچھے پیچھے اون کے آپ بھی تشریف لیچلے اس ہیئت پر کہ دونوں دست مبارک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کندھوں پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات کی تائید کرتی ہے کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقویٰ ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَسْجِدُ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ ھُوَ مَسْجِدُ قُبَا قَالَ اللہُ جَلَّ ثَنَاءُہٗ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ۔ صحیحین میں روایت لاتے ہیں حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے اور دو رکعت نماز اس میں پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری میں آیا ہے کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یوں ہی کیا کرتے تھے اور ابن شیبہ دوشنبے کی روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہیں اور محمد منکدر سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھویں کو صبح کے وقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسی کو وہاں نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا ہی کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ مسجد کسی کنارہ پر عالم کے کناروں سے واقع ہوتی تو اسکی طلب میں ہم کلیجے اونٹوں کی جگر نہ بچاتے

ا؎ یعنے وہ مسجد کہ جسکی بنیاد تقویٰ پر ہے پہلے دن سے وہ مسجد قبا ہے ۱۲

پھر شاخین خرما کی طلب کرکے اوسکی جھاڑو بنا کر اوسکے خس و خاشاک جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا
نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین
واللہ تم لوگ کافی نہین ہو اور ابن زبالہ زید ابن اسلم سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا الحمد للہ
قَرَّبَ مِنَّا مَسْجِدَ قُبَاءٍ وَلَوْ كَانَ بِأُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ لَضَرَبْنَا إِلَيْهِ أَكْبَادَ الْإِبِلِ باسناد و
طرق متعددہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہے دو بار زیارت
بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر تم لوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالے نے کیا بہتر
ہر تو کتنی سعی اوسکی زیارت مین کرو اسیطرح یادشاہ و صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کے قول سے بھی ثابت ہوا ہے اور بھی خبر مین آیا ہے کہ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ
ذُنُوبُهُ اور مراد مساجد اربعہ سے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ و مسجد قبا ہے اور
ترمذی مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّلٰوةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ اور
عمرہ کے مثل ہونے مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین اور بعض طرق مین چار رکعت کی قید
آئی ہے اور وہ چبوترہ صحن مسجد مین ہے کہتے ہین کہ ناقہ مبارک کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور ہمہو
کہتے ہین کہ سوائے کلام ابن جبیر کے اس بات کی کچھ اصل مین لے نہین پائی لیکن لوگون مین
مشہور ہے کہ طول اور عرض مسجد کا چھیاسٹھ گز کہا ہے اور علما کہتے ہین کہ کچھ زمین مناری کیطرف
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہے اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد شریف نبوی کی
طرح اس مسجد کی بنا مین بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جبکہ وہ طول زمان کی جہت سے
گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرناً بعد قرن اوس کی تجدید کرتے رہے اور اوس
مسجد شریف مین جسکا تبرک زیارت کرنا لازم ہے وہ سعد بن خیثمہ کا گھر ہے کہ مسجد کے قبلہ
مین واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کی طرف سے تھا اوسکو بند کردیا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلائے شریف تیسرے ستون کے پاس ہے اگر پہلی بار داخل

[1] یعنی شکر ہے خدا کا کہ نزدیک کیا ہم سے مسجد قبا کو اور اگر ہوتی کنارہ پر کسی کنارون سے تو ہم مارتے اوسکی طلب مین اونٹون کے جگر
[2] یعنے جو شخص نماز ادا کرے کسی مسجد مین مساجد اربعہ سے تو بخشے جاتے ہین اوسکے گناہ ۱۲ [3] یعنی نماز مسجد قبا مین مثل عمرہ کے ہے ۱۲

اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے مین ایک جگہ ہے اوسکا نام مسجد علی ہے سمہودی کہتے ہین کہ شاید
یہ مسجد وہی دار سعد بن خیثمہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس مین آرام فرمایا اور وضو
کیا اور نماز پڑھی ہے اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہے چنانچہ اس کا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھ
آوے گا اب ذکر مسجد قبا کے ساتھ ذکر مسجد ضرار کا بھی کہ ضد مسجد قبا ہے تفننا کیا جاتا ہے
سننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق کو لازم ہین بمقابلہ مسجد
قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا الایہ اس باب مین نازل
ہوئی بیہقی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک
تھا اوس نے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد بناؤ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیلہ
اور نفاق کرتے رہو اسنے مین مین قیصر روم کے پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لاکر محمد
کو اور اون کے اصحاب کو یہان سے نکالون اس مین وہ منافقین مسجد ضرار تیار کرکے سرور
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی
ہی اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوس مین نماز پڑھین تو موجب برکت اور سعادت اوس زمین کا
ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى
التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ اِلٰى قولہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور بعضے
نقل کرتے ہین کہ جس زمین پر مسجد قبا بنی ہے ایک عورت کے ملک مین تھی اوس عورت کا نام لینہ
تھا اور اوسکے پاس ایک گدھا تھا وہ اوسی جگہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین
ہوسکتا کہ ہم گدھے بندھنے کی جگہ پر نماز پڑھین ہم اپنی نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد
اور بنا دین گے یہان تک کہ ابو عامر پھر آوے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا
کہ خدا اور رسول سے بھاگا تھا اور اہل مکہ کے ساتھ ساز کرکے شام کو گیا وہان جاکر دین
نصرانی اختیار کیا اور اوسی دین پر واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول ص کے حکم سے مسجد
ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی گئی اور طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہے

ست کھڑا ہو بیچ اوسکی کبھی البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے لایق ہے یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ
اسکے الی قولہ اور اللہ نہین ہدایت کرتا قوم ظالمون کو ۱۲

کہ وہ کہتے تھے کہ مینے مسجد ضرار کو جعفر منصور کے زمانے مین دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا
اب اوس مسجد کا نام و نشان باقی نہین معلوم نہین کہ کس جگہ پر تھی فقط اتنا معلوم ہے کہ عوالی
قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہین
یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی
سلطانہ بلدۂ طیبۂ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی سالم بن عوف تک پہنچے
کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینۂ منورہ مین تشریف
لاکر جمعہ قایم فرمایا یہ تھا اور قریب اوس مسجد کے ایک وادی ہے جسکی غرب کی جانب بنی سالم
بن عوف کے گھر تھے اور اب تک اون گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا بھی گھر
اسی وادی مین تھا جنکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہے اس جہت سے
پانی برسنے اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کے ساتھ نماز ادا نہین کرسکتا ہون
گھر مین آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہ کھڑے ہوکر نماز ادا فرمایئے تو مین اوسی جگہ نماز
پڑھا کرون اور بعضے علماے سیر نے لکھا ہے کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین اور مسجد جمعہ اون دونون
مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث مذکور مین آچکا ہے واللہ اعلم
اور عمارت قدیم اس مسجد کی گر گئی تھی قریب نو سو برس کے کسی عجمی نے اوس کی تجدید کی
چھت خالص بھی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب بیس گز ہے اور عرض اوسکا شرق سے
غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ[1] اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہین وہ ایک چھوٹی
سی مسجد ہے مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے مربع کالے پتھرون سے
بنی ہوئی طول و عرض اوسکا برابر ہے گیارہ گز جس زمانے مین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم
نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تھا اوسی مسجد کی قریب قبہ مبارک نصب کیا گیا تھا اوس
جگہ کی جگہ پر چھہ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوس کے اوسی جگہ مسجد بنا دی گئی
اور ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت انصار کے ساتھ اوس مسجد

[1] فضیخ بفتح فاء و کسر ضاد معجمہ بعد اوسکے مثناۃ تحتانیہ و خاے معجمہ ۱۲

اونہیں فضیخ کو کہ ایک قسم ہے اقسام شربات سے استعمال کرتے تھے جب آیۂ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے منہ کھولدئے اور جسقدر اوسمین فضیخ تھی گرادی اس جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علمانے کہا ہے کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہے اجتناب خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا اور امام احمد اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی جگہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوسکو نوش فرمایا اسی جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین واللہ اعلم اور شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے کی وجہ معلوم نہین ہوئی سوا اسبات کے کہ بہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع ہین اوس کا مکان اونچا ہے اور طلوع شمس اوسپر پہلے ہوتا ہے اور کہا ہے کہ یہ گمان نکرنا چاہئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادۂ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ قضیہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہے چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکی تصریح کی ہے اور جاننا چاہئے کہ یہ حدیث اعادۂ شمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باسناد حسن ثابت ہوئی ہے اور اوسکے ثبوت کے طرق متعدد ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا ہے اور ابن جوزی نے اوسکو موضوعات مین لکھے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری مین کہتے ہین کہ ابن جوزی رح نے خطا کی ہے اس بات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتے ہین اور مسجد قریظہ یہ مسجد سارے باغون کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع ہے جسوقت مین کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی مسجد کی جگہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکے جوار مین ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی ولید بن عبد الملک نے اس مسجد کی بنا کے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کردیا اور وہ جگہ مسجد کے شمال کی طرف پچھان کے کونے پر واقع ہے اور عمارت قدیم مین اوس جگہ ایک منارہ تھا مسجد قبا کے منارے کی وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گر گیا سن سات سو کے قریب تک اوسکا کچھ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قد آدم کا اونچا بنا دیا گیا کہ اب تک موجود ہے

اور عمارت قدیم اِس مسجد کی عمارت مسجد کی وضع پر تھی کہ اُس مین چھت اور ستون اور منارہ و
تھے اَب ایک چار دیواری ہے قبلے سے شام کی طرف چوالیس گز کی ہوگی اور شرق
غرب کی طرف تینتالیس گز کی اور قصّہ محاصرہ بنی قریظہ یہ ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم غزوہ خندق سے فراغت پاکر مدینہ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسلخانہ مین تھے اور
طرف سر مبارک مین شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کرکے مشقت و کلفت کو جسم شریف
سے دور کرین کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلودہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ شریف پر پہنچے اور عرض کیا کہ اِتبک ملائکہ نے ہتھیار نہیں
کھولے اللہ تعالیٰ تقدس کا حکم ہے کہ آپ سوار ہو جیئے اور بنو قریظہ پر دوڑ ماریے اور مین اوس
قوم پر جاتا ہون کہ اونکو شکستہ اور بیدل کردون جبرئیل علیہ السلام یہ خبر پہونچا کر
کہتے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑون سے کوچہ و بازار مین غبار بلند ہو گیا تھا اور کوئی دکھائی نہین دیتا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو شخص اللہ
تعالیٰ کے حکم کا مطیع اور سامع ہے اوسکو چاہیے کہ نماز بنی قریظہ مین جاکر پڑھے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا خاص عنایت فرما کر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک کو
پچیس روز تک محاصرے مین رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل مین رُعب پڑ گیا آخرکار سعد
بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم
دینگے وہ سب پر راضی رہین سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوہ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ اتبک
زخم سے خون جاری تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کو بلوایا اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہو گیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین
حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے فرمایا کہ قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ بعضے علما اِس
حدیث سے استدلال کرتے ہین مشروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے اور محققین کہتے
ہین کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے کی تعظیم کرین بلکہ اسواسطے تھا
کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی بغیر کسی کی اعانت سواری سے اوتر سکین

سلہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے واسطے ۱۲

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اٹھو اور اونکو اُتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا نہ سارے حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اس بات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو اوسکا امتثال کریں بعد اوسکے فرمایا سعد بن معاذ بنی قریظہ کے باب مین تو کیا حکم دیتا ہے انھون نے یہ عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیے اور اونکے اموال کو مسلمانون پر بانٹ دیجیے اور اونکے جورو لڑکون کو لونڈی غلام بنا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو ساتھ پردہ آسمان سے نازل ہوا پس چھہ سو یہودیون کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ کی گردن مار دی گئی اور سِرّ اَنَا الضَّحُوکُ الْقَتُولُ تجلی اسم الٰہی محیی و ممیت سے ظاہر ہوئی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور مسجد مشربہ ام ابراہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کی طرف ہے حرّہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان مین ایک فقط چار دیواری ہے بے چھت کے قبلہ سے شام کی طرف گیارہ گز ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتے ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ ہین والدہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اونکا ایک باغ یہان تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہین پیدا ہوئے اور یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ فقرا پر وقف فرما دیے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے پہلے اونکو حارثہ بن نعمان کے گھر مین رکھا آخر کو اس جہت سے کہ ہمکو اونکی نسبت ایک غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی مدینہ منورہ مین جہان یہ مسجد ہے اوٹھا لے گئے اور اونکی دیکھنے کے لیے کبھی وہین تشریف لیجانے لگے یہ بات مجھپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ تعالی نے اونکو ایک لڑکا دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ[1] الایہ ہوا مشہور ہے اور مسجد بنی ظفر اوس مسجد کو اب مسجد بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرہ پیغمبر کہتے ہین

[1] اے نبی کیون حرام کرتا ہے اوس چیز کو کہ حلال کیا ہے خدا نے واسطے تیرے ۱۲

اور بقیع سے پورب کی طرف واقع ہے اوس قبے کی راہ سے جو قبۂ حضرت فاطمہ بنت اسد
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے اور ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے چند صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ساتھ لے کر محلہ بنی ظفر مین تشریف لاکر نماز ادا فرمائی
ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوے اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن پڑھ وہ قاری جب آیۂ کریمہ
اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰؤُلَآءِ شَہِیْدًا تک پونہچا تو سرور انبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان مین
ہون اور جن لوگون کو مین نے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علماے تاریخ کہتے
ہین کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو اوس پتھر پر جاکر بٹھا دین اللہ تعالیٰ اوسکی تاثیر سے اوسے
حاملہ ہو جانے کی عنایت فرماتا ہے اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ متقدمین
اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پونہچی ہے مطری کہتے ہین کہ حجرہ مین بہت سے تبرکات
کمانپر آثار ہین کہتے ہین کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے نشان ہین اور
ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہے کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسپر تکیہ لگایا تھا
اور اپنی کہنی شریف اوسپر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ انگلیون کا سا نشان ہے چنانچہ
ان سب کی زیارت کرتے ہین اور اسی محراب مین ایک پتھر ہے اوسپر لکھا ہے [illegible]
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین عمر [illegible] وستمائۃ اور مسجد الاجابہ
مسجد بقیع سے شمال کی طرف ایک اونچی زمین پر واقع ہے قبلے سے شام کیجانب بنی
کے ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چھتیس گز ہے اور اوسکا نام مسجد بنی معاویہ بھی ہے صحیح مسلم
مین آیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کی طرف تشریف لاتے تھے آپ کا
گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا فرمائی اور جتنے صحابہ کہ ہمر
رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز آپ نے دعا کی نہایت طویل جب وہان سے پھرے
توآپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار عالم سے تین دعائین کین ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط

ف۱ پس کیونکر ہوگا جب لاوینگے ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا اور لاوینگے تجھے تیرے تین اوپر انکے گواہ ۱۲
ف۲ حجرہ اوسی مسجد کے قبلے کی طرف واقع ہے ۱۲ ف۳ بنی [illegible] یہ ایک قبیلہ ہے اوسکا ۱۲

قبلاً کرکے ہلاک نکرو دوسری یہ کہ عذاب غرق اونپر مسلط نفرما تیسری یہ کہ میری امت آپس مین
قتال نکرے انمین سے دو دعائین پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک
اور فنا تیری امت کا تلوار سے ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیۂ اس مسجد کی ہین اور موطا
امام مالک مین بجاے اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافرونکا انپر غالب نہو اور سعد
بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر کھڑے
ہوگئے اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور لذت کی بات
اوس مسجد مین یہ ہے کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے باہر نکلو تو
نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اوسکا قرار و حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے حق تعالی اس مترجم
غفر اللہ لہ کو پھر وہان پونہچائے اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور سب مسلمانون کے حصے
بھی عاہر آمین اور مسجد طریق اسافلہ پورب کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت
کو جاتی ہوئی یہ مسجد راہ مین پڑتی ہے اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کر مشہور
ہے بیہقی شعب الایمان مین عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز
مین مسجد نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے
جو اوس گوشے کے متصل تھا برآمد ہوکر باہر کو تشریف لے چلے مین بھی اٹھکر پیچھے پیچھے ہولیا
پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہوکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اسکے آپ سجدے
مین گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ مین بخیال اسکے کہ شاید آپ نے اس جہان فانی
سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اسکے آپ نے سر مبارک اٹھایا اور مجھ سے میرے رونے کی وجہ
پوچھی مین نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور میرے رب
کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے مین اوسپر درود بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے
مین اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہے کہ جو تجھپر ایک درود بھیجے مین دس نیکیان
اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہے مین اوسپر دس درود بھیجون پس مین نے اس
نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے

اور سجدۂ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ا
امام احمد حنبل رحمۃ اللہ نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ا
ذکر سجدۂ شکر کا بغیر نماز کے کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے طول و عرض مین آٹھ گز ہو اور مسجد
کے دروازے سے نکلتے ہوے داہنے ہاتھ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین
رضی اللہ عنہن سے پچھان کی طرف واقع ہو شاید بعض علما کو اس مسجد کے باب مین کوئی سند
علیہ یا تحقیق نہین ملی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ ہے جو بقیع مین حضرت صلی
علیہ وسلم کا مصلاے عید تھا اور سمہودی بعضے دلائل پر نظر کر کے لکھتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ
مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے جسمین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات
تشریف لاکر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جاؤ کا خوف ہوتا تو مین اکثر او
اس مین نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہان تک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر جہت شرقی
اور شمالی مین مدینۂ مطہرہ تک واقع ہین اب اون مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی مدینۂ
مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموفق مصلے عید یہ مسجد مدینے کے باہر ہے پچھان
کی طرف دروازۂ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکۂ معظمہ سے آتا ہے واقدی
کہتے ہین کہ پہلے نماز عید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے کے بعد دو
سال ہجرت مین پڑھی ہو اور ابن زبالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین
کہ پہلے پہل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر و عید اضحی اوس جگہ ادا فرمائی جو دار
حکیم بن العداد سے قریب ہو اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے ہین کہ وہ جگہ باب السلام سے
ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے اور اب وہ ایک مسجد ہے مصلا کر مشہور اور سمہودی دلائل
علامات پر نظر کر کے کہتے ہین کہ وہ جگہ وہ ہی جہان ایک مسجد بنی ہو مشہور بہ مسجد علی اگلے زمانہ
مین مدینہ کا بازار وہین تھا اور دار حکیم بن العداء بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہ ایک
اور مسجد ہے کہ اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرام مدینہ نے اوس کی تجدید کی
نہایت ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری
کی اون مسجد کے قریب ایک باغیچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوس کا ابتک کچھ نشان باقی ہے

اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہے اور یہ مسجد بڑی ہے بڑا سا صحن رکھتی ہے کہتے ہین
کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دولتسرا سے نکل
کر اسی جگہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ ادا فرمائی تھی اور سمہودی اسی
مسجد کو مصلاے عید سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے ہین کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ
نے نماز عید اس جگہ اتباعاً للسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادا کی ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ شریف مین مصلاے عید مین کچھ عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی
اور آپ نے خطبہ عید منبر پر نہین پڑھا پہلے جسنے خطبہ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا
چنانچہ شیخ ابن حجر عسقلانی بعضے احادیث سے استشہاد کرتے ہین اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ پہلے
جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت مین آیا ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجاکر ادا فرمائی اور منبر پر بڑھ کر
خطبہ پڑھا اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اتفاق اتحاد منبر صلوۃ استسقا مین شاید اسواسطے ہوا ہو کہ
حضرت کے افعال شریفہ کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین اور سوا اسکے جو نماز استسقا مین ہوا کرتا ہے
سب آدمی دیکھین اور احداث منبر خطبہ عید کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمہ کہتے ہین
کہ ظاہر یہ ہے کہ بنا ان تینون مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی ہے اور مصلاے
شریف کے فضائل مین اور اس مضمون مین کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سے اخبار
اور آثار وارد ہین اور حدیث مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمُصَلَّایَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ[۱] بھی اوسی قبیل
سے ہے اسواسطے کہ مابین ان دونون مکانون کے فضیلت یقینی ہے کیونکہ حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام یہان اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر سے تشریف لاتے مصلے مین قدم رنجہ
فرماکر مستقبل قبلہ ہوکر دعا فرماتے اور بروایت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز جنازہ نجاشی کی اسی جگہ پڑھی ہے اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اسکی بائین و پیچھے
جہت قبلہ پر واقع ہین سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہین لیکن حقیقت مین مسجد فتح وہی ایک
مسجد ہے جو کوہ سلع سے پچہان کی طرف اونچی سے ہے اور مشرق اور شمال کی طرف اسکی سیڑھیان ہین

[۱] درمیان میرے گھر کے اور میرے مصلے کے ایک باغچہ ہے باغون جنت سے ۱۲—

اور اُسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند مین
بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے مسجد فتح مین تین روز دعا کی دوشنبہ وسہ شنبہ وچہارشنبہ کو پس چہارشنبہ کے روز بین
الصلوٰتین اجابت دعا کی بشارت پائی وسرور پکہ آثار فرح وسرور آپکے چہرہ مبارک
ظاہر ہوتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب کوئی مشکل مجکو درپیش ہوئی مین
اسی وقت مسجد فتح مین جاکر دعا کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اجابت دعا کی بشارت پہونچائی دوسری
روایت مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہان
مسجد فتح بنی ہے تشریف لاکر کھڑے ہوے اور دست مبارک اٹھاکر کفار قریش پر جو خندق
روز جمع ہوکر چڑھ آئے تھے بددعا کی اور وہان نماز نہین پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف
لائے اور بددعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن بطال نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے غزوہ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر وعصر ومغرب پڑھنے
کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کے سب نمازین قضا کین اور جاننا چاہیے کہ روز احزاب اور روز خندق
ایک ہی ہے اس غزوہ کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین اور غزوہ خندق بھی اور اس غزوہ کے بعد
کبھی کفار قریش کو مجال اسکی نہین ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور ہر روز جاتے اور اُس
دن جب مسلمانون پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا کی
اللہ تعالیٰ نے ایک ہواے تند وتیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگے چنانچہ قرآن مجید سورۂ احزاب
مین تفصیل اس بات پر ناطق ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش پھر
تمہارے ساتھ مقابلہ نہ کر سکین گے اور تم پر چڑھ کر نہ آوینگے اسی سبب سے اس مسجد کو فتح
اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد
مین ظاہر وباہر ہین اور اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہے اوسکا نام سیح[1] ہے اوس مین
کھجورون کے درخت بہت ہین اور بہت ہی فضا مرغزار ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
اپنے آبائے کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح مین اول

[1] سیح بیاے مثناۃ تحتانیہ ۱۲

ایک دو قدم چلکر کھڑے ہو گئے اور دونوں دست مبارک اُٹھا کر دُعا کی اور دست مبارک اتنے اُٹھائے کہ ردائے مبارک شانۂ شریف سے زمین پر گر پڑی اور آپ ویسے ہی دُعا مین مشغول رہے اور روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہو کہ اس مسجد مین آپ کی دُعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہو سیّد عَلَیۡہِ الرحمت کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت اس مسجد کی متغیر ہو گئی ہے اس مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن اس کے ساتھ اور روایات اس پر ثابت کرتے ہین کہ آپ کا کھڑا ہونا مغرب کی طرف اقرب تھا اور اوپر تشریف لانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا مشرقی کی جانب سے اور اس طرف دو ہی قدم چلکر حضرت صلی اللہ عَلَیۡہِ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہین کہ اس مسجد مین حضرت صلی اللہ عَلَیۡہِ وسلم نے جو دُعا کی تھی یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ هَدَيْتَنِي مِنَ الضَّلَالَةِ فَلَا مُكْرِمَ لِمَنْ اَهَنْتَ وَلَا مُهِينَ لِمَنْ اَكْرَمْتَ وَلَا مُعِزَّ لِمَنْ اَذْلَلْتَ وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ اَعْزَزْتَ وَلَا نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَلَا رَافِعَ لِمَنْ خَفَضْتَ وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ وَلَا خَارِقَ لِمَنْ سَتَرْتَ وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ يَا صَرِيخَ الْمَكْرُوبِينَ وَيَا مُجِيبَ الْمُضْطَرِّينَ اكْشِفْ هَمِّي وَغَمِّي وَكَرْبِي فَقَدْ تَرَىٰ حَالِي وَحَالَ اَصْحَابِي پس جبرئیل عَلَیۡہِ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگارِ عالم و تقدس نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو اور آپکے اصحابؓ کو ہول دشمن سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ عَلَیۡہِ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دوزانون بیٹھ گئے اور دستِ مبارک پھیلا کر اور چشمانِ مبارک

لہ یعنی اے اللہ میرے تیرا شکر ہے کہ تونے مجھے گمراہی سے نکالا پس کوئی بڑھانے والا نہین ہے اسکا جسکو تونے گھٹایا اور کوئی گھٹانے والا اُسکا نہین ہو جسکو تونے بڑھایا اور کوئی عزت دینے والا نہین ہو جسکو تونے ذلت دی اور کوئی ذلت دینے والا نہین ہے جسکو تونے عزت دی اور کوئی مدد کرنیوالا نہین ہو اسکا جسکو تونے شکست دی ہے اور شکست دینے والا اُسکا نہین ہو جسکی تونے مدد کی ہو اور کوئی دینے والا اُس چیز کا نہین ہو جس چیز کو تونے منع کیا اور کوئی مانع نہین ہو اس چیز کا کہ جو تونے دی اور کوئی رزق دینے والا نہین جسکو تونے محتاج کیا اور کوئی محتاج کرنیوالا نہین جسکو تونے رزق دیا اور کوئی اونچا کرنیوالا نہین جسکو تونے نیچا کیا اور کوئی نیچا کرنیوالا نہین جسکو تونے اونچا کیا اور کوئی پردہ دری کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ پوشی کی اور کوئی پردہ پوشی کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ دری کی اور کوئی نزدیک کرنیوالا نہین جسکو تونے دور کیا اور کوئی دور کرنے والا نہین جسکو تونے نزدیک کیا اے فریادرس بیکسون کے اور اے قبول کرنیوالے بیچارون کی دعا کے دور کر دے میرے غم و رنج و تکلیف کو تحقیق تو

پیچھی کرکے جناب باری مین عرض کیا شُكْرًا لِمَا رَحِمْتَنِيْ وَرَحِمْتَ اَصْحَابِيْ اور ابو نعیم طریق شافعی
سے لاتے ہین کہ دعاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب کے دن یہ تھی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاَنَا اَشْهَدُ
بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيْعَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ يُؤَدِّيْهَا اِلَيَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنِّيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِكَ وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ وَبَرَكَةِ جَلَالِكَ مِنْ كُلِّ آفَةٍ وَعَاهَةٍ وَمِنْ طَوَارِقِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَطَارِقِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غِيَاثِيْ فَبِكَ اَغُوْثُ
وَاَنْتَ مَلَاذِيْ فَبِكَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِيَاذِيْ فَبِكَ اَعُوْذُ اَعُوْذُ بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَكَرَمِ جَلَالِكَ مِنْ
وَكَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ اَنَا فِيْ حِرْزِكَ وَكَنَفِكَ وَكَلَائِكَ
لَيْلِيْ وَنَهَارِيْ وَنَوْمِيْ وَقَرَارِيْ وَظَعْنِيْ وَاَسْفَارِيْ وَحَيَاتِيْ وَمَمَاتِيْ ذِكْرُكَ شِعَارِيْ وَثَنَاؤُكَ
دِثَارِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَنْزِيْهًا لِاَسْمَائِكَ وَعَظَمَتِكَ وَتَكْرِيْمًا لِسُبُحَاتِ وَجْهِكَ اَجِرْنِيْ
مِنْ خِزْيِكَ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَاضْرِبْ عَلَيَّ سُرَادِقَاتِ حِفْظِكَ وَقِنِيْ سَيِّئَاتِ عَذَابِكَ وَجُدْ
لِيْ مِنْكَ بِخَيْرٍ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ
عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ نے
جس وقت کہ ہارون رشید نے اونکے ساتھ کچھ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے نے اوسکی
برکت سے شر و آفت اعداسے اُنکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اُسکے نیچے واقع ہین سب مین نماز پڑھی ہے
پہلی مسجد جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہے مسجد سلمان فارسی کہلاتی ہے
اور جو اُسکے نیچے ہے اسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہین اور جو پہاڑ کی جڑ مین قبلے کی جانب
سب مساجد سے چھوٹی ہے اُسکو مسجد ابو بکر رض کہتے ہین وجہ نسبت ان مساجد کی ان
حضرات کی طرف خوب کھل کر نہین معلوم ہوئی مگر ظاہر مین واللہ اعلم ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انھین جگہون مین ٹھہرے ہونگے اور
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہوکر نماز پڑھی ہوگی پہلے ان مسجدون

سلہ یعنے مین شکر کرتا ہون تیرا شکر کرنے کہ جیسا کہ تونے رحمت کی مجھپر اور میرے اصحاب پر ۱۲

عمر بن عبدالعزیز نے بنایا بعد اُسکے طول زمان کی جہت سے جب یہ مساجد منہدم ہو گئیں تو سیف الدین حسین بن ابی الہیجا نے سنہ پانسو چھپن میں اوپر والی مسجد کی تجدید کی بعد اُسکے سنہ پانسو ستہتر میں دو مسجدیں اور بنائی یعنی بعد بنانے ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضیٰ کو سنہ آٹھ سو چھتیس میں امیر زین الدین ضیغم منصوری نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نو سو پانچ میں بعضے آدمیوں کو اوس کی تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی میں مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھ مسجد بنی حرام ہے بعضے روایات میں آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف لاکر نماز پڑھی ہے عمر بن عبدالعزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور بنا بسقف وستون بنائی تھی اب فقط ایک چار دیواری باقی رہ گئی ہے اور اوس گھاٹی کے قریب ایک غار ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوہ خندق میں اسکو رونق بخشی ہے بعضے اوقات وہاں شب باش بھی ہوئے ہیں طبرانی ابوقتادہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے آپ کو حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں نہ پایا ناچار اوس کوچہ کی طرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر لوگوں نے جبل ثواب کی طرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر چڑھ گئے اور داہنے بائیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے میں ہیں معاذ ہیبت سے وہاں چڑھ نہ سکے نیچے اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک آپنے سجدے سے سر مبارک نہیں اُٹھایا تھا ان کو گمان ہوا کہ شاید آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپنے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ آپکو سلام ارشاد فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمہاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کرینگے میں نے کہا کہ

اللہ تو اعلم و توانا تر ہے مین کیا جانون پھر جبرئیل علیہ السلام نے آکر بشارت پہنچا
پروردگار عالم و تقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمہاری اُمت کی ساتھ وہ
کرینگے جس سے تمہارا دل خوش رہے اور تمہاری آزاری کا سبب ہو مین نے یہ بشارت
سجدہ مین سر رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکرانہ ادا کیا اہل معاد حقیقی جانتے ہین کہ بندے کو
نزدیک کرین اون سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین یہ مسجد مساجد فتح سے پچھان
طرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک
ہے محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہین کہ ام مبشر ایک بی بی تھین بنی سلمہ سے حضرت
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے یہان تشریف لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا
کر کے لاتین آپ خوش فرماتے تھے کہ لوگون نے آپ سے حال ازواج مومنین کا
مین مورد اس حدیث کا اون کا جواب ازواج مومنین کا فرین مین وارد ہوئی ہے یہی
شریف تھی جب ظہر کا وقت آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ و
اوس مین تشریف لا کر نماز مین مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی الٰہی آئی
کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے کی طرف پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی
اور بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف منھ کر لیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کی طرف
کی اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت
ہین کہ ایک جماعت بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ
تحویل قبلہ اونکو پہونچی وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی
پھر گئے اس روایت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت
اس مسجد مین واقع نہین ہوا شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے
مسجد قبا اولی و احق ہے اسواسطے کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع
تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح دیتے ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد
کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے سے شام کی راہ پر جانے والے کے داہنی طرف کو پڑتی ہے
ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب ہے اصل بنا اسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے سند

ہونے کے بعد سنہ آٹھ سو پنتالیس یا چھیالیس مین بعضے اُمراے مدینۂ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے اور مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہو اسکی پچھان کی طرف مساجد فتح واقع ہین اور پورب کی طرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت مفرح اور مروح اور منور واقع ہے مدینۂ منورہ اور قبۂ مطہرہ حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان سے نظر آتا ہے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب پر نماز پڑھی ہے اور غزوۂ تبوک سے پھرتے ہوئے آپکا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہے حارث بن عبد الرحمٰن سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا بن کی زمین پر زباب نام اوسکو اوسنے جبل ذباب پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ واے تجھپر کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تو نے اوس شخص کو سولی دی بعد مروان کے اور بعد اُمرا نے بھی ایسا ہی کیا ہے آخر کو بعض سلف کے منع کرنے سے یہ بات منقطع ہو گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمۂ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق مین منصوب ہوا تھا اور خندق واقعۂ احزاب مین سلع کے پچھان کی طرف ثنیۃ الوداع تک اور مساجد فتح سے ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ مین واقع ہے اب خندق کا نشان باقی نہین سوا اوس جگہ کے جس کی لوگ زیارت کو جاتے ہین اور تبرک حاصل کرتے ہین اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہین شاید یہ امر اس جہت سے ہوگا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہ سے قریب ہے اور مسجد فسیح بہ فاو سین و حاے مہملہ یہ مسجد سیّد نا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کی طرف جبل احد کی جڑ مین واقع ہے کہتے ہین کہ آیۂ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ الآیہ[۱] اسی مسجد مین نازل ہوئی مطری کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے دن بعد قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے بھی موافق اس کے نقل کی ہے لیکن نماز خاص کی تعیین نہین کی واللہ اعلم اور مسجد عینین یہ مسجد مشہد سیّد الشہدا سے قبلے کی طرف واقع ہے اور اس جبل کو الرماۃ کہتے ہین کہ احد کے دن

---

[۱] اے لوگو جو ایمان لاتے ہو جس وقت کہا جاوے واسطے تمہارے کشادگی کرو بیچ مجلسون کے ۱۲

تیر اندازان لشکر اسلام اوسپر کھڑے ہوئے تھے اب بہت طرف سے یہ مسجد گر گئی ہے
ہین کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہہ برچھی لگی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت
مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر جبل عینین پر پڑھی تھی
کے پاس اور یہی روایت آئی ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام
مُصلّح وہان نماز پڑھی ہے اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین کے شامی کنارے پر واقع ہے
مطری کہتے ہین کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہہ وہی ہے اور وہ
نکلکر چلی جگہہ سے آکر وہین گرے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ رضی
اللہ عنہ بعد شہید ہو جانے کے بھی اسی جبل الرماۃ پر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم
سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھا کر جہان اون کی قبر شریف ہے لاکر
دفن کر دیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکر بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور مسجد السقیا
بضم سین مہملہ وسکون قاف ایک کوئین کا نام ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو
کرکے بعد وہان لیا اوس جگہہ نماز پڑھی ہے اور اہل مدینہ کے واسطے دعائے برکت کی ہے
اور بعضے علما نے اِس مسجد کا ذکر نہین کیا ہے اور اوس کی جگہہ مین متردد رہے ہین سید
سمہودی کہتے ہین کہ اِس جگہہ نعتین کی نکر تھے ہوئی یہان تک کہ زمین کے نیچے سے اوسکی
نیو نکلی اور مقدار آدھ گز کی ہر طرف سے اوس کی دیوار پیدا ہوئی تب لوگون نے
اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ
کی راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اون کو پہلے
اسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے تخمیناً سات گز چوڑی سات
گز لنبی ہو گی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق اللہ
مشرف ہوتی ہے سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہی کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی
مگر اُن مین سوائے طرف کے کہ اس اس طرف واقع تھین اور کچھ معلوم نہین ہوا اور ا

عہ عذرن کرنکن پہ منتہی الاخط نشان سپاہ ۱۲

بالفرض بعضے مواضع کے جہت کی تعیین بھی کیجاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت اور تردد کے کچھ حاصل نہوا اسواسطے اُنکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی علیہ الرحمۃ نے اُن سبکا ذکر کیا ہے واللہ الموافق اللہم صلے علی محمد و آلہ و صحبہ وسلم

باب ۱۲ وسوان ذکر مین بعضے کنوون کے جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا اور مشہور اور ماثور ہین کنوئین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے گر گئے ہین اور معدوم ہوگئے کہ اون کا کچھ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمۃ اپنی تاریخ مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوون کی آپ نے زیارت ہو اکی آپنے سات ہین بعضے علمانے اونکو نظم کیا ہے اس طرح پر کہ اشعار اِذَا رُمْتَ آبَارَ النَّبِیِّ بِطَیْبَۃٍ فَعِدَّتُھَا سَبْعٌ مَقَالًا بِلَا وَھَنٍ ﴿ اَرِیْسٌ وَ غَرْسٌ رُوْمَۃٌ وَبِضَاعَۃٌ ﴿ کَذَا بُصَّۃٌ قُلْ بَیْرَحَاءُ مَعَ الْعِھْنِ ﴿ اس تخصیص کی جہت سے اُن کنون کا ذکر مناسب ہوا بیر اریس بروزن جلیس ایک یہودی کی طرف سے منسوب ہے جسکا نام اریس تھا قریب مسجد قبا کے پچہان کی طرف واقع ہے پانی اوسکا شیرین اور لطیف ہے روایات متعددہ مین آیا ہے کہ حضرت سید الانس والجان صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لُعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہے اور مٹھاس اُسکی اِسی سے پیدا ہوئی ورنہ پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوئین کا نشان پوچھا ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس کنوئین سے پانی نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مین اپنا لعاب دہن شریف اُس مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوئین پر تشریف لاکر وضو کیا۔ اور موزون پر مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قضیہ بیر غرس پر واقع ہوا ہی واللہ اعلم اور جو کچھ بیر اریس کے باب مین صحت کو پہونچا ہے اور صحیحین مین آیا ہے یہ ہے

ملہ جب تو قصد کرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنوون کا مدینے مین پس شمار اونکا سات ہین بغیر شبہے کے بیر اریس ہے اور غرس ہے اور رومہ اور بیر بضاعہ ہے اور ایسا ہی بصہ کہ تو بیر حاء ساتھ بیر عہن کے کہا۔

کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کرکے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نپایا لوگون سے
کہ آپ ابھی وقت برآمد ہوکر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے قبا
آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیراریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہوکر دروازہ
پر چاردیواری جو بیراریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حوائج بشری سے فارغ ہوکر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ کنو
کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پاے مبارک کنوئین مین لٹکاے ہوئے بیٹھے
ہین مین سلام کیا اور پھر آن کر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین مینے کہا کہ آج
مین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھونکا مین نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابوبکر مین
نے ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کر لون پھر مینے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکر
رضی اللہ دروازے پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا کھول دو دروازہ
اور اونکو بشارت جنت کی دے مین نے ابوبکر رضہ کے پاس آکر اونکو بشارت جنت کی
دی پس ابوبکر رضہ اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھ کر اتباعاً
اونھون نے بھی کنوئین مین پانون لٹکا دیے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اور اپنے بھائی کا
منتظر تھا کہ اوسکو گھر مین وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ کاش
وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کیسی بشارت سے
مستبشر ہو اس درمیان مین عمر بن خطاب رضہ نے دروازہ ٹھونکا مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین
عرض کر لون پس مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر رضہ آئے ہین اور اندر آنے
کی اجازت چاہتے ہین فرمایا آدین اور اونکو جنت کی بشارت دی مین نے عمر رضہ کے
پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمر رضہ بھی اندر آئے اور بائین طرف حضرت کی
اوسی جگہ جاکر اوسی وضع سے پانون لٹکا کر بیٹھے پھر مین آکر دروازے پہ بیٹھا اس خیال

کرنیکی اجازت چاہی آ جانے کے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پہونچے اُن کی خبر مین پہونچائی
فرمایا آنے دیں اور بشارت دے انکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو انکے سر پر آنے والی ہے
مین نے عثمان رض سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت دیتے ہین جنت
کی ساتھ ایک بلا کے جو تمھارے سر پر آنے والی ہے عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور دیکھا کہ جس
رخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہین ادھر کی تنگی ہے تو دوسری
طرف مقابل اُن کے بیٹھے اور صحیح بخاری مین وارد ہے کہ انگوٹھی سرور انبیا صلے
اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے کے حضرت ابو بکر و
عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھون مین رہی اور بعد اُن دونون صاحبون کے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوئین پر بیٹھے
انگوٹھی انگلی سے بسبب عادت انکو ہاتھ مین پھرا رہے کہ دفعۃً انگوٹھی شریف کنوئین
مین گر گئی تین روز اسکو ڈھونڈوایا اور کنوئین کا پانی کھنچوایا لیکن ہاتھ نہ لگی اسکا نام
چاہ اریس تھا اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے
ہین کہ انگوٹھی شریف معیقیب کے ہاتھ سے کنوئین مین گری جو خادم تھے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا بارتکاب تاویل
و تجوز ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھ برس کے خلافت عثمانؓ
کے ہوا اوسی روز سے انکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمانؑ کا سا حال ہوا کہ
اوس کے گم ہونے کے وقت اون کے ملک مین خلل آگیا تھا ویسی ہی یہان بھی ہوا بعض
کہتے ہین وہ وہ کنواں تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور وہان
پر انکا حصہ لگا تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر سے اونکے ساتھ
خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار
کو مول لیکر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو بھی بیر اریس
کہا کرتے تھے واللہ اعلم اور بیر اریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوترکر اوس مین وضو کر سکتے
تھے سنہ سات سو چودہ میں اوس کنوئین کی تجدید ہوئی ابتک وہ مرجانے کی راہ ہی نہین ہے

اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہے کہتے ہین کہ ایک غلام تھا کسی رومی کا خبیث النفس
منافق اوسکا ایک باغ تھا اوسنے بقصد مٹا دینے آثار محمدی کے اوس کنوے پر جانے آنے
کی راہ بند کر دی اور عمارت کرا دی خذلہ اللہ و دمرہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال
بیراریس کا شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگا اب تو اوسپر عمارت بنی ہے اور اوس کے گرد
ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات سنہ بارہ اوناسی کی کہتا ہوں بیر غرس شیخ مجد الدین فیروزآبادی
کہتے ہین کہ غرس بفتح غین معجمہ و سکون را ہے بر منتے درخت ٹھلانے کے اور بعضون نے بہ فتح
را بروزن شجر کے بھی ضبط کیا ہے اور کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہے
کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین لیکن صواب وہی فتح پڑھنا ہے انتہی اور اب متعارف لوگون
مین ضم غین ہے وہ ایک کنوان ہے مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رخ کو قریب
آدھے میل کے اور غرس نام اون مواضع کا ہے جو اس کنوین کے گرد ہین اور یہ بہت
بڑا کنوان ہو وہ دردہ سے زیادہ اور کثیر الما ہے اور پانی اسکا کچھ سبزی مائل ہے
اور اوس مین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہے اور سنہ آٹھ سو باسی مین
اوسکی تجدید ہوئی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس
کنوے کے پانی سے وضو کیا ہے اور بقیہ وضو اوس مین ڈال دیا ہے اور ابن حبان ثقات
سے نقل کرتے ہین کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور
فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہو کہ اوس بیر کا پانی پیتے تھے
اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے ہین کہ کہا
اونھون نے کہ ایک روز آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آج رات کو دیکھا
کہ مین نے بہشت کے کنوؤن مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہے یعنی صبح کو ایک کنوے پر
پہونچا ہون کہ وہ کنوان بہشتی کنوؤن مین سے ہے پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوس مین ڈالا اور تھوڑا سا
شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا اور
ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی

کہ مجکو بعد رحلت کے سات قربے پانی میرے کنوے سے کہ بیر غرس ہے منگواکر غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربے پانی بیر غرس سے کہ جسکا بند دہان کسی نے نہ کھولا ہو منگواکر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام سے بھی منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی بھی اوس کا پانی پیا کرتے تھے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور بیر رُومہ بضم راے مہملہ وسکون واو اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہے مسجد قبلتین سے شمال کی طرف وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہے کہ تعریف مین نہین آتا حدیث شریف مین آیا ہے کہ نِعْمَ الْقَلِیبُ الْمُزَنِی[۱] اور مزنی وہی رومہ ہے جسکا کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کرکے تصدق کر دیا تھا نقل ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سُنی تو آدھا اوس کنوین کا سو اونٹ کے عوض مین لے کر تصدق کر دیا بعد اوسکے ہجوم خلایق کی جہت سے جو کنوین والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہو گیا اوس نے دوسرا آدھا بھی قدرے قلیل پر بیچ ڈالا اور ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَن یَشْتَرِی رُومَۃَ فَیَشْرَبُ رَوَآءً فِی الْجَنَّۃِ[۲] پس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کے تصدق کر دیا اور بغوی بشیر اسلمی سے نقل کرتے ہین کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ مین بہ کثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر مین بہت کم تھا یہان تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنوان تھا چشمہ دار اوسکو بیر رومہ کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مُد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص سے فرمایا

---

۱ کیا بہت اچھا کنوان مزنی کا ہے ۱۲

۲ جو شخص مول لیگا بیر رومہ کو پیے گا روا اوسکو جنت مین ۱۲

کہ تو اس کنوے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت مین ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال
اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال کے واسطے اسکے سوا کوئی اور
وجہ معیشت نہین ہو عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سُنی تو پینتیس ہزار درہم کو اوس سے
خرید کرکے مسلمانون پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل کرتے ہین کہ یہ کنوان ایک یہودی کا
تھا کہ اوسکا پانی مسلمانون کے ہاتھ بیچا کرتا تھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون لوگون کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی اور اوسکے مول لینے والے کو جنت
کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول
لے لیا جب یہودی کو اپنے حصّے کے تصرّف مین دقت ہوئی تو اوس نے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار
درہم کو بیچ ڈالا آور نسائی اور ترمذی روایت کرتے ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے ایام محاصرہ مین مفسدون سے فرمایا کہ تم کو مین خدا اور دین اسلام کی قسم دیکر
پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ مین تشریف لائے
اور مدینے مین سوا بیر رومہ کے اور پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لے لے اوس کو اللہ تعالے مثل اوس کے بہشت مین
عنایت کرے گا مین نے اوسکو مول لے لیا اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف
کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے
اوسکے واسطے جنت واجب ہو جاتی ہے مینے اوسکی تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی سُنکر اون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے ہین اور اسیطرح کی روایت صحیح مین
بھی آئی ہے اور اس کنوین کا وجود جاہلیت کے وقت سے ہے منہدم ہوگیا تھا سنہ
سات سو ستین کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور یہ جو بعض روایات مین آیا ہے کہ
مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَۃَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ[1] اِس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت مین بھی اوس
کنوین مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم آور بیر بضاعہ بضم باے موحدہ
مشہور ہے اور بعض حکایات کسرہ کے بھی کرتے ہین اور ضاد معجمہ اور بعضے صاد کہتے ہین

[1] جو شخص کھودے بیر رومہ کو پس واسطے اوسکے جنت ہے ۔

اور آخر مین اوسکے بین حمله ایک کنوان ہے باب شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اوس مین وارد ہے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جانے تو داہنے کو پڑتا ہے خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے اور ایک ڈول مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع اپنا لعاب دہن اوس کنوئین مین ڈال دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی برکت سے اللہ تعالے شفا سے عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پا جاتا تھا آور ابو داؤد آور ترمذی آور احمد وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آتا ہے اور حال یہ کہ اوس کنوئین مین کتون کا گوشت اور حیض کے لتے اور نجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی آور نسائی بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مین حاضر ہوا مین نے دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس پانی سے وضو کرتے ہین اور حالانکہ اوس مین بہت سی نجس چیزین ڈالی جاتی ہین فرمایا اَلْمَاءُ لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ آور سہل بن سعد روایت لاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ مین ڈالا اور اوس کنوئے کا پانی لوگون کو دیا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ سے نقل کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے بعد ہم بیر بضاعہ کا پانی تبرکًا پیتے تھے ایک بار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس مین بیر بضاعہ ہے کوئی کاٹ لے گیا مین نے اسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین کی آپ نے فرمایا کہ وہ محروم رہا پانی سے جو میوہ چرا لیجاتا ہو اسکے بعد اگر نقصان میوے

سلہ یعنے پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہے۔

مین پانا تو کہا بسم اللہ احسبنی رسول اللہ ابو اسید نے بحکم رسالت پناہی یہ کلمہ جو کہا تو
اوس غول بلیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر مجھے حضور جناب رسالت صلی
اللہ علیہ وسلم مین نہ لیجا تین اسکے بعد کبھی اس بستان مین نہ آؤن گا اور مین تجھکو ایک آیہ
سکھاتا ہون کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر والون کو کوئی رنج ومصیبت نہ ہوگی
اور وہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے یہ قصہ آکر حضور حضرت رسالت مین عرض کیا آپ نے
فرمایا کہ جو کچھ اوسنے کہا سچ کہا لیکن وہ جھوٹا ہے ہیثمی کہتے ہین کہ اس حدیث کے رجال ثقات
ہین اور بعضے اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہین واللہ اعلم اور آب بیر بضاعہ بعضے آدمیون
کے باغ مین پڑگیا ہے اوسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بصہ بضم بائے موحدہ وتخفیف
صاد مہملہ جنت البقیع کے قریب ہے جو شخص بقیع کی طرف سے شہر پناہ کی نیچے مسجد قبا جاوے
کنوان راستے داہنی کو پڑتا ہے ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لائے اور فرمایا تمہاری بیری
کچھ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک دھووین کہ آج جمعہ کا دن ہے ابو سعید
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا حاضر ہے اور مین نے لاکر عرض کی اور آپ کے
ساتھ بیر بصہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون
بیر بصہ مین ڈال دیا اور اس بیر بصہ مین سیڑھیان ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہے آب
بیر حا اس لفظ کو بہت طرح سے لوگون نے پڑھا ہے چنانچہ شراح حدیث نے اسکی تحقیق
کی ہے سب وجہون سے مشہور تر رائے موقوف وحائے مقصورہ کے ساتھ ہے اور ایک جا نام
ایک مرد کا ہے یا ایک عورت کا یہ کنوان اون کی طرف سے منسوب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جا
ایک مکان کا نام ہے جس مین یہ کنوان واقع ہے اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال
کی طرف قلعے کی دیوار سے بہت قریب ہے یہان تک کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد
سے اوس کنوئین پر جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات
وہان تشریف لاتے تھے اور اوسکے درختون کے سایے مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی

لہ بسم اللہ چلی رسول اللہ کے پاس ۱۲

نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اونکے نزدیک بیرحا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس مین تشریف لایا کرتے تھے اور اوس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور ابو طلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اُن کے ذوی الارحام مین تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اونسے لوگون نے کہا کہ تم نے صدقہ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خریدتا ہے حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ پہلے بنی جدیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک چھوٹے باغیچے مین واقع ہے اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اوسکا پانی شیرین ہے اور ہوا وہان کی فرحت انگیز ہے اور بیر عین بکسر عین مہملہ وسکون ہا عوالی مدینہ مین ہے مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف کے بستان کے بیچ مین اوسمین زراعت اور اشجار بستان وہ جگہ نہایت نظافت و لطافت رکھتی ہے سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم وہان تشریف فرما ہوئے ہین اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہے اور ذکر باقی آبار و اموال صدقات آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان باقی مساجد کا کہ بلاد متفرقہ مین آپ نے اون جگہون کو مشرف فرمایا ہے اور عیون اور اودیہ وغیرہا جو اس بلدہ طیبہ سے متعلق ہین تواریخ مدینہ طیبہ مین مسطور و مذکور ہین اختصار کی جہت سے یہان اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون طاہرہ مدینہ مطہرہ کہ آجکل جاری اور منتفع بہ ہے عین زرقا ہے کہ قبا کے نخلستان سے نکلی ہے مروان بن حکم نے اوس زمانے مین کہ مدینہ کا عامل تھا حضرت معاویہ کے حکم سے عین کو جاری کیا اور مدینہ منورہ مین لایا اور اوسکا پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے کہ اوسکا مزا بغیر چکھے معلوم نہین ہوسکتا اور از جملہ اودیہ جو مشہور اور متبرک ہے وہ وادی عقیق ہے کہ احادیث نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب مین اوس کا ذکر بے حد و حساب ہے چنانچہ اون مین سے کسی کا شعر یہ ہے شعر یا صاحبی ہذا العقیق فقف بہ ۞ متولہا ان کنت لست تولہ ۞ اور شیخ عبد الہادی سودی کہتے ہین کہ

یعنے اے رفیق میرے یہی مقام ہے عقیق پس ٹھہر جا یہان حیران دلشکستہ اگرچہ سرگشتہ نہین ہے ۱۲

اشعار ہیں اَعَقِيقُ وَدَّعَ حَنِينَكَ مُطْلَقٌ ، فَقَدْ بِهَا أَحْسَنَ السَّيِّدُ الْمُطْلَقُ ، فَقَدْ بِهَا رَبِّي قَدْ [illegible] الحوض ، وَقَدْ فِي بَحْرِهِ وَشَتَّى بِي مُطْلَقٌ ، عبد السلام بن یوسف کہتے ہیں اشعار [illegible] أَيُطْلِقُ الْعَقِيقَ سَلَامَكُمْ ، وَإِنِّي أَسْهَرُ دِينِي بِالْفِرَاقِ وَنَامُوا ، فَتَكَلَّمْ تَكَلَّمْ عَلَيَّ فَقُمْتُمْ وَصُدُّوا فَكُلُّ ، الْعَذِيبِ وَهُوَ حَرَامُكُمْ ، اور حدیث صحیح میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے سنا کہ وادی عقیق کی شان میں فرماتے تھے کہ آج کی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْعَقِيقِ اور دوسری حدیث میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اَلْعَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انھوں نے کہ میں ایک وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی عقیق میں گیا آپ نے فرمایا اے انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی سے بھر کر لا کہ میں اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہوں فرمایا کہ میں جنگلی جانوروں کا شکار کرتا تھا اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیہ بھیجتا تھا ایک روز آپ کے حضور میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا تم کہاں گئے تھے میں نے عرض کیا کہ شکار کھیلنے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے جانتے تو تمھارے ساتھ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور اصل سیلان وادی عقیق کا مدینہ منورہ کے قبلے کی طرف سے ہے قبا کے اور اوسکے درمیان میں ایک دن کی راہ کی مسافت ہے بلکہ زیادہ کی اور وہاں سے ذو الحلیفہ کی طرف ہو کر جرف کے غرب کی طرف پہونچکر مدینہ منورہ میں پہونچا ہے اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی کے جو حکایات نقل کرتے ہیں وہ عجیب غریب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم واتم

ملہ اور وادی عقیق میں اوس حال میں آنسو میری آنکھ سے رواں ہوں جبتک ظاہر ہوئی خوبی تا [illegible] عقیق شکار کیا مجھے ان میں آہوے کشادہ چشم نے گرفتار ہو گیا میں اوس سے اور حال یہ ہو کہ اشتیاق میرا [illegible] ملہ او پر رہنے والوں بطن عقیق کے سلام ہو تم پر اگرچہ اونھوں نے جگایا مجھ بسبب جدائی کے اور خود سولے ظاہر کیا تم نے سوتے میں اونکھ الا کہ یہ خواب خیال ہوا اور حلال کیا تم نے عذاب کو اور حرام کیا وہ عذاب [illegible] ملہ نماز پڑھ اس وادی عقیق میں ۱۲

ملہ وادی عقیق وادی مبارک ہے ۱۲

باب گیارھوان ذکر بعضے مقامات متبرکہ مین جو مکے اور مدینے کے راہ مین ماثور مشہور ہین علماے سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد جو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات و اسفار مین مشہور رہا تو رہین جمع کیا لیکن اب اون مین سے اکثر مجہول و مبہم ہوگئے ہین اون مین سے بعضے کا کچھ پتا اور نشان ملتا ہے کہ لوگ اون کی زیارت سے مشرف ہوتے ہین اور جو کچھ اِن اوراق مین ثبت ہوتا ہے وہ ذکر ہے اون بعض مساجد کا جو کہ مدینے کی راہ مین واقع ہین ایک مسجد ذی الحلیفہ ہے کہ بعضے مناسک والے اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم دونون مرتبہ مکے جانے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسری مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ مین ایک درخت سمرہ کے سایے مین بیٹھے ہین اور وہان نماز بھی پڑھی ہے اور شب باش ہوئے ہین اور اوسی جگہ سے احرام باندھا ہے آپ میقات و محل احرام مدینہ والون کا بھی ذی الحلیفہ ہے اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی سن آٹھ سو اسٹھ مین اوسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیچ والے ستون کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا سطری کہتے ہین کہ اس بڑی مسجد سے قبلے کی طرف ایک چھوٹی مسجد اور ہے ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس مین نماز پڑھی ہو سمہودی کہتے ہین کہ اِس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت اوس جگہ تعریس؎ فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور بھی حدیث صحیح مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تشریف لیجانا آنجناب علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہے اور تشریف لانا معرس کی راہ سے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پہونچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریس فرمانے کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد شرف الروحا ہے روحا ایک جگہ ہے کہ اوس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان مین اکتالیس میل کا فاصلہ ہے

؎ تعریس کے معنے مسافر کا آخر شب مین آنا آرام کرنے کو ۱۲

اور صحیح مسلم مین چھتیس میل لکھے ہین اور اوس سے آگے مدینۂ منورہ کی جانب وادی سیالہ ہے اور اس شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنے طرف پڑتی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ نے اوسمین نماز پڑھی ہے اور وادی سیالہ مین بعد زمان سعادت نشان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمارتین بن گئی تھین اور چشمے وغیرہ جاری ہوگئے تھے اور نہایت آبادی ہوگئی تھی والی مدینۂ منورہ کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی رہنے والون کے بہت سے اشعار واخبار صفحۂ روزگار پر اتبک باقی ہین اور ابتک اوس جگہ بعضے آثار عمارت بھی پائے جاتے ہین اور قافلے کے گذرگاہ پر جو پرانی قبرین نظر آتی ہین وہ اہل سیالہ کا قبرستان تھا سمہودی کہتے ہین کہ لوگ اون مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہین شاید مزارات اہل بیت ہونگے جو ظلم سے شہید ہوگئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہے اور اس وادی کو وادی بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس زمانے مین اوس دیار کا اور اوس دیار والون کا رسم واسم بھی باقی نہ رہا اور سیالہ والے سب سبیل فنا مین آگئے اوس جگہ ایک پہاڑ ہے اسکو جبل ورقان کہتے ہین اور عرق الظبیہ بھی بولتے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوے مین کہ غزوہ بدر ہوا تھا جب روحا مین عرق الظبیہ کے پاس پہونچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس جبل ورقان کا نام کیا ہے اسکا نام حمت ہے بفتح حا وسکون میم بعد اوسکے آپ نے دعا کی اور فرمایا اللھم بارک فیہ وبارک لاہلہ فیہ[1] بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی کا نام کیا ہے اسکا نام سجاسج ہے اور یہ وادی جنت کے اودیے سے ہے مجھسے پہلے اس مین ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے اور موسی بن عمران علی نبینا وعلیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبائے قطوان پہنے ہوئے تھے اور ناقہ ورقا پر سوار تھے اور قیامت قائم نہوگی جبتک کہ عیسی بن مریم بھی بقصد حج یا عمرے کے اس وادی کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے ہین کہ سفر مین تزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اے اللہ برکت دے اِس مین اور برکت دے اسکے رہنے والون کو اس مین ۱۲ منہ

کے ابوا دسے ہیں اس روحا میں ہے اور وادی روحا میں ایک مسجد ہے پہاڑ کے کنارہ پر جو
مدینے سے مکے جانے والے کے داہنے پڑتی ہے اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہیں سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس میں نماز پڑھی ہے اور وہان پر ایک جگہ خاص ہے اوسکو مناخ
کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہان اُترے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہان پر ایک درخت ہی جب حضرت عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ میں ڈال لیتے اور
اور فرماتے کہ رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جب راستہ اس مسجد تک پہونچے تو
تو وہ راہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے
تھے بائین کو رہتا ہے زمانہ قدیم میں وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہیں اسواسطے
کہ انبیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ
سے تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ میں ایک کنوان ہے اوسکو بیر السقیا کہتے ہیں
ایک پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے جسکا نام ہرشا ہے اب اس زمانے میں دوسری راہ جو
اس راہ کے داہنی طرف ہے وہی جاری ہے اور علما سیر نے گئے اور مدینے کی راہ
میں بہت سے مساجد ومشاہد نبویہ ذکر کئے ہیں لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہو چکین
کسی کے آثار و علامات باقی نہ رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار
ہدایت وعنایت سے منور ہیں یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان سب پہاڑون اور وادیون پر
انوار جمال محمدی اور ظہور کمال احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر وباہر ہے کہ جسکی نہایت نہیں
اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان سب جگہون میں کوئی ذرہ ایسا نہیں جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو اور
وہ جمال بہجت مآل سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہ ہوا ہو بیت
ہر زمین کہ نسیمے ز زلف او زدہ است ؛ ہنوز از دم آن بوی عشق می آید ؛ مسجد بدر ایک
وادی کا نام ہے جہان پہلا غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان

---

۱ یعنی یہ اوترنے کی جگہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲

۲ یعنی ایسا ہی میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲

اور شوکت مسلمین نے ترقی پائی اور کافرون کو خواری و ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اوسکی کتاب غزوات مین لکھی ہے وہان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش[1] بنایا تھا بعد اوسکے اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہے اور بدر کے بڑے مقامات متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوہ شریف مین شرف شہادت کو پہونچے اور از ایک عجیب غریب بات یہ ہے کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور اس بات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے کی سی آواز ہونا بے اصل ہے کچھ ایسا سبب ہے کہ ہوا وہان پیچ کھا کر آواز پیدا کرتی ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہے کہ ہمکو معلوم نہین ہوتا واللہ اعلم بالصواب سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجد مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملہ مساجد نبویہ جو کہ معظمہ مین معلوم متعین ہین مسجد خلیص ہے بضم خاے معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے پر ہے وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اور وہان پر ایک مسجد تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی اور سن نوسو اٹھانوے مین سلطان روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری کیا اور سمہودی علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہے حرۃ عقبہ مین جو اصل قریہ سے تین میل پر واقع ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین بھی کہ خلیص سے مدینہ منورہ کی طرف دوسری منزل راہ سے داہنی طرف ایک مسجد ہے اور خیمہ ام معبد بھی قدید مین تھا جس مین زمان ہجرت مین حضرت علیہ الصلاۃ والسلام مع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے اور معجزہ سے دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد سرف بفتح سین مہملہ وکسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہے یہ ایک مسجد ہے تنعیم کی راہ سے مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر شریف وہین ہے اور تزوج وزفاف بھی اونکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم تنعیم ایک جگہ کا نام ہے کہ مکہ معظمہ سے لوگ جاکر عمرے کا احرام وہین سے باندھ آتے ہین سمہودی کہتے ہین کہ

[1] عریش اوس جگہ کو کہتے ہین جسکو کھجورے وغیرہ کی شاخون سے ڈھانپ دیتے ہین ۱۲

کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین ہین اور ایک مسجد تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنھی اور اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور بمسجد عائشہ ہے رضی اللہ عنہا کہ اوُنھون نے حجۃ الوداع مین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہ جگہ نہایت مشہور ہے حاجت بیان کی نہین ہے لکھنی اور مسجد ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہے شہر مکہ معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لانے کے وقت وہین اُترے تھے اور وہین شب باش ہو کر صبح کو مکہ معظمہ مین داخل ہوتے اور مصلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برکہ غلیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین ہے واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین مشہور

و معروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والون پر سلام کرتے تھے اور اون کی مغفرت اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر لاہل بقیع الغرقد[1] اور دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ایک رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ کسی اور بی بی کے گھر مین تشریف لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہو لی یہان تک کہ آپ بقیع مین پہونچکر اور بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اُٹھائے بعد اسکے وہان سے پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے پہونچکر لیٹ رہی آپ نے اثر اضطراب ملاحظہ فرما کر مجھ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہے اتنی گھبراہٹ اسوقت تم مین کیون ہے مین نے حقیقت حال کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے اپنے آگے آگے دکھائی دیتی تھی تمھین تھین مین نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان ہوا کہ اللہ و رسول تجھپر حیف کرینگے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی سے کچھ چھپا نہین رہ

[1] السلام علیکم گھر قوم مومنون کے اور دیا تمکو جس چیز کے تم وعدہ دیے گئے تھے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین الٰہی اللہ بخشدے بقیع غرقد والون کو ۱۲

جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہو لیکن میں کیا کروں مجھ سے یہ امر بمقتضائے بشریت ہوا آپنے فرمایا کہ جبرئیل نے آکر دروازے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھ سے بات پوشیدہ رکھی میں نے بھی تجھکو اطلاع نہ کی اور عادت جبرئیلؑ کی یہ ہو کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے دور کرتی ہو تو وہ گھر کے اندر نہیں آتا اور مجھکو یہ گمان ہوا تم سوتی ہو میں نے نہ جگایا کہ تم خوفناک نہو جاؤ میرے پاس وحی لایا کہ اے پیغمبر تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ اہل بقیع پر جاکر انکے لئے استغفار کر الفاظ دعا کے روایت نسائی میں اسطرح پر آئے ہیں کہ (السلام علیکم دار قوم مومنین اتاکم ما توعدون غدا موجلون و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون) اور بعضی روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ (اللہم لاتحرمنا اجرہم ولا تفتنا بعدہم) اور روایت بیہقی میں آیا ہے کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات میں واقع ہوا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ (السلام علیکم اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر) اور حضرت ابی مویہبہ مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دن آدھی رات کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگا کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ بقیع میں جاکر اہل بقیع کے واسطے استغفار کروں پس میں بھی حضرت کے ساتھ ہو لیا حضرت بقیع میں پہونچکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا (السلام علیکم یا اہل المقابر لیہن لکم ما اصبحتم فیہ مما اصبح الناس فیہ اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم یتبع اخرہا اولہا والاخرۃ شر من الاولی) بعد اسکے فرمایا کہ اے ابا مویہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی کنجیاں لائے اور مجھکو مخیر کیا اسبات میں کہ چاہوں ہمیشہ دنیا میں رہوں اور چاہوں اللہ تعالےٰ سے ملاقات کروں میں نے اللہ تعالےٰ کی ملاقات اختیار کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خزائن دنیا کی کنجیاں لے لیجیے بعد اسکے داخل بہشت بریں ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا مویہبہ میں اپنے پروردگار کا لقا چاہتا ہوں یہ فرماکر بقیع سے پھرے اور سر مبارک میں درد لاحق ہوا پھر وہ درد نہ چھوٹا یہانتک کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور بھی خبر میں آیا ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد

لہ یعنی ہمارا تمہارا کل ملنے کا وعدہ ۱۲ ؎ اے اللہ میرے نہ محروم کر ہمکو انکے اجر سے اور نہ فتنہ میں ڈال ہمکو بعد انکے ۱۲ ؎ یعنی سلام اوپر اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہم سے آگے ہو ہم بھی تمہارے بعد آتے ہیں ۱۲ ؎ یعنے سلام تمہارے اوپر اے اہل مقابر مبارک ہو وہ چیز جسمیں تم ہو اس چیز سے جسمیں آدمی ہیں آپہنچے ہیں فتنے جیسے ٹکڑے اندھیری رات کے ایک پیچھے دوسرے کے اور پچھلا پہلے سے بدتر

اور تین بار فرمایا السلام علیکم اہل القبور اور بھی فرمایا آرام سے رہو اے اس جہان سے گذرنے
والو پہنچ گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمھارے بعد آنے والے ہین بعد اسکے اصحاب
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ یعنے اس جہان سے گذر جانے
والے تمسے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا یہ ایمان لائے
ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کیا ہے ہم بھی
اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے کوچ کر گئے ہین ہم بھی کوچ
کر جاوینگے پھر ان لوگون کو ہم پر زیادتی کیا ہے آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے
اور انھون نے اعمال حسنہ کے عوض مین کچھ دنیا مین تمتع نہین ہوا اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا
کام کروگے اور کیا نئی بات تمھارے درمیان مین اٹھے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کی طرف تشریف لیگئے اور فرمایا السلام علیکم
دار قوم مومنین و انا انشاء اللہ بکم لاحقون اور فرمایا ہے کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہین ہین فرمایا تم ہمارے
اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوینگے اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے
ہین و انا فرطہم[1] ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ آپ کی امت سے آپکے
بعد دنیا مین آوینگے اور آپنے اونکو نہین دیکھا آپ اونکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم بھی دیکھے
پانچ کلیان اور چکلیان گھوڑے ہون تو آیا وہ شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے
پہچان نہین سکتا امت میری قیامت کے دن سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤن چکلیان گھوڑون سے
ہونگی اور یہ سفیدی منھ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف
مین آیا ہے کہ مقبرۂ بقیع سے ستر ہزار آدمی اٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منھ اونکے ایسے
ہونگے جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد
نہین مانتے تھے اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے تھے اور دوسری روایت مین گنتی ایک لاکھ کی وارد
ہوئی اور آتا ہے اور اونمین زیادہ ہے کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور مداوات نہین کرتے تھے اور حضرت

[1] فرط جو شخص علاج حوض کے واسطے آگے جاوے ۱۲ ق

مصعب بن ثابت نے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک دن بقیع کی طرف سے مدینہ منورہ کو جاتے تھے اور اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام اوسکی نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا یہی ہے یہی ہے مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تو نے یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہے اوس شخص نے کہا کہ اس مقبرہ کا ذکر میں نے توریت میں پڑھا ہے اور ان دونوں سنگستان کے اندر ایک ہوگا محفوف نخیل نام اوسکا گفتہ ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھیں گے بدر منیر کی شکل میں اور ایسی ہی خبریں مقبرہ بنی سلمہ کی شان میں بھی وارد ہیں اور بقیع کے دفن ہونے والوں کے فضائل میں اور اسباب ہیں کہ وہاں دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت میں کہ جو شخص یہاں مرے اور دفن ہو حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہیں احادیث اور آثار و اخبار بہت سے وارد ہوئے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے زمین سے اوٹھیگا وہ انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بعد اون کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از ان حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل بقیع بعد اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث میں آیا ہے کہ باعد الحرمین بعث من الا منین اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہیں کہ جنکی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرہ بقیع ہے دوسرا مقبرہ عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ مقبرہ بقیع پر ملائکہ موکل ہیں کہ جب بقیع مردوں سے بھر جایا کرے تو کنارے پکڑ کے تمام کر جنت میں جھٹک دیا کریں اور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع میں مدفون ہیں وہ حصر سے باہر ہیں اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یا بعد آپکے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہیں اور اس مقبرہ شریفہ میں مدفون ہیں اونکا حصر علما نے کیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں

ملہ مقبرہ بنی سلمہ مدینہ منورہ سے پچھم کی طرف جبل سلع کے نیچے مساجد فتح کی راہ کے داہنے پر منزل بنی حرام کے نزدیک ہے جیسا کہ ذکر مساجد میں معلوم ہو چکا ہے اور اس زمانے میں وہ مقبرہ منہدم ہو گیا ہے اور اب کسی کو وہاں دفن نہیں کیا جاتا ۱۲

ملہ۲ جو شخص مریگا کسی حرم میں ان دونوں حرموں میں سے قیامت کو اوٹھایا جایگا امن میں ۱۲

کہ تعداد دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ میں اس جہان فانی سے گذرے اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علماء تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہے اور غالب یہ ہے کہ قبور ان حضرت کے بعینہ معلوم نہیں مگر بعضوں کے قبور شاید بہت معلوم ہوئی ہونگی کہ فلانی طرف کو دفن ہیں اسواسطے کہ عہد سلف میں بنا ہی قبور اور کتابت کا متعارف نہ تھی اسی جہت سے اونکے نشان مٹ گئے اور اس زمانے میں جو بعض قبور اور قباب کے لوگون نے تعیین کی ہے ظن غالب پر نظر کر کے ہوگی یا بعض روایات وارد اس باب میں پائے ہون گے والا حقیقت حال وہی ہے جو ہم پہلے کہہ چکے اسی طرح کہا ہے سمہودی نے واللہ اعلم **فصل** اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ میں جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے معروف ہیں قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہے اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ میں اول من دفن فیہا ہیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو بقیع میں دفن کرو تا کہ ہمارے واسطے اس باب میں ایک سلف ہو اور فرمایا نعم السلف سلفنا[۱] عثمان بن مظعون اور اوس زمانے میں درخت غرقد بقیع میں بہت تھے اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے ہیں پس اون درختوں کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہے جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہے اور خبر میں آیا ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہیں جس نے سارے مہاجرون سے پہلے انتقال فرمایا اور جب اون کا انتقال ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت رسالت میں عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کریں فرمایا بقیع میں پھر فرمایا کہ لحد بنادیں اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے وہ پتھر کو اوٹھا کر اونکے قبر شریف کے پائتی نصب فرمایا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سرہانے کی طرف رکھا نقل کرتے ہیں کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون

---

[۱] بہتر سلف سلف ہمارا عثمان بن مظعون ہے ۱۲

رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوس نے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہاں سے نکال کر پھینک
دینا اور کہا میں نہیں چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ جس سے وہ
ممتاز و معین رہے بعض امیروں نے اس امر میں اوس پر ملامت کی اور کہا کہ تو نے یہ کام بہت برا کیا
جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر رکھا ہوا تھا
تو نے اوٹھوا ڈالا اوس نے کہا اب حکم ہمارا نہیں پھرتا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اوس
پتھر کو اوس نے وہاں سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر
اور ابو داؤد رحمہ بروایت جیدہ لاتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ ایک پتھر بہت
بڑا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین
شریف کو چڑھا کر حملہ کر کے اوس پتھر کو اوٹھا کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے
رکھدیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو میں اپنے بھائی کے قبر کی علامت ٹھہراتا ہوں تاکہ جو کوئی
اہل بیت سے انتقال کرے میں اوسکو اسی جگہ دفن کروں اور قبر شریف حضرت عثمان بن
مظعون رضی اللہ عنہ کی دولتسرائے سلطان کونین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی اگر
کوئی شخص اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر بے حجاب دولتسرا پر پڑتی تھی جب
سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف چھ مہینے
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے بقیع میں عثمان بن مظعون کے پاس
میں دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت میں ہوگی کہ رضاع اوسکا تمام
کرے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور پہلے اس سے کسی قبر پر پانی
نہیں چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جب دفن سے فارغ ہوئے فرمایا
السلام علیکم اور بعد اسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع میں ہوگئی ہر گروہ نے ایک
ایک بقیع کے گوشے میں اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرا لیا یہانتک کہ سارا بقیع الغرقد جاے مقابر مسلمین ہوگیا
قبر رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونھوں نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الحق بسلفنا عثمان بن مظعون اونکو بھی وہین دفن کیا قبر مین آیا ہے
کہ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ اونکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے اونکو اور رونے دے جو کچھ ہاتھ اور زبا
ن سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور گریہ بے نوحہ منع نہین روایت ہے کہ حضرت
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے آنسوؤن کو اونکے چہرے مبارک سے پونچھتے تھے
اور مشہور یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے وقت مدینہ
منورہ مین تشریف نہ رکھتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی تیمارداری کے واسطے مدینہ
منورہ مین چھوڑ کر غزوہ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
بشارت فتح غزوہ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے
ہین اور اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا
تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہے وفات حضرت ام کلثوم رضی سے ہوگی یا وفات حضرت زینب سے جو
آٹھوین سن مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات ہے کہ ان صاحبزادیو
ن کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے آس ہی پاس ہونگی اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت او
نکی قبر کے پاس پتھر رکھتے وقت فرمایا تھا کہ ادفن الیہ من مات من اہلی[2] اور اس مقا
م اسی جگہ کے قریب ایک قبہ ہے اوسکو قبہ بنات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین
اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان بھی بروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
اور سیدنا ابراہیم وسیدنا عثمان بن مظعون کے پاس ہین مدفون ہین اور اس روایت کے سوا

[1] تو بھی مل ساتھ ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے ۱۲

[2] دفن کرونگا مین اسکے پاس جو کوئی میرے اہلبیت سے انتقال کرے گا ۱۲

اور روایات بھی اسکے موئد آئے ہین مہمودی کہتے ہین کہ بس اس زمانے مین جو قبہ کہ فاطمہ
بنت اسد کے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبے سے اوتر کی طرف مشہور ہے صحیح نہین ا
اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق اسکے ذکر کیا ہے اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت
سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایسی محبت و عنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول
تھی بقیع سے اتنی دور دفن کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے
وقت فرمایا تھا ادفن الیہ من مات من اہلہ اور جبکہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ حقیقت مین داخل بقیع نہین ہے اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب
ہے اوس سے بھی دور ہے پس دفن اونکا نہایت بُعد مین ہوگا اور حضرت محمد بن علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا
وقت نزدیک پہونچا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہوجاوے
تب ہمکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا پس آپ نے فرمایا کہ اوس جگہ مسجد کی جگہ پر جسکو
اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودین اور لحد بناوین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہوئے
تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد
اوسکے پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن مین اس پیراہن کو داخل
کردو بعد اوسکے اوکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص منغطہ
قبر سے ایمن نرہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ولا القاسم یعنے آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی ایمن نہین ہے باوجود اس بات
صغرسن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا ولا ابراہیم یعنے قاسم کا حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم
جو قاسم سے بھی چھوٹے سن مین اس جہان سے گئے ہین وہ بھی ایمن نہین رہے اور حضرت
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ
مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا
فرمایا اٹھو اپنی مان کی طرف چلین پس آپ کھڑے ہوگئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہوگئے

لہ مین قبر کردن گا اسکے پاس جو کوئی مرے گا میرے اہل بیت سے ۱۲

دیکمال خشوع و خضوع سے بصفت کاہم علی رؤسہم الطیر آپکی ملازمت مین روانہ ہوئی جب آپ
ادنکے دروازے پر پہونچے تو پیراہن شریف اپنے بدنِ مبارک سے اوتارکر عنایت فرمایا کہ بعد
غسل دینے کے یہ پیراہن شریف اون کے کفن مین لگادو پھر جب اونکا جنازہ باہر نکلا آپ نے
اونکے جنازے کا پایہ اپنے دوشِ مبارک پر لے لیا اور سارے راہ مین کبھی اگلا پایہ جنازہ کا
اور کبھی پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پہونچے تو آپ اونکی قبر مین اوترکر لحد مین لیٹ گئے
پھر باہر برآمد ہوکر فرمایا کہ اوتارو انکو قبر مین بسم اللہ و علی اسم رسول اللہ پھر بعد اون
دفن کے اونکی قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا جزاک اللہ من ام وربیبۃ خیرا فنعم الام ونعم
الربیبۃ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنے آپ سے دو چیز
فاطمہ بنت اسد کے باب مین ایسی دیکھین کہ کبھی کسی کے باب مین نہین دیکھین ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی
قمیص مبارک سے اونکو کفن دیا دوسری یہ کہ اونکی قبر مین اوترکر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے
اونکے کفن دینے سے یہ غرض تھی کہ ہرگز آتش دوزخ اونکے بدن کو مساس نکرے اور مقصود اونکی
قبر مین لیٹنے سے یہ تھا کہ حق تعالیٰ اونکی قبر کو وسیع کردے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی
اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد ابو طالب کے
میرے ساتھ سوا فاطمہ بنت اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنے والا نہ تھا مین اونکو پیراہن اپنا
پنہایا تاکہ حلہ ہاے بہشت اوسکو نصیب ہون اور انکی قبر مین لیٹا تاکہ وہ بلای قبر سے خلاصی
پاوین اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ
عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اونکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا
کہ یا امی بعد امی اور بہت سی آپ نے اونکی تعریف فرمائی اور اپنے پیراہن سے اونکا کفن
کیا بعد اسکے اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے
کو حکم دیا جب وہ لوگ حسب الحکم کھودنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے قبر مین اوترکر لحد اپنی
دستِ مبارک سے بنائی اور خاک اوسکی اپنی ہی دستِ مبارک سے باہر نکالی پھر اوس لحد مین آپ لیٹے اور

۱؎ جزادے اللہ تعالیٰ تجھے ماں اور دعا یہ پالنے والے نے خیر کی پس بہتر ماں اور بہتر دایہ پالنے والی ۱۲ —

۲؎ اے میری ماں بعد میری ماں کے ۱۲

فرمایا اللہم انت الذی تحیی وتمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک
والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین پھر اونہوں نے چار تکبیریں پڑھیں اور لحد میں اونہیں لٹایا اور عباس
اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی اوس کام میں آپ کے شریک تھے اور عبدالعزیز بن عمر سے
روایت آئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی کی قبر میں نہیں اوترے سوا پانچ شخصوں کے
جن میں تین عورتیں دو مرد ہیں ایک قبر خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا ہے کہ مکے معظمہ میں ہے اور
چار قبروں میں جو مدینہ طیبہ میں ہیں اوس میں سے ایک قبر اوس لڑکے کی ہے جو حضرت خدیجہ
کبریٰ رضی اللہ عنہا کا تھا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنی کنار تربیت میں پرورش
فرمایا تھا دوسری قبر عبداللہ مزنی کی ذوالبجادین کہتے ہیں تیسری قبر حضرت ام رومان والدہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد کی رضی اللہ عنہم اجمعین قبر
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انکی قبر شریف بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی قبر کے پاس ہے ابن زبالہ حمید بن عبدالرحمن سے روایت لاتے ہیں کہ جب وقت رحلت
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قریب پہونچا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
اونسے کہلا بھیجا کہ اگر تمھارا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائیوں ابوبکر و عمر
کے پہلو میں دفن ہونیکو چاہتا ہو تو ویسا ہی کیا جاوے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
شکر بجا لایا کہ میں نہیں چاہتا کہ گھر کو تمھارے تنگ کروں میرے اور عثمان بن مظعون کے
درمیان میں عہد تھا کہ ہم تم دونوں ایک ہی جگہ گڑیں گے پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا نے فرمایا کہ بعد انتقال عبدالرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھو لوگوں
نے ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی سنتے ہیں کہ حجرہ مبارک میں ایک قبر کی جگہ خالی
ہے اور بعضی روایات میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اوس جگہ
دفن ہونگے اسواسطے حکمت الٰہی مقتضی اسبات کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہو سکا چنانچہ مشہور
اخبار پڑا ہے قبر سعد ابن ابی وقاص ابن وہبان سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت سعد

لہ یا اللہ تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کہ نہیں مرتا بخشدے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور وسیع کر دے اونکی قبر کے داخل ہونے کی جگہ کو بحق اپنے نبی کے اور نبیوں کے جو پہلے مجھسے گذرے ہیں کیونکہ تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے ۱۲

ابن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ مجھکو بقیع میں لے گئے اور بعضیں بھی اپنے ساتھ لے لیں جب کوچہ شاخیہ شعر تیہ اور عقیل بن حبان عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر سے ہو کے پیچھے مجھکو ایک قبر کھودنے کا حکم دیا میں حکم بجا لایا پھر اونکے وہ بعضیں جو ساتھ لے گئے تھے انھوں نے اوس جگہ گاڑ دیں اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے یہیں دفن کریں ابن ہقان کہتے ہیں کہ میں نے بعد رحلت فرمانے سعد بن وقاص کے اون صاحبزادوں کو اوس جگہ کے نشان دیے ہیں پس وہ وہیں دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر عبداللہ بن مسعود ابن سعد اپنے طبقات میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کریں اور دوسری روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں سن بتیس میں انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے اور بعضے اخبار میں آیا ہے کہ اونکا انتقال کوفہ میں ہوا سن چھتیس میں واللہ اعلم قبر ابن حذافہ السہمی یہ مہاجرین اولین سے ہیں اور اصحاب بدریین سے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے احد کی لڑائی کے دن ایک زخم اون کے کاری لگا کر سبب اوسکے سن تین میں شوال کے مہینے میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اون رحلت فرما حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی میں ہوا لیکن شعبان کے مہینے میں قبر سعد بن زرارہ اونھوں نے ہجرت کے پہلے سن میں مسجد نبوی کے بننے کے وقت رحلت کی تھی قبر اونکی زد ما بین ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک پس چاہیے کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر سلام کریں اور سیدنا ابراہیم کے قبہ شریفہ میں دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسماء شریفہ بھی لکھے ہوتے ہیں لیکن وہ دو قبریں جو ان دونوں قبوں کے اندر حادث ہوئی ہیں کچھ اصل نہیں رکھتی جیسا کہ سمہودی نے کہا ہے واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ الزہرا بنت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی تعیین میں اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آتے ہیں جیسا کہ حلیہ کمال آپکا آپکی حیات میں چشم اغیار سے

چھپا تھا ویسا ہی جمال عصمت آپکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ آپکی وصیت کے موافق
آپ کے انتقال اور دفن کی خبر کسی امیر و فقیر کو نہیں دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ میں سوا
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو
دفن ہوئیں سلام اللہ علیہا بعضے اس طرف گئے ہیں کہ قبر مطہر اونکی بقیع میں ہے اوس جگہ جہاں
سارے اہل بیت نبوت آرام کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اونکو اونہیں کے گھر میں دفن کیا اور
وہ گھر کہ مسجد نبوی میں داخل کر دیا گیا ہے اور بھی اقوال آئے ہیں کہ اون میں سے بعض کی
عبارت جہت سے قریں ہیں آخر کلام میں اشارہ کیا جائے گا اور سمہودی نے اپنی تاریخ میں
اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح اور تضعیف بعضے اقوال کی کی ہے اور ظاہر
کلام کے نزدیک مختار قول اول ہے واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سے روایتیں اثبات میں
نقل کرتے ہیں قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاتے ہیں کہ وہ
فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ یا خیمہ دار عقیل میں ہے
جو شارع ہے بقیع میں اور دوسری روایت آئی ہے کہ دلالت کرتی ہے اثبات پر کہ بیشک
قبر شریف اسی جگہ کے قریب ہے یہاں تک کہ تحقیق اثبات کی بھی آئی ہے کہ دار عقیل سے کئی گز
کے فاصلے سے ہے بعضی روایات میں تینتیس گز شرعی مذکور ہیں اور بعضو میں سینتیس گز اور
احتمال ایسکے اور وہ جو قضیہ دفن امام المسلمین حسن بن علی بن ابی طالب میں نقل کرتے ہیں
کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میرے لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں
دفن ہونے دیں تو بقیع میں میری ماں کے پاس مجھ دفن کرنا دلالت اثبات پر کرتا ہے کہ قبر
شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی بقیع میں ہے جہاں قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام
کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا
کو اونہیں کے حجرے میں جسکو عمر بن عبدالعزیز نے مسجد میں داخل کر دیا دفن کیا ہے جیسا کہ جد
امجد صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرۂ شریف میں دفن کیا ہے اور دفن کرنا حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیوں کو اوس سے اطلاع نہ ہوئی اور بھی نقل
کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ میں اپنے جلالت جسم

شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجائین اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہے ویسی ہی ہم تمھارے واسطے بھی تیار کرین گے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ حضرت جناب سیّدہ نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ متکفل ہون اور دوسرے شخص کو اوس مین دخل نہو یہ رد ہوتی ہے اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیّدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی اور اسی سبب سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے واسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہے کہ زوجہ اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی ہو اور اونھون نے اونکا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ برخلاف قصد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور شاید کہ اونکے وہان کچھ مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع اونکی ہوئی ہو اور اوںھون نے گمان کیا ہو کہ شاید علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور دفن کے واسطے بلا لین گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بغیر طلب کے آوین گے واللہ اعلم اور اس سے صریح تر دلالت مین اسبات پر کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیّدہ کا علم تھا یہ ہے کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نعش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے شاخون خرما سے موافق رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کرکے حضرت سیّدہ کی نظر سے گذرا تا حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا کہ اور اس سے پہلے بعد رحلت سیّد الانس والجان صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم فرماتے

نہین دیکھا تھا اور نعش حال بنایا تھا اور اسما بنت عمیس کو وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت
مرتضوی مجھے غسل دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نہ پاوے پھر جب وفات فرمائی تو حضرت
عائشہ نے دروازے پر تشریف لاکر اندر جانا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت
حضرت سیدہ کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عائشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت
کہ اس خثعمیہ کو کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حائل
ہوئی ہے اور مجھے اندر آنے نہین دیتی اور اون کے جنازے کے واسطے ایک چیز
ہودج عروس اپنی عقل سے تراش کر بنائی ہے حضرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر کی
کے پاس آنے سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اون کے واسطے بنائی
اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ نے مجھے وصیت کی ہے کہ مین کسی کو
اونکے پاس آنے ندون اور یہ جو مین نے بنایا ہے اونکی حالت حیات مین بنایا تھا اور اونھون
نے اسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو تو کہتی ہے
تو جیسا تجھے وصیت فرماگئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا بھی
دلالت کرتی ہے اس بات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ شریفہ مین دفن نہین
ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون ہوتی اور بعض روایات غریبہ مین آیا ہے کہ ایک
روز حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبح کو نہایت خوش و خرم اوٹھین
لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کرین آپ نے نہایت مبالغہ اور احتیاط سے
غسل فرمایا اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھاکر قبلہ رخ لیٹ گئین اور اپنا دست
مبارک رخسارہ مبارک کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور مین غسل کر چکی
ہوئون اور پاک کپڑے پہنے ہون کوئی میرے بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل نہ دے
کو کپڑے نہ اوتارے اور اسی جگہ جہان لیٹی ہون دفن کردین جب حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ دولت سرا مین تشریف فرما ہوتے تو لوگون نے صورت حال عرض کی آپنے جاکر دیکھا

اور روح مبارک اعلیٰ علیین کو پہونچگئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اسی غسل سابق پر
وہی جامہ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھین دفن کردیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہے حدیث
بنت عمیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علماے حدیث نے نقل کی ہے
اور حجت لائے ہین اور بھی اس خبر کے روات مین اختلاف ہے اور ابن جوزی اپنے موضوعات
مین اسکو لائے ہین واللہ اعلم اور مسعودی مروج الذہب مین نقل کرتے ہین کہ امام حسن اور
امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور شریفہ
کی جگہ پر ایک پتھر پایا گیا اوسپر لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُبِيْدِ الْاُمَمِ وَمُحْيِي الرِّمَمِ
هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَقَبْرُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ
بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو
بتیس مین چنانچہ اوس کلام کے فحوا سے جو ذکر کیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا قول
یہ ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اوس مسجد مین ہے جو بقیع مین حضرت
سیدہ کی طرف منسوب ہے قبہ عباس سے قبلے کی طرف مائل بشرق اور امام غزالی ح
نے بیان زیارت بقیع مین اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوس مین نماز پڑھنے کی وصیت
کی ہے اور بعضے دوسرون نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بیت الحزن کرکے مشہور
ہے اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غم مین آدمیون
رہنے سے متنفر ہوکر وہین اقامت فرمائی تھی اور بھی کہتے ہین کہ یہ جگہ وہ گھر ہے جو حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم محب طبری ذخائر عقبی مین کہتے ہین
کہ خبر دی مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھسے فی اللہ دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس
مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع کو جاتے تو قبۂ عباس رضی اللہ عنہ
کے سامنے کھڑے ہوجاتے اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے
اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبر شریف حضرت سیدہ کی اس جگہ ہے اور

؎ ستایش اللہ کو اور وہ زندہ کرنے والا ہے بوسیدہ ہڈیون کا یہ قبر ہے فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سیدۃ نساء العالمین اور قبر حسن بن علی اور علی بن الحسین بن علی اور قبر محمد بن علی جعفر بن محمد علیہم السلام ۱۲

شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہین کشف مین جلدی کہتے ہین کہ مدتہاے مدید تک اس اعتقاد
کے سبب اون سے اعتقاد کے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت مین تھا رہا یہان تک کہ مین نے
ابو عمر بن عبد البر نے قضیہ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ مین نقل کی ہے دیکھی تو اعتقاد میرا
جیسے کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہوگیا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ وہ ارجح اقوال
اگرچہ اونسے پہلے بعضے علماے شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر مین دفن ہوئی ہین اظہر الاقوال کہا
واللہ اعلم تُوُفِّیَتْ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءُ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ لِثَلٰثٍ خَلَتْ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ سَنَۃَ اِحْدٰی عَشَرَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہَا وَ عَنْ اَوْلَادِہَا قبر امام المسلمین حسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہما روایت کرتے ہین کہ جب وقت
رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کے حضور مین بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری نعش کو حجرہ مبارک کے اندر میرے جد
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن کرین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا وہان ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہے وہین اون کو دفن
کرین بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو آئے اس طرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور
مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب یہ خبر سُنی کہ نوبت قتال وجدال کی پہونچنے
والی ہے تو بمقتضاے شفقت کہ قتال آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہانتک پہونچی
چاہتی ہے تو مین راضی نہین ہون مجھے بقیع مین لیجا کر میری مان کے پہلو مین دفن کردینا
دوسری روایت مین آیا ہے کہ وقتِ رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام
سے فرمایا کہ مجھے میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم اسیات سے مانع آئے تو اونسے
لجاج و نزاع نہ کرنا مجھے لیجا کر بقیع الغرقد مین دفن کردینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسی اونھون نے
خبر دی تھی مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اسبات کو روا نہ
رکھونگا کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو آنی دور ڈالین حضرت ابوہریرہ
وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ یہ ظلم صریح ہے

لہ وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے منگل کے دن کو رمضان کے دن کو رمضان کے مہینے مین گیارھوین سال
مین راضی ہو خدا انسے اور انکی اولاد سے ۱۲ منہ

کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جدّ امجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن ہونے سے منع کرین بعد
اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم خبر
تمھارا بھائی نے وصیت نہین کی تھی کہ اگر نوبت قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانون کے
مقبرے مین دفن کرنا اور قوم کے ساتھ نزاع نہ کرنا آخر کو ان حضرات کے الحاح سے مقبرہ
بقیع مین جاکر دفن کر دیا سَلَامُ اللہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی سَائِرِ اَہْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور
بعضے روایات مین آیا ہے کہ اوس زمانے مین امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کے طرف سعید بن العاص
تھا جسوقت جنازۂ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے کہا
کہ آگے آ اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی کہ امام جنازہ
امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نہ کرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر شریف
کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام ہے اور قبر امام ابو جعفر محمد باقر
بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
اور درحقیقت یہ سب ائمہ ہدٰی سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر
جسے قبۂ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبےٰ نے جسد مطہر حضرت
امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی لاکر بقیع مین دفن کیا ہے سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ
سن آٹھ سو سٹھ مین مشہد حسین و عباس مین ایک قبر جانب قبلہ کھدواتے تھے کہ زمین کے
اندر سے ایک تابوت لکڑیکا نکلا اوسپر سُرخ پوشش تھی اور میخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب
کی بات ہو کہ پوشش بھی پرانی نہین ہوئی تھی اور میخون مین بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ
نہین لگا تھا سید کہتے ہین کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار
نے روایت کی ہے اور یہ بھی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المومنین
حسین بن امیر المومنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما کو عمرو بن عاص کے پاس کہ اوس بدبخت کیطرف
سے عامل مدینۂ مطہرہ تھی بھیجا اونھون نے اوسکو کفن دیکر بقیع مین اونکی والدہ سیدۃ النساء
العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین
کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانہ مین پایا گیا لوگون نے

اور بے کفن دے کر دمشق ہی میں باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا اس باب میں اور بھی ایک قول
آیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے وقت سارے ائمہ
پر سلام پڑھا جاوے تو بہتر ہے قبر عباس بن عبد المطلب عم النبی المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی
تعالےٰ عنہ ابن شیبہ روایت لاتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی
حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم میں
کہ گوشہ دار عقیل میں واقع ہے دفن کیا اور بھی ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے سنا
کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع کے بیچوں بیچ میں دفن کیا ہے انتہی اس زمانے میں ایک
بڑا سا قبہ ہے بقیع میں اوس میں قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدیٰ واقع ہیں
جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے قبر صفیہ بنت عبد المطلب عمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابن شبیہ روایت
لاتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچہ کے آخر میں جدھر سے بقیع کو جاتے ہیں دار مغیرہ
بن شعبہ کے نزدیک جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے منقطع کیا تھا دفن کیا
ہے اور آخر میں جب مغیرہ بن شعبہ نے بنا دیوار شروع کی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
اودھر سے نکلے اور دیکھے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو میری والدہ کی قبر پر کھڑی
کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اون کے
فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اون کی بنا پر جا کر کھڑے ہو گئے
یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کر
بھیجا اور اس زمانے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازہ
متصل جو جانب بقیع کے ہے واقع ہے قبر ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ نے ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان میں پھر رہے ہیں پوچھا
یا ابن عم کیا ڈھونڈ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہ ڈھونڈھتا ہوں پس حضرت
عقیل اونکو اپنے احاطہ میں لائے اور ایک جگہ معین کر دی وہاں اون کی قبر کھودی
گئی حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ وہاں ایک ساعت بیٹھ کر چلے گئے دو روز اس حال

یہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کیے گئے وکانت وفاتہ سنتہ عشرین وصلی علیہ عمر رضی اللہ عنہ اور اب اس زمانے مین اونکا نام مبارک اور اسم شریف حضرت عبداللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر لکھا ہے سید سمہودی کہتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبے کے اندر جو حضرت عقیل کی طرف منسوب ہے مدفون حضرت ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ ابن زبالہ اور ابن شیبہ نے حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو ان لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات شام مین ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اس طور پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس جہت سے ہے کہ دار عقیل اس جگہ پر تھا چنانکہ بکرر مذکور ہوچکا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی نعش مبارک کو شام سے نقل کرکے یہین لاکر دفن کردی ہو اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس قبے مین ہونے کو ابن نجار نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ قبر عقیل بن ابی طالب رض بقیع کے پہلے قبے مین ہے اور اونکے ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنے عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی اور جو و عرب کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہے رضی اللہ عنہ اور بعضے علماے سیر و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو کے اور مدینے کی راہ مین واقع ہے فوت ہو کر وہین مدفون ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ دس برس کے تھے یعنے ولادت اونکی ہجرت ہی کی سال مین ہوتی ہوگی رضی اللہ عنہ قبور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہن بھی دار عقیل کے نزدیک ہین خبر مین آیا ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ اپنی دار مین کنوان کھدواتے تھے وہان ایک پتھر نکلا اسپر لکھا تھا قبرام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل نے اوس کنوین کو بند کروا دیا اور قبر پر عمارت بنوا دی اور سمہودی کہتے ہین کہ سبکے روایات اسی بات کی طرف ناظر ہین کہ قبور تسعہ یعنے امہات المومنین اسی جگہ ہون گی جہان

لہ یعنی اونھون نے وفات فرمائی بیس سن مین اور اون کے جنازے کی نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۲

آپ زیارت کرتے ہین مگر بعضے روایات کہ دلالت کرتے ہین اسبات پر کہ بعضے ازواج مطہرات
کے قبور شریفہ مقبرۂ امام حسن و عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہین ابن شبہ
محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سنا ہے لوگون کو کہتے تھے کہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین اُسی مقام پر ہے جہان محمد بن علی مدفون ہین قریب
موضع دفن سیدتنا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اُسی جگہ پر
اگر کسے قدر زمین کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ہٰذَا قَبْرُ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجَۃِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحیح بخاری شریف مین مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو مین دفن نکرنا مجھے دفن کرنا میرے صواحب نِسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ساتھ بقیع مین سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے قبور شریفہ مدینے مین ہین مگر قبر شریف
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے شرف مین قریب تنعیم کے اور کہتے ہین کہ اونکا نکاح حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہے اور خلوت بھی اسی جگہ ہوئی قبر امیر المومنین
عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ جب چاہا لوگون نے کہ حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ کو حجرۂ مبارک سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم مین دفن کرین او
اونھون نے خود بھی اپنی حیات مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت لی
تھی مصریون نے انکار کیا اور وہان دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے
دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اِنکو کہین دفن مت کرو اُمّ المومنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ
سُنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوگئین اور فرمانے لگین واللہ تم لوگ ہٹ جاؤ
مین اونکو دفن کر دون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کرتی ہون یہ سنکر وہ مفسدین مخالفت دفن سے باز آئے اور اوسی رات
کو جسکے دن کو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عبد اللہ بن زبیر اور بعض اور
اصحاب کرام نے آکر اونکو وہان سے اوٹھایا جہان لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین
لیگئے وہان بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حُسنِ کوکب مین لیگئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ

دیونے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہ قبر کھدوا کر اون کو اوس مین رکھ کر ایک دیوار اون کی قبر پر گرا کے اونکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حش[1] کوکب ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان لوگ اپنے موتے کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اوس جگہ گذرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہ دفن کیا جائے گا اوس جہت سے یہ جگہ آدمیون کو انس ہو جائے گی پس اول جو شخص وہان دفن ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین حضرت معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس پتھر کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا لاجعلنک للمتقین اماما اوس پتھر کو اٹھا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھین کے گرد اپنے مردون کو دفن کیا کرین قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ انکو غزوہ خندق کے روز ایک زخم لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم کرنے کو انکو طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہو چکا ہے تو خون بند ہو گیا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر بنی قریظہ کے باب مین حکم دے کے اپنے دولت خانہ پر پہونچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور اس جہان سے رحلت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے جنازے کی نماز پڑھی اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطہ کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی کے ایک طرف کو اقصی البقیع مین انھین کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے ہین کہ جو تعریف کہ قبر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قدما نے کی ہے وہ اس قبے کی جگہ پر جو حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف منسوب ہے صادق ہے پس شاید کہ قبر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہو گی اور اسے فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شیعے سے کہتے ہون گے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہے

[1] حش کوکب ایک بستان تھا بقیع سے پورب کی طرف ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ۱۲

[2] یعنے ہنے تجھے متقیون کا امام کیا ۱۲

کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر شریف مقبرہ اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہے قبر ابی سعید الخدری
اللہ عنہ قبر مین آیا ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرما
تھے کہ ایک دن میرے باپ نے مجھسے فرمایا کہ بیٹا اب مین بوڑھا ہوا اور میرے یار سب
سب اس عالم فانی سے گذر گئے اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پہونچا ہے تو میرا ہاتھ پکڑ
بقیع مین لے چل مین نے تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے گیا جب اقصائے بقیع
پہونچے اوس جگہ کہ وہان کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہوجاتے تو میرے واسطے
یہین پر قبر کھودنا اور کسی کو خبر نکرنا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمی کا گذر کم ہے میرا
لیجانا اور جنازہ تیز تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہووے اور کسی کو مجھ پر
اور نوحہ کرنے ندینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے ندینا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب
حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پہونچا تو سب آدمی میرے گھر کو گھیر کر
ہوگئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو ساتھ ہولین مین نے موافق اونکی وصیت کے کسی کو
اونکی موت کی خبر ندی اور بہت سویرے اونکی لاش مبارک بقیع مین لے گیا دیکھا کیا ہو
کہ سب آدمی آپ سے آپ پہلے ہی سے بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ عنہ
جمیع اصحاب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہان تک ذکر ان قبور شریفہ کا تھا جو صاحب
تاریخ نے اون کی تعیین اور جہات مین اخبار و آثار پاکر جنت البقیع مین ذکر کیے
ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد اس مقبرہ عظیم القدر مین اور سوا اسکے[1] اور جو اس بلدہ طیبہ
کے گرد و پیش موجود ہین اور بادشاہان قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے
بنائے ہین وہ کئی قبے ہین اور قبہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفا
عباسیہ نے سن پانسو انیس مین بنایا ہے وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہے دوسرا
قبہ بنات[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم
بن سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا

۱؎ اور کہا گیا سوا اسکے ۱۲ ۲؎ صاحبزادیون کا ۱۲

اُن قبو کے پاس دعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہے چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا متصل شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے ساتوان قبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اُس قبہ
شریفہ مین ایک قبر ہے اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اُس مین دفن ہے آٹھوان قبہ فاطمہ بنت
اسد ام امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین جو بیچ مین بقیع کے
درمیان قبہ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے اُنین سے ایک مین امام دارالہجرۃ حضرت
امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ ومقیم بلدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی بن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا کہ لکھا ہے سمہودی نے اور
مشہور اہل مدینہ مین یہ ہے کہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ کلام ابن
جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ درمیان قبہ سیدنا ابراہیم و قبہ امام مالک
کے ایک قبر ہے عبدالرحمن بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی جنکو عبدالرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف
ہین یوشحمہ کر حد زنا اوپر لگائی گئی تھی اوسی صدمہ سے بیمار ہوکر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی
کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق ہے اوس قبہ پر جو منسوب ہے نافع کی طرف واللہ اعلم اور ایک قبہ
چھوٹا سا ہے قبہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ کی طرف منسوب
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اِس قبہ کا ذکر نہین کیا
نہ اثبا تا واللہ اعلم یہ وہ مشاہد ومقامات ہین جو معروف ومشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہے جو پہلے
مذکور ہو چکا ہے اور شہر پناہ کے اندر کے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر صادق
علیہ السلام و علیہا ہے مقابل قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کی طرف اور یہ قبہ بنا ہے
شہر پناہ سے پہلے کا ہے اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مسجد
فتح کو پھرنے سرسے بنایا ہے اور اِس قبے کی عمارت سن پانسو چھیالیس مین واقع ہوئی
ہے اور کہتے ہین کہ حوالی اِس مقام کا شمال کی طرف سے حضرت امام زین العابدین رضی
اللہ عنہ کی دولتسرا کے دروازے تک تھا اور درمیان دروازۂ بیرونی اور دروازہ پانچویں
کے ایک کنوان ہے منسوب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف کہ پانی اوس کا بیمارون
کے واسطے شفا ہے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت حسن بن

اس کنوین مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مین
حضرت نے غایت توکل وحضور ورضا سے نماز قطع نہ کی رضی اللہ عنہما وارضاہما عنی خیر الجزا
اس قبۂ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف
اس زمانے مین اکثر آدمی اوس کی زیارت سے محروم ہین اب رہے وہ مشاہد مشہورہ جو مدینہ مطہرہ
بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اول ہین افضل واعظم مشہد مقدس سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واخوہ من الرضاع ہے اور اصل بنا اس قبہ
کی خلیفہ ناصر الدین کی ان نے کی ہے سن پانچسو نوے مین اور وہ پتھر جسپر تاریخ لکھی ہے
جہان نے مسجد مصرع سے جہان حضرت امیر حمزہ شہید ہوکر گرے ہین اوٹھا کر یہان لاکر رکھا
اور سلطان قاتبیا نے سن آٹھ سو ترانوے مین اوس کے صحن اور عمارت کو بڑھایا ہے اور
مشہد کے اندر ایک قبر اور ہے وہ قبر سنقر ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور
صحن مین ہے وہ قبر ایک شریف کی ہے امرائے مدینہ سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین
اور زائر کو چاہیے کہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ
عنہ کے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون صاحب بھی وہین مدفون ہین
حضرت ابو جعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور اصلاح ومرمت اوسکی
کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ
کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور روتی تھین اور دوسری روایت
مین آیا ہے کہ ہفتہ دو تین دن کا فصل دیکر قبور شہداے احد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور
وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور اونکے واسطے دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور
فضیلت احد اور شہداے احد کی انشاء اللہ تعالیٰ ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرین گے دوسرا مشہد مالک
بن سنان والد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے اندر

؎ چچا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رضاعی بھائی حضرت کے ۱۲

جہاں کی انگلی پر واقع ہوا اور اوسپر ایک قبہ ہے قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہدائے احد سے ہیں انکو احد سے اٹھا کر یہیں لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہاں وہ دفن ہیں اگلے زمانے میں بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس زکیہ کر کے معروف ہیں اور ابی جعفر منصور کے زمانے میں شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہے جبل سلیع سے پورب کی طرف اور اوسپر عمارت لق و دق بنی ہے اور ایک مسجد بھی ہے اوسکے قبلے میں ایک نہر جاری ہے عین زرقا سے نقل کرتے ہیں کہ نفس زکیہ یعنی محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا اور بہت سے مسلمانوں نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھ اونپر بھیجا عیسی بن موسی نے جبل سلیع پر پہونچکر توقف کیا اور محمد بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ انکو تمکو امان دی ہے اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اونھوں نے کہلا بھیجا کہ واللہ مرنا عزت کے ساتھ بہتر ہے اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھ ہو اوسکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی رہ گئے تھے سبکے سب نے غسل کامل کر کے اور خوشبوئیں لگا کے عیسی بن موسی پر حملہ کیا اور تین دفعہ اونکو سامنے سے بھگا دیا آخر کار بسبب کثرت اعدا کے تاب نہ لا کر مغلوب ہو گئے ابن جوزی محدث کے پوتے نے ریاض الافہام میں لکھا ہے کہ عیسی بن موسی نے اونکا سر مبارک منصور کے پاس بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے چپکے چھپا کر بقیع میں دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہے کہ وہ اسی جگہ دفن ہیں جو مذکور ہو چکی اور قتل احجار زیت پر ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہے اور حضرت سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر دعائے استسقا پڑھی کہتے ہیں کہ ذوالفقار حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبد اللہ کے پاس تھی عیسی بن موسی نے بعد اونکے شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہونچی اصمعی کہتا ہے کہ میں نے اوسے دیکھا ہے اوسکے اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت میں پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہیں اور یہ ذوالفقار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھی چنانچہ کتب سیر اور احادیث میں مذکور و مسطور ہے

۱؎ یہ حدیث اور ہے اور حضری اور اونکی اتباع نے رکھی ہے ۱۲

اور خبر مین آیا ہے کہ قتال کے دن محمد بن عبداللہ نے بن عامر سلمی سے کہا کہ ایک ابر ہماری سر پر آ
سایہ کریگا اگر ہمارے سر اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے اوپر سے گذر کر دشمنون کے سر پر
پہونچے گا تو تو جان لے کہ میرا خون احجار زیت پر پڑے گا عبداللہ بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا
ہوا جیسا محمد بن عبداللہ نے کہا تھا ایک ابر کا ٹکڑا ہمارے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر
عیسی بن موسی کے سر پر سایہ گستر ہوا آخرالامر اون لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبداللہ
شہادت اور خون اونکا احجار زیت پر بہایا گیا نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبداللہ کی جہت سے عیسی
بن موسی نے امام مالک کو بہت پٹوایا کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم بھرتے
تھے اس حکایت کو نقل کیا ہے امام فزہری نے تتمیم فی زیارۃ اہل البقیع. بقیع والون کی زیارت
مین سنت یہ ہے کہ جب البقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے وقت اسکا پڑھنا
مستحب ہے پڑھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ
ھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ بعد اسکے یا پہلے اسکے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور پڑھنا سورۂ اخلاص کا
کے سنت موکدہ ہے اور خبر مین آیا ہے کہ جو شخص مقبرے مین آوے اور گیارہ بار سورۂ اخلاص
پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکا بعدد ہر مردے کے جتنے اوس مقبرے مین ہین اجر
دیا جاتا ہے اور چاہیے کہ سلام مین سارے آل و اصحاب و مومنین کو جو اس مقبرہ شریفہ مین
دفن ہین شریک کرے اور مشہد دینا قبۂ شریفہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرے
کہ بائین طرف باب بقیع سے متصل مدفون ہین اور ختم بھی انھین کی زیارت پر کرے رضی اللہ
عنہا اور علماے متاخرین اختلاف کرتے ہین اثبات مین کہ کیسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک
اس طرف گیا ہے کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمۂ اہل بیت رسالت رضوان اللہ
علیہم اجمعین جو اونکے ساتھ ایک قبہ مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اسہل اور اقرب ہے
اور ان حضرات کے سامنے سے گذر جانا اور دوسرون کی زیارت کی طرف متوجہ ہونا سوء ادب
سے خالی نہین ہے اور کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسیبات پر تھا اور بعض مشائخ متاخرین

لہ یہ عبداللہ بن عامر سلمی محمد بن عبداللہ کے اصحاب مین سے ہین ۱۲ ؎ اے اللہ میرے بخشدے بقیع غرقد والون
کو اے اللہ مت محروم رکھ ہمکو اجر سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو بعد اونکے اور بخشدے اور اونکو ۱۲ ف

اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسطرح لوگون نے مشاہدہ کیا ہو اور شیخ محمد بن عراق بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعضے علمائے حنفیہ نے بھی اسبات کی تصریح کی ہے اور سمہودی کا کلام بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین مائل ہے ولیکن اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہے کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک ہے اسواسطے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین وس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اوسکو موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اُسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اُس طرف سے گیا ہے کہ ابتدا ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہین اونکی ہتین وغیرہ کہ جزو شریف حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ تقدیم دوسرونکی اُنپر مناسب نہین یہ مذہب اعدل اقوم معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ ابتدا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون مالکی وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہے اور کہا ہو کہ اُون کی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف سے گذر ہو اوسپر سلام کرے اور کچھ یون سا توقف کرے اور چلا جاتے اور بھی اسی گروہ کا کلام ہے کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے مع اُون حضرات کے جو اونکے قبۂ مبارک کے اندر ہین بعد اونکے قبور شریفہ ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اوسکے مشہد عقیل رضی اللہ عنہ مین آوے اور زیارت کرے اور اونکے دروازے پر بہت ٹھہرے اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعا اوس جگہ قبول ہوتی ہے بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے

مع اونکے جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابہ کرام
وہان آرام فرماتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض علما کا کلام محصل یہ ہے کہ ابتدا
عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جاوے اسواسطے کہ جسکی
جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقہ ادب سے بعید
ہے بعضے کہتے ہین کہ یہی مقصد صالح ہے ساتھ اسکے ضرر نہین کرتا نہ رعایت کرنا افضل اشرف
اور ایک جماعت علماء مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت بقیع کرتے تو
موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے واسطے دعا کرتے اور
اپنا مطلب حق تعالی سے مانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسبات کے کہ کسی خاص قبر پر جاکر کھڑے
ہون اور اس طریق کے اختیار کرنے مین مستند ان حضرات کا فعل ماثور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ہے پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہے اور ان حضرات کا قصد مجرد اتباع سنت ہو تو بہتر ہے
اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اگرچہ یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ہرچند صحت کو پہونچا
ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہے ولیکن اسبات مین شک نہین کہ اگر
سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات مین سعادت وقوف حاصل کرکے زیارت
مقربان آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مستفیض ہون تو نہایت مناسب ہے کہ جب
فرید چہ وبرکات وثواب وحسنات ہوگا والسلام تکمیل[له] فے زیارۃ اہل البیت فصل خطاب
حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا
آپنے جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوس نے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجئے ایک
قول بلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب
ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل ادا کر اوسکے بعد جا اول دروازے پر
ہوکر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہوا اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس مرتبہ اللہ
پھر تھوڑا چل وقار کے ساتھ نزدیک نزدیک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہوکر تیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ

له پوری کرنا بات کا زیارت اہل البیت مین ۱۲ ۱۲ ق

اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوئے اوسکے بعد کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ بَیْتِ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِکَۃِ وَمَہْبِطَ الْوَحْیِ وَخُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَہَی الْحِلْمِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَۃِ وَاُصُوْلَ الْکَرَمِ وَقَادَۃَ الْاُمَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَائِمَ الْاَخْیَارِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ وَاُمَنَاءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعِتْرَۃَ صَفْوَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّۃِ الْہُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَاَعْلَامِ التُّقٰی وَذَوِی النُّہٰی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَۃِ اللّٰہِ وَمَعَادِنِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ وَوَرَثَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاۃِ اِلَی اللّٰہِ وَالْاَدِلَّاءِ عَلٰی مَرْضَاۃِ اللّٰہِ وَالْمُظْہِرِیْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَنَہْیِہٖ وَالْمُخْلِصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنِّیْ مُسْتَشْفِعٌ بِکُمْ مُقَدِّمُکُمْ اَمَامَ طَلِبَتِیْ وَاِرَادَتِیْ وَمَسْئَلَتِیْ وَحَاجَتِیْ اُشْہِدُ اللّٰہَ اَنِّیْ مُؤْمِنٌ بِسِرِّکُمْ وَعَلَانِیَتِکُمْ وَاِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

باب تیرھوان فضائل جبل احد مین کہ محبوب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام ورضی اللہ عنہ تفصیل احوال غزوہ اُحُد اور سارے غزوات کے ساتھ کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہی یہان بیان مناسب بیان فضیلت اُحد اور قبور شہدا ہے جو اس غزوہ مین شرف شہادت عظمی کو پہونچے ہین صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یعنے یہ ایک پہاڑ ہے کہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور اس کلمہ کا صدور

ط سلام ہو تمپر اے اہل بیت رسالت اور اے جگہ پے درپے آنے فرشتونکی اور جگہ اُترنے جبرئیل کے اور خازن علم کی اور جگہ انتہا پانے حکمون کی اور کھان رحمت کی اور جڑ کرم کی اور کھینچنے والے امتونکے اور عنصر ابرار کے اور ستون اخیار کے اور دروازے ایمان کے اور امین رحمان کے اور فرزند خاتم النبیین کے اور صفوۃ المرسلین اور خدا کی رحمت اور برکات اُسکے سلام ہو اوپر اماموں ہدایت اور چراغون تاریکی کے اور نشانون تقوی کے اور صاحبان عقل و زیرکی کے اور خدا کی رحمت و برکات اُسکی سلام ہو اوپر جگہون خدا کی رحمت کے اور جگہون ٹھہرنے برکت کے اور جگہون نکلنے خدا کی حکمت کے اور حفاظت کرنیوالے خدا کے بھید اور اوٹھانیوالے خدا کی کتاب کے اور وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی رحمت اور اسکے برکات سلام ہو اوپر بلانے والے خدا کے حکم کیطرف راضی ہونیوالے اوپر خدا کی مرضیون کے اور ظاہر کرنیوالے خدا کے امر و نہی کے اور اخلاص کرنیوالے خدا کی توحید مین اور رحمت خدا کی اور اسکے برکات تحقیق مین طلب شفاعت کرتا ہون تمسے اور آگے کرنیوالا ہون تمکو اپنی طلب و ارادہ و سوال و حاجت کے گواہ کرتا ہون اللہ کو اوپر ایمان کے مین تمہارے ظاہر و باطن کا اور تحقیق بیزار ہون مین دشمن محمد و آل محمد سے خواہ اسمین جن ہو خواہ انس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

حضرت علیہ وعلی آلہ الصلواۃ والسلام سے اوقات متعددہ مین ثابت ہوا ہے چنانچہ متعدد روایات
بخاری اسبات کا مظہر ہے ایک روایت مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک روز
حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا
جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهٰذَا عَيْرٌ جَبَلٌ يُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُهُ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ
عَیر بفتح عین مہملہ ایک پہاڑ ہے مقابل اُحد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہین کہ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ حسد و بُغض و سعادت و شقاوت
جمادات مین بھی پیدا ہے امام نووی کہتے ہین کہ یہ جو محبت جانبین سے حدیث مین مذکور ہوئی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست
تھے محمول ہے حقیقت پر اسواسطے اوسکی جگہ جنت ہوئی کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور یہ پہاڑ جبکہ محب
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہین تو اس پہاڑ کی
بھی حضرت کے جوار ہوئی دروازہ بہشت پر اور اللہ تعالی نے محبت و عشق جبال مین اس طرح
ہے جیسا تسبیح کرنا رکھا ہے جمادات مین آیہ کریمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ اس بات سے خبر د
ہے اور جبکہ جبال اور سارے جمادات اللہ تعالی کا ذکر و تسبیح کرتے ہین اگر اوسکے حبیب
الصلواۃ والسلام کے عشق اور محبت سے بھی موصوف ہون تو کیا مشکل بات ہے بیت سر
ازلی در ہمہ اشیا جاریست ٭ ورنہ بر گل نزدے بلبل مسکین فریاد ٭ اور محققین علما یون کہتے
کہ حضرت حبیب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن و انس و ملائکہ کیطرف مبعوث
نہین ہوے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہین حتی النباتات والجماد
اور خطاب فرمانا آپکا اس جبل کی طرف اسطور پر کہ اُسْكُنْ يَا اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ اَوْ شَهِيْدَانِ
عقل و علم پر اول دلیل ہے ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق محبت لوازم فہم و عقل

(۱) یعنے یہ ایک پہاڑ ہے کہ وہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اوسکو دوست رکھتے ہین اوپر ایک دروازے کے دروازون بہشت سے ہوگا
اور یہ عیر ایک پہاڑ ہے کہ ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور ہم اوسکے ساتھ دشمنی رکھتے ہین اوپر ایک دروازے کے دروازون جہنم سے
پر ہوگا ۱۲ (۲) یعنے جو جسکے ساتھ دوستی رکھے وہ اُسکے ساتھ ہے ۱۲ (۳) اور نہین کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف
(۴) یہانتک کہ روئیدگیان اور پتھرون کے بھی رسول ہین (۵) ساکن ہوجا اے احد کیونکہ تجھ پر نبی اور شہید ہین ۱۲

اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا
آپکی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے اس مطلب کے دلائل واضحہ ہیں اور جیسا کہ اہل مدینہ
آپ کی شان مین دو قسم ہوئے ہین مخلص ور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے ہین
سبب جبل عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونھین کے ساتھ دوزخ
مین ہوگا اور غزوۂ احد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ
منورہ سے باہر آئے مگر جبل احد تک کہ مقام صدیقین محبوبین ہے نجا سکے اور مدینہ کے قریب ہی سے
پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت اور عداوت کے ساتھ محبت و عداوت ساکنین
کی تاویل بعید ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہے اور مسرت و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینۂ منورہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے
کہ اعظم وارفع علامات مدینۂ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب
مدینۂ طیبہ واہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہے اور اسوقت حضرت سرور
کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و عداوت کے آثار اون دونون پہاڑون سے ظاہر
ہین جسکا جی چاہے جاکر دیکھ لے جبل اُحُد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہے ایک نور و سرور اوس
سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جسوقت جبل عیر کی نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت و غم اوس سے حاصل ہوتا ہے
اور اشتقاق لفظ اُحد کا توحد سے ہے بمعنے انفراد وانقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق
ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ
یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکھتا اور یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان و
توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہے اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنے سے خبر دیتا ہے رکھا گیا اور
کونسا نام اوس نام سے مشتق ہوا حدیث سے بہتر ہوگا بخلاف عَیر[1] کے کہ حمار وحشی کا نام ہے جو طرح
طرح کی برائیون کے ساتھ موصوف ہے اور روایت مین آیا ہے کہ اُحُد ایک پہاڑ ہے جنت کے
پہاڑون مین سے جب تم لوگ اُسپر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختون کا کھایا کرو اور اگر میوہ نہو
تو اوسکے جنگل کی گھاس ہی ہی حکم رکھتی ہے اور زینب بنت نبط زوجۂ انس مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہین

---

[1] یعنے جنگلی گدھا ۱۲

کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھیں کہ تم لوگ جا کر زیارت اُحد کرا اور لاؤ میرے واسطے وہاں کی گ
وغیرہ اور حدیث میں آیا ہے کہ اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ الْجَنَّةِ وَعَیْرٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ
اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَرْبَعَةُ
جِبَالٍ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَاَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ وَاَرْبَعَةٌ مِنْ مَلَاحِمَ مِنْ مَلَاحِمِ الْجَنَّةِ قِيلَ فَمَا
الْاَجْبَالُ قَالَ اُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَوَرِقَانُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَالطُّورُ جَبَلٌ مِنْ اَجْ
الْجَنَّةِ وَلُبْنَانُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَالْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَةُ النِّيلُ وَالْفُرَاتُ وَسَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْمَلَا
بَدْرٌ وَاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ وَالْحُنَيْنُ اور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روا
میں لائے ہیں اور ذکر ملاحم سے سکوت کیا ہے اور بعضے روایات میں آیا ہے کہ بیت اللہ الحرام
زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا چھ پہاڑوں کے پتھر سے بنا ہے ابوقبیس اور طور اور قدس اور
ورقان اور رضوی اور اُحُد اور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ
جبل طور پر تجلی فرمائی چھ پہاڑ عظمت الٰہی سے ڈر کر اوڑ گئے اونمیں سے تین مدینے میں آ گرے
اور تین مکے میں وہ جو مدینے میں آ کر گرے احد و ورقان و رضوی ہیں اور وہ جو مکے میں
گرے حرا و ثبیر و ثور ہیں ورقان ایک پہاڑ ہے مکے کے راہ پر مدینہ منورہ سے قریب چنانچہ
ذکر مساجد ماثورہ میں اسکی طرف بھی اشارہ ہو چکا ہے اور رضوی ینبع میں ہے اوتنی ہی مسافت
اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہے اور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہیں کہ جب موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام حج یا عمرے کے قصد سے
مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ مطہرہ میں پہونچکر جبل احد پر اوترے
پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہیں دفن کیئے گئے اس زمانے اونکی قبر

لہ یعنی احد ایک رکن ہے جنت کے کونوں سے اور عیر ایک کونے پر ہے دوزخ کے کونوں سے ۱۲ لہ یعنے چار پہاڑ ہیں پہاڑوں جنت سے اور چار
ہیں نہروں جنت سے اور چار لڑائیاں ہیں لڑائیوں جنت سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چار پہاڑ کون سے ہیں فرمایا ایک احد ہے کہ وہ
ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہیں ایک پہاڑ ہے پہاڑوں جنت سے اور ورقان ایک پہاڑ ہے پہاڑو جنت سے اور طور ایک پہاڑ ہے
جنت سے اور لبنان ایک پہاڑ ہے پہاڑوں جنت سے اور نہریں چار نیل و فرات و سیحان اور جیحان اور لڑائیاں بدر و احد و خندق و حنین ہیں ۱۲

اس میں عظیم الشان پر مشہور ہوا اور اس جبل پر ایک مسجد ہے کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہے اور یہ تحقیق نہیں ہوا کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح[1] میں نماز پڑھنے کے باب میں ایک اثر ثابت ہوا ہے لیکن وہ غار جس میں کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہے جہاں آدمی کے سر کا سا نشان ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد کے لائق ہو ثابت نہیں ہوا اور خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب[2] بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہوکر آیۂ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ[3] الایہ اور دعای اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ[4] پڑھ کر فرمایا کہ آؤ اور شہدائے احد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہے جو شخص انپر سلام پڑھے اونکو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہ دوسرے شہدا پر کھڑے ہوکر فرمایا یہ میرے اصحاب ہیں ان پر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں کیوں نہیں ہو لیکن میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہیں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جاکر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ کفار نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہیں اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لیگئے فرمایا اگر دو خوف ہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہیگی تو میں اسکو یونہیں چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اونکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھے اب ہرگز نہ ہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہ پر پھر کبھی نہ کھڑا ہونگا یعنے مجھے ایسی مصیبت اور ایسا غم پہونچا ہے کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہیں سکتا اوسی اثنا میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتوں آسمان والوں کے پاس لکھا ہے حمزة بن عبد المطلب اسد اللّٰہ و اسد رسولہ[5] پھر اونکو ایک چادر میں لپیٹنے کا حکم دیا

[1] یہ مسجد فتح جبل احد کے نیچے واقع ہے ۱۲ [2] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ از جملہ شہداء احد ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۲ [3] بعض مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کہا اونھوں نے اوس چیز کو کہ عہد باندھا تھا اللہ سے اوپر اوسکے ۱۲ [4] یعنے اے اللہ میرے تحقیق تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ یہ لوگ شہید ہیں ۱۲ [5] یعنے حمزہ عبد المطلب کا بیٹا اللہ کا شیر ہے اور اوسکے رسول کا شیر ۱۲—

اور نماز جنازہ پڑھی ستر تکبیر سے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہداے اُحد
پر علما مین مختلف مشہور ہے اور ابو داؤد و حاکم اپنے صحیح مین لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب احد کے دن ہمارے بھائیون پر جو کچھ پہونچنا تھا پہونچا اللہ تعالے اون کی روحون کو
سبز جانورونکی جوفون مین اوتارا کہ جنت کی نہرون پر پہونچکر پانی پیتے ہین اور بہشت کے میوے
کھاتے ہین اور قندیلین سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہین اونمین جاکر ٹھہرتی ہین اور آرام کرتی
ہین عرض کیا ان شہیدونے کہ اے رب العزت کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیون کو جو دنیا مین ہین
ہمارے اس آرام وآسایش کی خبر پہونچے تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نکرین اور اس کار بزرگ کو ادا
کرنے مین کسل وسستی کو راہ ندین حضرت حق تعالیٰ وتقدس نے ارشاد فرمایا کہ مین تمہاری خبر اون
پہونچاؤن گا پھر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ[1] الایہ خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال مین شہداے
احد کی قبور شریفہ پر تشریف فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اور حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہداے اُحد پر گذرے
اور اُنپر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہین اور ان شہدا کے قبور شریفہ سے
خصوصًا قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز سلام کی بارہا سُنی گئی ہے اور اسبات مین سلف
آثار واخبار بہت ثابت ہوئے ہین اور قول صحیح کے موافق عدد شہداے اُحد ستر ہین اور سمہودی نے
اپنی تاریخ مین انکا شمار کیا ہے اور اونکے مواضع قبور کے تعین مین بہت کوشش کی ہے اور اب اس
زمانے مین حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے پچھاں کی طرف ایک احاطہ کھنچا ہوا
اوسی مین قبور شہدا ہین لیکن قبرونکی صورتین نہین نمایان رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور
روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدون کو ایک ایک قبر مین
لٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جسکو علم قرآن زیادہ ہے اوس اُسکو لحد مین پہلے اوتارو اور
اخبار صحیحہ مین آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بیٹے شہدا کے قبور شریفہ کو کھولا تو ویسے ہی تروتازہ

[1] اور مت گمان کرو اُن لوگون کو کہ مارے گئے ہین بیچ راہ خدا کے مردے زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنے
کے رزق دیے جاتے ہین ۱۲ ف

پھولون کی کلیان سی لاشین مع کفن نکلین گویا کہ کل ہی دفن ہوئی ہین اور بعضون کے اونہین سے دیکھا کہ اونکے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہین ہاتھ کو جدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے اور ہاتھ کو اوٹھاکر چھوڑ دیتے ہین تو وہین زخم پر پہونچتا ہے اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعے کہ سبب ہوئے ہین اونہین سے ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشون کے دفن مین خلط ہوگیا تھا یعنی ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس واجتہاد سے اون لاشون کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبرون کے کھلجانے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبرین کھلین کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانِ امارت مین ایک نہر کھدواکر اسی مشہد مقدس کی طرف سے جاری کی تھی تو لاشین نکل نکل کر الگ جاکر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی رح شفاء الاسقام مین لاتے ہین کہ جسوقت حضرت معاویہؓ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاے مبارک مین لگی کہ اوس سے خون جاری ہوا اور نقل کرتے ہین کہ نہر کھدنے کیوقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے جس کسی کا مُردہ یہان دفن ہوا ہووے اور مُردے کو یہان سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجائے واللہ اعلم اور بعضی شہداے اُحد غیر اُحد مین بھی دفن ہوئے ہین اسی جہت سے کہ حضرت علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اونہین سے جسکا جہان انتقال ہو وہین دفن کیا جائے چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہین اونکا انتقال بنی حبیب کے اندر ہوا اونکو وہین دفن کیا جہان اب مشہور ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ آمین

بابِ چودھوان

بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ مقصد اعلی ومطلب اقصاے مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلٰوۃ والتسلیمات مین —

اب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور کون ومکان رسول انس وجان علیہ افضل صلوات الرحمٰن مین احادیث بہت سے وارد ہین بعضو تصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضی دوسرے الفاظ ہین لیکن اسطور پر کہ اونسے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت مین قسم ہوئی ہین اونکو نقل ثقات متعدد طرق سے کہ بعضوا نہین درجہ صحت کو پہونچی ہین اور اکثر مرتبہ حسن تک

۱؎ الٰہی حشر ہمارا اونکے گروہ مین کر قیامت کے دن ۱۲ —

ہوتے ہین یہ ہین پہلی حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ وجہ تخصیص زائرین کی اس فضیلت
کے ساتھ باوجود اِس بات کے کہ اس نعمت کی امیدواری ساری مومنین اُمّت کو ہے یہ ہے کہ مراد
شفاعت سے شفاعت خاص ہو کہ کوئی مرتبہ خاص اوسکی جہت سے ونکو حاصل ہوگا کہ اونکے غیر
باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ میسر نہ ہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر مین سوا ایک بار
جمال باکمال حضرت حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وعلے آلہ خیر آل کے اور کسی بات سے مشرف نہین
بنسبت ساری امّت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہے کہ اوروں کو حاصل نہین ہوئی مگر بسبب
کے پس اسی پر زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا چاہیے یا یہ کہ یہ کلام بشارت انجام مشعر اثبات
کہ زائرین قبر شریف کے حق مین شفاعت واجب ہوگی اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہے
جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی موت آپ کی برکت سے دین اسلام پر ہوگی اور
مستحق شفاعت ہوگا دوسری حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ تیسری حدیث
مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهُ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یہ دو
حدیثین بیان معنی اور تعیین مراد مین پہلی حدیث کے حکم مین ہین مگر اس تیسری حدیث مین ایک
زیادہ ہے وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیت سے ہو نہ یہ کہ مدینہ منورہ مین کسی اور حاجت
گئے اور اوسکے ضمن مین قبر شریف کی زیارت بھی کر لی چوتھی حدیث مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ
کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ آپ فرماتے ہین کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے
گویا کہ اوس نے زیارت کی میری حالت حیات مین اسی حدیث کی بنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ
کی حیات کے ثبوت پر چنانچہ اس مسئلے کی تحقیق تفصیل اسبابکے آخر مین آئیگی اس حدیث کے مضمون
بھی ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت و سعادت خاص سے ممتاز ہین کہ دوسرون کو اس
بہرہ نہین چنانچہ صحابہ کرام کو اورون پر زیادتی فضل و کثرت ثواب مین امتیاز حاصل ہے مگر اس
یہ لازم نہین آتا کہ ساری احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین زائر کا حکم صحابی کا ہو یہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص

لہ یعنے فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص میری قبر شریف کی زیارت کریگا اوسکے واسطے میری شفاعت واجب لازم ہوگی
یعنے جو شخص آوے مجھے زیارت کرنے اور یہان آنے مین اوسکی حاجت اور نہو سوا میری زیارت کے تو مجھ پر حق ہوا بات کا کہ مین اوسکا
ہون قیامت کے دن ؎ جس کسی نے حج کیا بعد اوسکے میری قبر کی زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا کہ میری زیارت کی میری حیات

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سُنتے تھا جو وہ ساقط کرتے اکو خواب مین
دیکھنا حقیقت مین آپ ہی کا دیکھنا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِی[1]
لیکن وہ تشریع واحکام کا مثبت نہوگا پانچوین مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِی فَقَدْ جَفَانِی[2] یہ وعید ہے سعادت
زیارت نہ حاصل کرنے پر حاصل کرنے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپکی شفقت ہے اُمت پر اور حصول سعادت
کرام کی اُمت کو ثواب ہو چھٹی حدیث مَنْ زَارَنِی اِلَی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا[3] علما نے لکھا ہے کہ
شفاعت آپکی گنہگاروں کے حق مین ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت مین آیا
ہے مَنْ زَارَ قَبْرِی کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا[4] ساتوین حدیث مَنْ زَارَنِی مُتَعَمِّدًا کَانَ فِی جِوَارِی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
وَمَنْ مَاتَ فِی اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ[5] آٹھوین حدیث مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ وَ
زَارَ قَبْرِی وَغَزَا غَزْوَةً وَصَلّٰی فِی بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ یَسْأَلْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْهِ[6] اس حدیث مین
فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰة والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس
کی مذکور ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ یہ جزاے خاص یعنی فرائض سے سوال نہونا مخصوص ہو ان سب باتوں کے
اجتماع کے ساتھ یا انمین سے ہر ایک پر بھی مترتب ہو واللہ اعلم نوین حدیث مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِی
فِی مَسْجِدِی کُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ[7] جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپکی
مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور ومقبول کے برابر ہے بلکہ سبب ہے اُس حج کی مقبولیت کا بھی
جو ادا کرکے حاضر ہوا ہے اور حج مبرور کی جزا مین جنت ہے یقینًا جیسا کہ احادیث مین آیا ہے اور
حج مبرور اُس حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات اور منہیات شرعی سے اور ریا اور سمعہ کو اوس مین
دخل نہو اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہے جو خداے تعالیٰ کی درگاہ مین مقبول ہوا اور یہ موقوف ہے
خدا کے فضل پر دسوین حدیث مَنْ زَارَنِی بَعْدَ مَمَاتِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِی فِی حَیَاتِی وَمَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهٗ[8]

---

[1] یعنی جسنے مجھ کو خواب مین دیکھا اُسنے حقیقت مین مجھ کو دیکھا ۱۲ [2] یعنی جس شخص نے حج کعبہ کیا اور میری زیارت کی اُسنے مجھ پر ظلم کیا ۱۲ [3] یعنی جو میری زیارت کریگا مدینہ مین آنکر ہو جاؤنگا مین اُنکے واسطے شفاعتی اور گواہ ہونگا [4] یعنی جسنے میری قبر کی زیارت کی اُسکا مین سفارشی اور گواہ ہونگا [5] یعنی جو شخص میری زیارت کرے اور زیارت کو مقصود اصلی جانے تو وہ شخص قیامت کی دن میرا ہمسایہ ہوگا اور جو شخص حرم مکہ مین یا مدینہ مین مریگا وہ شخص قیامت کے دن عذاب سے مامون رہیگا ۱۲ [6] یعنی جس شخص نے حج کیا حج اسلام اور زیارت کی میری قبر کی اور لڑا ایک لڑائی کفار کی ساتھ اور نماز پڑھی بیت المقدس مین تو اللہ عز وجل نہین سوال کریگا اس چیز پر جو اُسپر فرض کیا ۱۲ [7] یعنی جس شخص نے حج کیا مکہ کا پھر قصد کیا میری زیارت کا میری مسجد مین تو اسکے واسطے دو حج مبرور لکھے جاتے ہین ۱۲ [8] یعنی جس شخص نے میری زیارت کی بعد وفات کے تو گویا اُسنے زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی تو واجب ہوئی اُسکے حق مین ۱۲

شفاعتی یوم القیامۃ وما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر یعنے اس حدیث کے حاصل
پہلی اور چوتھی حدیث کو مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث خامس کو جیسا کہ گیارھوین حدیث
حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی
حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہے بارھوین حدیث
امیر المومنین سے ہے کہ من سأل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلّت لہ شفاعتی یوم القیامۃ
ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے حاصل
اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین فائدہ ایک اور زیادہ ہے وہ یہ کہ جو شخص حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اس طور پر کہ اللّٰہم آت سیدنا محمدا الوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ
آپ کرینگے یہ تینی حدیثین ہمنے ذکر کین انمین ہر حدیث کے ثبوت کے طریق متعددہ ہین اگر انکو جدا
ذکر کرین تو احادیث کے عدد اس سے زیادہ ہو جائین جو مذکور ہو چکے ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمۃ نے ذکر
ے فصل قرآن کی نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہے اور احادیث
ثبوت حیات انبیا علیہم السلام ہین از جملہ اون احادیث کے وہ حدیث ہے جو ابو یعلی نقل ثقات حضرت
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء
فی قبورہم یصلون اور جس حدیث سے کہ خاص حیات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی
وہ یہ حدیث ہے بہت مشہور و معروف کہ فرمایا آپنے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد
علیہ السلام لیکن علمانے اختلاف کیا ہے اسبات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہوتی ہے ہر سلام کرنے
حاصل کو خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اس حیات سے غائب ہو یا خاص اس شخص کو جو زائر قبر شریف ہو اور وہان

ف۱ میری شفاعت قیامت کے دن اور جو شخص میری امت مین سے میری زیارت کر سکتا ہو اور نکرے تو اوسکے واسطے کوئی عذر نہین ف۲
شخص نے میری قبر کی زیارت کی بعد میری موت کے پس گویا کہ اوسنے میری زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نکی
تحقیق اوسنے مجھپر ظلم کیا ۱۲ ف۵ یعنے جو شخص دعا مانگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اسبات کی کہ اللہ تعالی آپکو درجہ اور وسیلہ عنایت کرے
صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ملیگی قیامت کے دن اور جو زیارت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی تو ہوگا آپکے ہمسایہ
ف۶ الہی دے ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور درجہ بلند ۱۲ ف۷ یعنے انبیا علیہم السلام زندہ ہین اپنی اپنی قبروں مین نماز پڑھتے
ف۸ نہین ہے کوئی ایسا کہ سلام بھیجے گا مجھپر مگر یہ کہ اللہ تعالی پھیر لائیگا میری طرف میری روح کو کہ مین درود و سلام کرون گا اوس پر

حاضر ہوکر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ یہ فضیلت حاصل زائرین ہی کو خاصتہً بقرینہ اُور
قید کے جو روایات امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مین آئی ہے کہ ما من احدٍ یسلم علیّ عند قبری[1] اور تحقیق کلام اُس سطور
کا یہ ہے کہ بعضے فضلا ے متاخرین نے کی ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک
یہ کہ مقصود سلام بھیجنے والے کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہو اس بات کا کہ حضرت حق تعالی وتقدس
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے اسمین وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
بصیغہ غائب خواہ قائل اُسکا حاضر دربارگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ کہے السلام علی محمد
یا کہے السلام علیک یا رسول اللہ اس نوع کو بعض علما جناب رسالت علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے ساتھ
خاص کرتے ہین اور اسکا اطلاق اور و نپر منع کرتے ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اور و نپر حضرت کی طفیل و تبعیت مین
ہو تو کیا مضائقہ ہے اور دوسری نوع یہ ہے کہ مقصود اس سے تحیت اور اکرام ہے کہ زائر قبر شریف پر حاضر
ہوکر کہے جیسا کہ کوئی کسیکی مجلس مین داخل ہونیوالا اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے حضرت
عظمی کے ساتھ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرا واجب کرتا ہے جواب رد سلام کو مسلمان پر
خواہ بے واسطہ ہو فی المشافہہ خواہ بواسطہ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوۃ والسلام اس واجب ادا کرنے کی
رعایت مین حق واولی ہین ساری عالم سے اور اگر یہ حکم یعنی رد سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بعید نہین
اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز ہو بثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت ہین اور وہ جو دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص تمہاری اُمت سے
ایکبار تمپر سلام بھیجے مین اُسپر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہے کہ اس بات کو مخصوص پہلی نوع کی ساتھ
کرین جیسا کہ علما نے کہا ہے اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے
ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی وتقدس نے ایک ایسے فرشتے پیدا کئے ہین کہ زمین
پر پھرا کرتے ہین اور سلام میری امت کا مجھکو پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہے اور جو اوس
آستانہ شریف پر حاضر ہے اُسکے باب مین دو حدیثین آئی ہین ایک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام اوسکا سلام سنتے ہین اور یہ بھی بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے
ہین چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور یہ بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہے کہ

[1] نہین ہے کوئی شخص کہ سلام بھیجے مجھ پر میری قبر کے پاس آکر۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رَدَدْتُّ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ آخَرَ بَلِّغُوْنِیْہِ اور دوسری حدیث وہ ہے جو
دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ اس حالت میں بھی اپنے حضور کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل ہے
اور اسکا کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتا ہے اور جواب سلام آپکی طرف سے دینے کا متکفل ہوتا ہے
روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ یُسَلِّمُ
عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہَا مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ آخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَکُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور وجہ موافقت کی ان دونوں حدیثوں میں واللہ اعلم یہ ہو سکتی ہے کہ سنت الٰہی عزاسمہ اسبات پر جاری
ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک فرشتہ موکل ہو کر بندوں کی تسلیمات حضور میں پہونچایا
اور آشناؤں کے دربار میں ہوا کرتا ہے اور باوجود اسکے بعضے خاص بندوں کو خود نفس نفیس بھی جواب سلام کا
مشرف فرماتے ہیں نیا عبدا سعادہ من فاز ابدا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ مصرع
تمہیں چاہی ہیں تم چاہو ہو دیکھیں کسکو ۔ اور عبدالحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہیں احکام صغری میں
اسناد صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کی طرف سے ہو نکلے اور دنیا میں وہ
پہچانتا ہو اسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اسکا یعنی صاحب قبر اوسکو پہچان لیتا ہے اور اوسکو جواب سلام کا
دیتا ہے ابن عبدالبر نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اوسکو صحیح ٹھہرایا ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے
کچھ تھوڑا سا لفظوں میں تفاوت کے ساتھ اور بھی امام عبدالحق رحمہ کتاب عاقبت میں حدیث عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ وَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَأْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ اور ابن
ابی الدنیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی طرف سے گذرے
تو وہ آشنا اسکو پہچان لیتا ہے اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب دیتا ہے سمہودی کہتے ہیں
کہ اسبات میں احادیث بہت سے وارد ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب یہ بات اچھوں اور عاموں
میں پائی جاتی تو سید الاولین والآخرین وصفوۃ المتقین امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ

ف یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود بھیجے تو میں اسکے جواب کا خود متکفل ہوتا ہوں اور جو مجھپر اور جگہ درود بھیجے تو مجھے فرشتے پہونچا دیتے ہیں ۱۲
ف یعنی کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ سلام بھیجے مجھپر میری قبر کے پاس مگر یہ کہ اللہ تعالے موکل کرتا ہے ساتھ اسکے ایک فرشتے کو کہ پہونچاتا ہے سلام میرے پاس اور کفایت کرتا ہے اسکی آخرت اور دنیا کے امر کو اور ہونگا اسکے واسطے میں گواہ اور سفارشی قیامت کے دن پس کیا سعادت ہے اسکی کہ اس نعمت کو پہونچے اللہ تعالے کا فضل ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ۱۲
ف یعنی کوئی ایسا نہیں کہ جاوے اپنے باپ کی قبر کے پاس بیٹھ جاوے اسکے پاس مگر یہ کہ وہ انس کرتا ہے اسکے ساتھ یہاں تک کہ وہ اٹھے

کیونکر نباتی جائیگی بازری تو ثیق عربی الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اُنھون نے
کہا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ
جو آپکی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ اُنکا سلام سنتے ہین فرمایا نعم وارد علیہم
یعنی ہان سنتا ہون اور اُنکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن نجار ابراہیم بن بشار سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ ایکسال مینے حج کیا اور حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کیواسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین قبر شریف کے پاس پہونچا اور مین نے سلام کیا تو
اندر سے آواز آئی وعلیک السلام مثل اسکے اور قصص بھی اولیاء کرام و صلحائے اُمت سے بہت
منقول ہین اور باتفاق علمائے کبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہہ نہین ہے
اور اسیطرح سارے انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل تر اور بحقیقت تر حیات شہدا ہو
جنکی خبر اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہے زندہ ہین اور کیونکر نہو حال یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپکی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے علمی بعد وفاتی کعلمی فی
حیاتی[1] روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل نے اور ابو یعلی بنقل ثقات حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ
وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون[2] اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین اور اسکی تصحیح کرتے ہین کہ الانبیاء لا یترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون
بین یدی اللہ حتے ینفخ فی الصور[3] بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پہونچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین
تو مراد یہ ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہو ولیکن چالیس روز رات کی مدت مین
انکو نماز وغیرہ کی طاقت نہین ملتی اور بھی بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث
صحیحہ سے بہت ہین بعد اسکے ذکر کی وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی
علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپنے انکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور سوا اسکے اور احادیث
ذکر کیے ہین جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھ اور ساتھ انکے ملکر آپکا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے

---

[1] یعنی بعد انتقال کے میرا علم ویسا ہی ہے جیسا کہ حالت حیات مین تھا ۱۲ [2] یعنی انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبرون مین زندہ ہین اور نماز
پڑھتے ہین ۱۲ [3] یعنی انبیا علیہم السلام اپنی قبر مین بعد چالیس رات کے یونہین چھوڑے نہین جاتے بلکہ نماز پڑھتے ہین

اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا اثبات پر ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ انبیاء علیہم السلام
بعد انکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیتا ہے اور مثل شہیدونکے خدا تعالےٰ کے سامنے زندہ ہین اور
بعد اسکے صاعقہ نفخہ اولیٰ بحکم نص فصعق من فی السموات ومن فی الارض ان حضرات مین بھی
اور لازم نہین آتا کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہے مگر اس معنی کر کہ اس حالت مین شعور جاتا رہیگا
اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ وتقدس نے شہداء کو الا من شاء اللہ کی قید لگا کر اورون سے
چھانٹ لیا اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ سارے دنون سے افضل جمعہ کا دن ہے
اسدن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اسدن تمھارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے
صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری صلوات آپ پر کیونکر عرض کیجاوینگے اور حال یہ کہ
بوسیدہ ہو گئے ہونگے فرمایا حق تعالیٰ نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا حرام کر دیا ہے اور بزار نے
صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ فرشتے ہین سیر کرنیوالے زمین مین کہ میری امت کے اعمال مجھے پہونچاتے ہین
اور فرمایا کہ میری وفات فرمانا بہتر ہے تمھارے واسطے اسواسطے کہ تمھارے اعمال میرے سامنے عرض کئے
جاوینگے اگر بہتر ہونگے تو مین اوسپر خدا تعالیٰ کا شکر کرونگا اگر بداعمال دیکھونگا تو تمھارے حق مین
مغفرت کرونگا استاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیاء علیہم السلام
ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد مین کہتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام
کی ارواح شریفہ بعد قبض کر لینے کے انکی طرف بھیجدیجاتی ہین اور شہیدونکی طرف سے خدا کے
سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج مین ایک جماعت انبیاء علیہم السلام
کے ساتھ اکٹھا ہوئے اور انسے ملاقات کی اور صاحب تلخیص نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو مال چھوڑتا تھا وہ آپ ہی کے ملک مین باقی رہا جیسا کہ حالت حیات مین تھا ورثا کی طرف منتقل
نہین ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہی اور سبیل اسکی یہ ہی کہ آپکے اہل و عیال پر انفاق
کر دیا جائے بغیر اعتبار کرنے اوس تقسیم کے جو میراث مین ہوا کرتی ہے اور اثبات کو حضرت علی نے

۱ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوا اور یہ بات اسوقت تک رہیگی جسوقت صور پھونکے گا اسکے پس بیہوش ہو جاوینگے جو کہ بیچ آسمانون اور جو کہ بیچ زمین مین

کے خصائص سے شمار کیا ہو اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سیرت کے موافق ہے انتہی اور ان ائمۂ اعلام کے کلام سے نکلتا ہو کہ احکامِ نیا بھی ثابت ہیں پس انبیا علیہم السلام کی حیات شہدا سے اتم و اکمل و افضل ہوئی چنانچہ مذہبِ مختار و منصور ہو تو جیسا کہ ظاہر کلام بیہقی ہو اضیع میں اسبات کی طرف ناظر ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام مثل حیات شہدا ہے بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہے اصل حیات میں اور اٹھا دینے استبعاد میں نہ اسکے خصوصیات میں وارد ہو گی نہ جو بیا پر بعضے علما نے نزاع کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہو کہ حق سبحانہ و تعالے نے شہدا کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہے بل احیاء عند ربھم نیز قول تو صحیح ہے لیکن اسبات میں خلاف کیسا نہیں ہے کہ شہید و نیز موت کے احکام مثل منقطع ہو جانی ملک وغیرہ کے جاری ہیں اور کہا ہے اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہو کہ آپ ہی کہتے ہیں مات رسول اللہ عن کذا النبوۃ و مات و ہو راض من العشرۃ اور نسبت موت کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہیں پھر آپ ہی حیات کی طرف ثابت کرتے ہیں اور زرکشی کہتے ہیں کہ کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہو مات فاحیاہ اللہ تعالی اور شہرستانی نہایۃ الرام میں امام الحرمین سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا انھون نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور جو لوگ آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں آپ انکو سنتے ہیں اور سبکی شفاء الاسقام میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی کی نہیں ہو اور حق سبحانہ و تعالے نے آپکو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے طریقۂ اماتت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہے اُس موت سے جو ہمیشگی کی ہے اور یہ حیات شہیدوں کی حیات سے اعلی اور اکمل ہو اور حیات کے اسکا روح کے واسطے بے اشتباہ ہو اور مگر بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بدن بوسیدہ نہیں ہوئی اور روح کا پھر آنا بدن کی طرف تو ثابت ہو ساری اموات کے واسطے انہیں کی شہید ہون کہ غیر شہید کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہنے میں ہو اسطرح پر کہ بدن اُس سے زندہ ہو جاتا ہو جیسے دنیا میں زندہ تھا یا بدن بے روح کے زندہ رہتا ہے اور یہ بات کچھ خدائے تعالی کی قدرت سے بعید نہیں اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایک امر عادی ہے کچھ عقلی نہیں عقل کے

ا؎ بلکہ زندہ ہیں وہ سب نزدیک اپنے رب کے روزی دیے جاتے ہیں ١٢ ؎ انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنی بی بیان چھوڑکر اور انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہ کہ وہ راضی تھے دس بہترین سے ١٢ ؎ یعنے آپ کو موت

نزدیک وہ جائز ہے پس اگر اسپر کوئی دلیل سمعی صحت کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائیگا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہیں اور اسکو ثابت کیا ہے اور نماز پڑھنا موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اسکا مثبت ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہیں ہوتا اور اسیطرح وہ صفات جو شب معراج میں مذکور ہوگئے اور انبیا علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں وہ سب صفات اجسام ہیں لیکن جاننا چاہیے کہ ساری اہل سنت وجماعت کو اثبات کا اعتقاد ہے کہ ساری اموات کو عموماً اور انبیا علیہم السلام کو خصوصاً ادراکات مثل علوم وسمع کے ثابت ہیں اور ہمکو یقین ہے اثبات کا کہ مردہ قبر میں پھر زندہ ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور کوئی حدیث اثبات میں وارد نہیں ہوئی کہ بعد زندہ ہونے کے پھر دوسری دفعہ قبر میں مرجاتا ہے بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام قیامت ادراک کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہے کفایت کرتی ہے حیات کسی ایک جزو میں اسکے اجزاے سے کہ جس سے اسکا جثہ قائم نہو جیسا کہ دنیا میں قائم تھا ولیکن ان دلیلوں سے جو حیات انبیاء علیہم السلام پر دلالت کرتی ہیں انکے ابدان شریف کی حیات ثابت ہوتی ہے جسطرح کہ دنیا میں تھی مگر اتنا فرق ہے کہ حیات دنیاوی مقتضی غذا ہے اور اس حیات میں غذا کی طرف احتیاج نہیں اور حق تعالیٰ قادر ہے کہ جسطرح دنیا میں بدن کو کھانے پینے کے ساتھ زندہ رکھتا ہے وہاں بغیر کھائے پیئے زندہ رکھے اور ایسے بعضے کیفیات بدن میں پیدا کردے کہ جسکی جہت سے غذا کی طرف احتیاج اور التفات نہو چنانچہ دنیا میں بھی بعضے احوال میں کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مدتوں آدمی کو کھانے پینے کی طرف التفات نہیں ہوتا اور حاجت نہیں پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر نہیں جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہے اسیطرح اور اسباب بھی اسکے پاس ہوں کہ جنپر بقائے ابدان منوط ہو انہ علی کل شی قدیر اور قدوۃ المحققین کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ فرماتے ہیں کہ بعد اتفاق کے اہل حق کے اثبات پر کہ قبر میں روح اس مقدار اعادہ کرتی ہے کہ جس سے مردہ نعیم وعذاب کو قبر میں ادراک کرسکتا ہے بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعادہ میں تردد کیا ہے کہتے ہیں کہ روح اور حیات میں کچھ ملازمہ نہیں کہ بغیر روح کے حیات ہو نہیں سکتی اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بدن کو بغیر

پھر اللہ تعالیٰ نے آپکو زندہ کردیا بلا تحقیق کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۱۲

زندہ رکھے اور یہ جو دُنیا میں مُشاہد ہے کہ تمام حیات رُوح سے ہوتی ہے یہ ایک امر عادی ہے کچھ عقلی
نہیں پس بعضی علماے حنفیہ قائل ہوئے ہیں ساتھ دمنع رُوح کے جسد میں اور بعضی قائل ہیں کہ اتصال
رُوح کی تھی کے ساتھ ہوتا ہے اور رُوح وہی دونوں امر باقی ہیں انتہی **فصل** جاننا چاہیے کہ حیات
انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے مگر ہمیں البتہ بعضے علما کا خلاف
ہے کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبروں میں ہیں ٹھہرے رہتے ہیں یا انکو کہیں اور لیجاتے ہیں
شیخ علاؤالدین قونوی کہ محققین علماے شافعیہ سے ہیں کہتے ہیں کہ اس باب میں جو کچھ مجھپر ظاہر ہوا ہے
یہ ہے کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنا انبیا علیہم السلام کا قبروں میں ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے
ثابت تھی کچھ فرعی مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ اُن حضرات کی
پہلی حیات زائل ہوگئی اب اُسی حیات کے عود کرنیکی اثبات پر قطعی دلیل درکار ہے تا کہ اعتقاد اسبات
پر راسخ ہو اور ساتھ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالے کے پاس زندہ
ہیں ایسی حیات سے جو اس حیات سے متعارف سے اکمل و اشرف و اعلی ہے اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ
حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ رفیق الاعلی کے سمٰوات علا میں موجود ہیں اور یہ حالت
افضل و اکمل ہے اُس سے کہ قبر شریف میں ٹھہرے رہیں اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن
کی قبر میں جا تنگ نگاہ جاتی ہے دہانتک وسعت اور فرحت کر دیتے ہیں چہ جاے قبر شریف سید اہل
اصطفا و سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کہانتک وُسعت ہوگی ولیکن آپکا رہنا قبر شریف سے
جنت اعلی میں جسکا عرض سمٰوات وارض اکمل و اعلی ہے ساتھ اسکے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیا علیہم
السلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبروں میں چھوڑے نہیں جاتے اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے
ہیں صور پھونکنے تک اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میں اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہوں اس بات
سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر میں چھوڑے پس قطعیت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ میں زندہ موجود
رہنیکی جیسا کہ پہلے وفات کے تھے متعذر ہے اور اگر نماز پڑھنا موسے علیہ السلام کا اپنی قبر شریف
میں ہمیشہ قبر میں رہنے پر دلالت نہیں کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور کیونکر دلالت کرے اور
حالانکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت موسی علیہم
السلام کے ساتھ مع اور انبیا علیہم السلام کے آسمانوں پر ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونوں کے

یہ ہے کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانوں پر رہتے ہیں مگر کبھی کبھی ہر جگہ بھی تشریف لیجاتے ہیں اور
قبر ہو خواہ اور کوئی مقام اور اس جگہ لازم نہیں آتا کہ قبروں میں ہمیشہ رہتے ہیں یہ کلام ہے
قونوی کا اس صریح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قونوی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبروں میں موجود رہنے
میں تردد ہے لیکن جس مدعی ہیں کہ ثبوت حیات ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ گفتگو نہیں اس جہت سے کہ دلیل
قطعی سے ثابت ہے چنانچہ خود قونوی بعد اس کلام کے کہتے ہیں کہ مگر دوسری قسم کی حیات کے اثبات میں
جو حیات متعارفہ کی مغایر ہے اور کھانے پینے پر موقوف نہیں کسی طرح کی نزاع اور تردد نہیں پس
ثابت ہوا کہ خلاف فقط اسبات میں ہے کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے قبور شریفہ میں ایسی زندگی
ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا میں حاصل تھی دوام و استمرار اسکے ساتھ ہیں یا نہیں یہاں پر ایک
گفتگو ہے اگر کان رکھکر سنیں تو شاید محل قبول میں پہونچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل حیات
دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار میں جانبین سے کسیکی دلیل قوی نہیں جو کہتے ہیں کہ ابدان شریفہ انبیا
علیہم السلام کے ہمیشہ قبور میں نہیں رہتے انکی دلیل یہ دو حدیثیں ہیں ایک الانبیاء لا یترکون الخ
و انا اکرم علی ربی الخ اور جو قائل ہیں ہمیشہ قبور میں رہنے کے انکی دلیل بھی دو حدیثیں ہیں ایک
الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون اور دوسری وہ حدیث جس میں موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے دیکھا جانا
مذکور ہے اور یہ قاعدہ مقررہ ہے اذا تعارضا تساقطا اور کچھ شک نہیں کہ اجساد انبیا علیہم السلام
کا قبر میں رکھا جانا معائن اور مشاہد ہے اور اصل باقی رہنا ہے اپنے حال پر اور نہ منتقل ہونا
جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اسکے خلاف پر قائم ہو اور حقیقت میں قائم نہیں ہوئے پس ثابت ہوا
کہ جس حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہے وہ قبور میں ہوگی نہ سموات میں واللہ اعلم اور محققین اہل حدیث
اور شراح اسکے اسبات پر ہیں کہ حدیث الانبیاء لا یترکون اور اسی طرح انا اکرم علی ربی
انکے آخر ہما صحت کو نہیں پہونچی ہیں اور ثابت نہیں ہوئیں اور ان حدیثوں کی روایت
کرنے والوں میں کوئی ایسا ہے کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہے اور اگر یہ حدیثیں صحیح ہوں
تاویل اُسکی یہ ہے کہ مراد ترک سے بے شغل رہنا ہے عبادت سے اور بعد گذر جانے مدت کے بھی قبروں میں

سلہ یعنی انبیا نہیں چھوڑے جاتے ہیں ۱۲ سلہ یعنے اور میں بزرگ تر ہوں نزدیک پروردگار اپنے کے ۱۲ سلہ یعنے انبیا زندہ
ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں ۱۲ سلہ یعنے دو دلیلیں متعارض ہوتی ہیں تو دونوں ساقط ہو جاتی ہیں ۱۲

مشغول نماز و طاعتِ حق تعالیٰ و تقدس ہین بلکہ حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین ایسا ہی کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے اُٹھایا نجائے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار تعالیٰ سے اپنی امت مین قیام قیامت تک رہنا مانگ لیا ہے تاکہ میری امت بحکم وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم نزول بلا و عذاب سے محفوظ رہی اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ استمرار و ہمیشگی قبر مین بحقیقتِ حیات حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہی اور سارے انبیا علیہم السلام کو اصل حیات عند اللہ تعالیٰ ثابت ہے جسپر سبکا اتفاق ہی واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگونکے نزدیک مصلحت یہ ہی کہ آپ اہلِ شام سے جا ملیے تاکہ اس بلا سے آپکو نجات ملے فرمایا کہ مین ہرگز روا نرکھون اس بات کو کہ اپنی دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑ دون اور قضیہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ مین حجرہ مبارک سے اذان کا تین روز تک سُننا مشہور ہے مگر وہ جو تورپشتی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین مین تشریف رکھنے کو ترجیح دی ہے آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اُسکا جواب یہ ہے کہ جب ایک ایک ادنیٰ مومن کی قبر ایک باغچہ ہی باغون جنت سے تو ضرور ہی کہ قبر شریف حضرت سید الاولین و سید الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ حضرت سید الاولین صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف ہی مین تصرف و تسلط سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین جنت سے حجاب اُٹھ گیا بغیر اس بات کے کہ آپ وہان سے نقل فرماوین اسواسطے کہ آخرت اور برزخ کے احوال دنیا کے احوال پر قیاس نہین کیے جا سکتے اور وہ جو اُن دو باتون کی تطبیق مین ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاقات کرنا انکے ساتھ آسمان مین تورپشتی نے کہا ہے کہ انبیا علیہم السلام باوجود اس بات کے کہ انکا ٹھہراؤ آسمانون مین ہے کبھی اپنی قبرونکی طرف بھی نزول فرماتے ہین تو وہ شخص جو اُنکے استقرار کا قبور مین دعویٰ کرتا ہے اسکے عکس کی طرف جاتا ہے اور کہتا ہے کہ باوجود اُنکے قائم رہنے کے اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذ ہی سے کہ اُس عالم مین انکو عنایت کی گئی ہے سموات پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہہ سکتا ہی کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اور نہین تھا اللہ کہ عذاب کرتا اُنکو اور تو بیچ اُنکے تھا ۱۲ ز

انبیا علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کی وقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہوا
صورت مین ملال ناحل ہی پڑا منقول ہے بسبب استقرار آسمان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت
انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور شیخ ابن ابی حمزہ بہجہ مین کہتے ہین کہ دیکھنا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہون کا احتمال رکھتا ہے اول یہ کہ انکو اپنی
قبرون مین آسمانون پر سے دیکھا ہو اور جائز ہے کہ حضرت حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
قسم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو مطابق اسکے جو آپ نے فرمایا ہے کہ رایت الجنۃ والنار فی عرض
ہذہ الحائط[۱] یہ دو طرح کا احتمال رکھتا ہے ایک تو یہ کہ جنت و نار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہو
کہ کوئی کہے رایت الهلال فی منزلی من الطاق[۲] تو مراد موضع طاق ہے دوسری یہ کہ صورت جنت
کو اللہ تعالے نے عرض حائط مین متمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہو دوسری وجہ
کہ جائز ہے کہ حضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام کے اجساد کو دیکھا ہو یا
ارواح شریفہ کو دیکھا ہو انھین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ کہ قادر مطلق جل علا شانہ اس رات
حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال کیواسطے انبیا علیہم السلام کو قبرون مین سے اٹھا
آسمانون پر لیگیا ہو تا کہ انکی صحبت سے حضرت کو بشارت و انس حاصل ہو یا کوئی اور امر منظور ہو کو
اسپر اطلاع نہین یہ ساری وجہین محتمل ہین اور انہین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور
قدرت کاملہ کل کی صلاحیت رکھتی ہے انتہی اور جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے قبر
مین ہونے پر دلالت کرتا ہے از جملہ اسکے واقعہ سلطان معید نورالدین شہید ہو کہ سن پانسو ستاون مین
واقع ہوا یعنے سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا اور فرمانا
آپکا سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر مدینہ
مین اور ان دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کرکے انکو جلوا دینا اسکے بعد حجرہ شریفہ کے گرد خندق
کھدوا کے سیسا گلوا کر نیو بھرانا چنانچہ تفصیل اسکی بیان فضائل مسجد مین ذکر ہو چکی ہے اور اس قصہ کو
سارے مؤرخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور ان مؤرخین مین بڑے بڑے علما
مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی اور امثال انکو علما

[۱] دیکھا مینے جنت و نار کو اس حائط کے عرض مین ۱۲ [۲] دیکھا مین ہلال کو اپنے منزل مین طاق سے ۱۲

امام عبداللہ شافعی لکھتے ہین کہ بعضے علماء باطن نے کہا ہے کہ سلطان نورالدین شمار کیا گیا ہی جالیس
ولیا مین سے اور نائب اُسکا صلاح الدین تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مینے تواریخ ملوک کو تتبع کر کے
دیکھا تو بعد خلفای راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے کوئی بادشاہ نورالدین کے برابر نیک سیرت نہین
پایا اور ہمکو تعجب ہی کہ اُسکے ترجمے مین اس قصۂ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علما
قوی البدن اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ التفات اور تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف بالکل
منقطع اور مرتفع ہو گیا ہی بلکہ درمیان اُنکے اور اُنکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہی کہ
دوسری جگہ مین ثابت نہین اسیطرح درمیان ساری قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہی
کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہی کہ سارے اوقات
مین زیارت کا استحباب آیا ہے بعد اسکے بہت سے احادیث اسباب مین نقل کر کے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث
دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ مُردون کو ادراک سمع حاصل ہی اور اس مین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت
ہی کہ مشروط ہی حیات کے ساتھ پس سبھی مُردے زندہ ہین لیکن زندگی اُنکی حیات شہدا سے مرتبے مین کم ہی اور
حیات شہدا سے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہے اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور علما ہی وہی ہی جو
تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل **فصل** چونکہ اس مطلب کی
تحقیق مین یہان بسط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کی طرف جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ
کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا موجب ہوگا ومن اللہ التوفیق **بحث اوّل** حدیث
الّا ردّ اللہ علیّ روحی مین اشکال مشہور ہی وہ یہ ہی کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم کا بدن شریف مین اور سلام کیواسطے کسی ایک اُمتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی
ہے اسبات پر کہ آپکی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہے اسواسطے کہ اگر آپکی حیات دائم اور مستمر ہو
تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنے نہونگے کیونکہ معنے تو اُسکے یہی ہین کہ سلام کے وقت
پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہے کہ ساتھ اُسکے وہ سلام کرتے ہین اور **جواب** اس اشکال کا
علما نے بہت سی وجہون سے بیان کیا ہے **ایک** وجہ یہ کہ معنے حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالیٰ و تقدس
پھیر لایا ہی میری روح کو مجھپر کہ مین وہ سلام کرتا ہون مگر اسوجہ مین بعض علما بعلوق کو بسبب بیان کرتے ہوا

لہ یعنی بعد تردد کے وجود انبیا علیہم السلام مین قبور کے اندر ۱۲ منہ رَدّ کے معنے یہ کہ روح کو پھیرین تا لب بستہ مین ۱۲—

تو پھر کے گفتگو ہو کہتے ہین کہ حاصل اشکال لزوم اقتران حال ہو زمان فعل کے ساتھ اسواسطے کہ وہ کلام
ہو اثبات کو کہ رد سلام اور اعادہ آپکی روح کا امتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہونا پہلے
وفیہ ما فیہ دوسری وجہ یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہے بلکہ عبارت ہو روح اقدس
واطہر واعطر کے متوجہ ہونے اس عالم کی طرف شہود حق تعالی ومشاہدہ ملاء اعلی کیطرف سے اور بعض
نے کہا ہے کہ یہ کلام خطاب ہو اہل ظاہر کے مقدار پر کہ پھیرنا مردون کا تعبیر پھر آنے روح کے
نہین ہوتا اور خلاصہ کلام کا کنایہ ہے سننے سے اور **جواب** اس اشکال کا بوجہ اتم واکمل یہ ہے
کہ اگر رد روح کا ظاہری معنی پر حمل کرین تو بھی لازم آتا ہے کہ قالب شریف مین بقائی روح شریف
دائم مستمر ہو اسواسطے کہ جب پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کیطرف جواب
سلام دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت ہوگا ورنہ لازم
آویگا کہ حجاب موتین طاری ہون اور اثبات کا کوئی قائل نہین اور کوئی عاقل اسکا التزام نکریگا
اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہو ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت ایسی نہین ہو کہ ایک امتی آپکا آپ پر
سلام نہ بھیجتا ہو پس لازم آویگا دوام حیات اور دوام رد سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی
کہ حدیث شریف مین اگر رد روحی فی باقی جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ رہنے کا
اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے علی روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہے ثبوت ہونیکا
ورود ونزول پر پس گویا کہ روح عبارت ہے کسی خاص نوع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل دوام
حیات کے لیفہم **بحث دوسری** کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے حضرت موسے علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسی ہی اور انبیا کو شب معراج
مین اور حضرت موسی اور حضرت یونس علیہما السلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک
پکارتے چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ گویا مین موسی کو دیکھ رہا ہون کہ ثنیہ سے
اترتا ہے اور لبیک کہتا ہے اور ویسی طرح فرمایا کہ گویا مین دیکھ رہا ہون کہ یونس لبیک
ہو اور حالانکہ نماز وحج وغیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف وامتحان کا گھر ہے
اور دار آخرت مین کسی قسم کی تکلیف وامر ونہی نہین ہو علمانے اس سوال کے جواب بھی چند
سے دئے ہین اول یہ کہ یہان صلوۃ بمعنی ذکر اور دعا کے ہو اور ذکر ودعا اعمال آخرت سی ہو

یہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین شہدا سے اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس پس حج و نماز کرنا اونکا کچھ بعید نہین دوسری یہ کہ انبیا علیہم السلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے اسواسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانی انظر الی یونس[1] اور بعضے کہتے ہین برزخ مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہے اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین اور منقطع ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہے اور قیامت مین بھی جو منقطع ہے تو تکلیف و امتحان ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے وقت سجدہ کرینگے تو وہان معنی سجدے کے سوا عبادت و عمل کے کیا ہونگے اب جاننا چاہیے کہ معنے تشبیہ کے جو حدیث مین کانی انظر وارد ہوا ہے کیا ہین بعضے کہتے ہین کہ یہ رویا خواب ہو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بینا انا نائم رایتنی اطوف بالکعبۃ اور رویت خواب مین خارجی چیز کے دیکھنے کے حکم مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اخبار ان چیزون سے ہین جو کچھ احوال انبیا علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے ہین انکو آپ نے کمال تیقن سے حکم مشاہدہ اور عیان کا دیکر رویت اور نظر سے تعبیر فرمائی ہے اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہین کہ بعید نہین ہے یہ کہ کہا جائے کہ ارواح مقدسہ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان شریفہ سے بمنزلہ ملائکہ کرام ہین بلکہ اونسے افضل اور جیسا کہ ملائکہ مختلف صورتون مین متمثل ہوجاتے ہین اسی طرح جائز ہے کہ ارواح انبیا علیہم السلام بھی متمثل ہوجائین اور ممکن ہے کہ یہ تصرف بعضے خاص بندون کو حالت حیات مین بھی ہو اور ایک روح چند بدنون مین سوا بدن معہود کے تصرف کرے چنانچہ بعضے محققین بیان حقیقت ابدال مین لکھتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اور پہلی جگہ اوسکے بدل اوس کی شبیح و مثال رہتی ہے اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم اور متوسط ثابت کرتے ہین اور اس کا نام عالم مثال رکھتے ہین اور اس عالم کو عالم اجساد سے

[1] یعنے گویا کہ مین دیکھتا ہون یونس کی طرف ۱۲ [2] درمیان اس کے کہ مین سوتا ہون اپنے تئین مین نے دیکھا کہ طواف کرتا ہون کعبے کا ۱۲

حقیقت تر اور عالم ارواح سے کشف کہتے ہین اور ظاہر ہونا ارواح کی صورتون مختلف مین او
ظاہر ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مین بصورت د
کلبی رضی اللہ عنہ اور حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی تعلق رکھتے اُسی عالم مثال سے
اور اسی پر بنا کرکے جائز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود اسبات کے کہ چھٹے آسمان
مستقر ہون اپنی قبر شریف مین بھی بصورت مثال متمثل ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دو نون جگہ اُن کو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعد ثابت کرنے عالم مثال کے بہت سے مسائل کا جوا
نکل آتا ہے اور بہت سے اشکالات مثل بیان وسعت جنت اور اسکے ملاحظہ فرمانے کے
حائط مین مثلاً منحل ہو جاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہے کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا
علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہے اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دیکھنے کی حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو اُس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے
روحانیات کے زمان و مکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اُن زمان و مکان
اور درمیان زمان و مکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہے کہتے ہین کہ اُس عالم
مین ایک ظرف ماضی و مستقبل و حال کے منقسم نہین ہے اور حالت ہونے یونس علیہ السلام
مچھلی کے پیٹ مین و عبور کرنے موسیٰ علیہ السلام کی دریاے نیل سے اور حالت وجود آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہے حالت رویت حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُن حضرات
علیہ السلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہے جو اُن حضرات نے اپنی حیات
مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اُسکا اشکل
وارفع ہے اس سے کہ اُن کی تمثیل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے انکو انکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث مین طول دینا اصل مقصود سے
دور پڑنا ہے اسواسطے اتنی ہی پر اختصار لازم ہوا واللہ اعلم و علمہ احکم باب
پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر و اطہر و اقدس سید الانس والجان صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم مین واجب ہے یا مستحب در بیان توسل و استمداد مین ساتھ اُس جناب
منقبت قباب و جنت مآب کے علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ

واصحابہ وسلم کی باجماعِ علماء دین قولاً و فعلاً سب سنتوں سے افضل ہے اور سارے مستحبات سے
موکد تر قاضی عیاض رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ
سنت ہے جسپر سبکا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہے جس میں سب کی رغبت ہے اور بعضے علما سے
مالکیہ اسکو واجب کہتے ہیں اور دوسرے اس قول کی تاویل سنن واجبہ کر کرتے ہیں اور گویا کہ
مراد سنن واجبہ سے سنن موکدہ ہیں نہایت تاکید کر اور اکثر علما اسبات پر ہیں کہ سنت زیارت
بعد ادا کرنے فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہے
کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید المرسل صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے قاضی ابو الطیب کہتے ہیں کہ بعد حج و عمرہ کے
مستحب ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ
سے روایت کرتے ہیں کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہے کہ پہلے مکے میں آوے اور مناسک حج
بجا لاوے بعد اسکے مدینے میں آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے اور ساری مستحبات سے
موکد قریب بدرجہ واجبات ہے اور چاروں مذہب کے علما نے حج کی مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت
کرے بعد اسکے حج کرنے کو جائے اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہِ حج مدینہ منورہ کی
طرف سے نہوتی اس پر بھی زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے ٹھہراتے
اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکہ معظمہ پر زیارت مدینہ مطہرہ کی مقدم کرنے میں کسی قسم کا
خلاف نہیں ہے اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت
کو باصول اربعۂ شرع بیان کیا ہے مگر کتاب اللہ پس حق تعالےٰ کے قول سے ولو انھم
اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ
میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اصحاب کی ترغیب پر کہ اس آستانہ شریف پر
حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استغفار مانگیں

لہ اگر یہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہیں جانوں اپنی کو آویں پاس تیرے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم الخ

اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونیوالا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ حیات وممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپکا اُمت کے واسطے بعد وفات کے ملاحظہ کرانے ملائکہ کے ہمارے اعمال اُمت کو جیسا کہ فصل سابق مین مذکور ہو چکا ثابت ہی اور آپ کے کمال رحمت سے کہ اُمت کے حال پر مبذول ہی اُمید ہے کہ آستانہ پر حاضر ہونے والے کے حق مین بہ نسبت اورون کی استغفار نہایت ابلغ و اوکد ہوتا ہو اور سارے علما نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ حیات وممات کا برابر ہونا آیہ مجیدہ سے سمجھکر آدابِ زیارت مین حکم دیاہے کہ اس آیت کو حضوری کے وقت پڑھ طلبِ مغفرت اُس جنابِ رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایت اُس اعرابی کی جو بعد وفات فرمانے کے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور و معروف ہی اور جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اُس نے یہ حکایت بھی لکھی ہے اور اوس کے پڑھنے کا استحسان کیاہے اور بہت سے ائمہ اعلام نے ا[illegible] معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین نے مدینے مین حاضر ہو زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہ شریفہ مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہر کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالے نے ایک سچی کتاب آپ پر اُتاری ہے اور اوس مین فرمایا ہے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الایہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس اعرابی نے رو کر یہ بیت پڑھی

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه ❊ فطاب من طيبهن القاع والاكم ❊ نفسي الفداء لقبر انت ساكنه ❊ فيه العفاف وفيه الجود والكرم ❊

پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اُس جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین تو اُس اعرابی کے پاس جا اور اسکو بشارت دی کہ حق سبحانہ تعالے نے میری شفاعت

لہ اور اگر یہ لوگ جس وقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس بخشش مانگنے اللہ سے ۱۲ ﷲ اے بہتر ان لوگون [illegible] مدفون ہوئی ہین زمین ہموار مین ہڈیان اُنکی پس معطر ہوگئی اُن ہڈیون کی بو سے زمین ہموار اور ٹیلے میری جان فدا اس قبر پر کہ تم اُسمین ساکن ہو اُس قبر مین پارسائی ہی اور اُس قبر مین جود وکرم ہے ۱۲

ای مغفرت کی اور اُسکے گناہون کو بخشدیا اور حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام مین حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرادیا اور خاک
سر پر ڈالنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سُنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے
اور جو کچھ آپ نے خدا تعالے سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور از جملہ اُسکے
آپ پر اترا ہے یہ آیت ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول
لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ
میرے واسطے استغفار کیجیے قبر مبارک مین سے آواز آئی قد غفر لک اور نگر وارد ہونا سنت کا
زیارت مین وہ حدیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے ہر سُنت
متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب مین وارد ہوئی ہے زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب مین کافی ہے کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہے اسکی
زیارت بطریق اولی مستحب ہوگی اور اجماع اُمت فضیلت زیارت قبر شریف اور اُس کے
استحباب پر وہ بھی مذکور ہو چکا ہے ولیکن اختلاف ادہ نسا مین ہے بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو
زیارت قبور جائز نہین کیونکہ اُن کی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبون کی مرد و عورت سب کو عموماً
مستحب ہے اور عموم نہی سے جو زیارتِ نسا مین وارد ہوا اِن قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہو اور
بعضے کہتے ہین کہ نہی سابق حدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الخ سے منسوخ ہو گئی اور منہوی
متاخرین ائمہ شافعی سے ہین اولیا و صالحین کے قبورون کو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین
حضرت زیارت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا شہداے اُحد کو اور تشریف لیجانا اُن کا سید الشہدا حمزہ
رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فضل بقیع مین مذکور ہو چکا ہے اور وارد ہونا
روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

وہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس پس بخشش مانگے اللہ سے واسطے اُنکے رسول اللہ پاوین گے
اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان ۱۲ بیشک تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے ۱۲ اسکے معنی منع کیا تھا قبرون کی زیارت کرنے سے

عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکہ معظمہ مین زیارت کی ہو تو یہ قبول
ہو واللہ اعلم آپ نے دیا قیاس وہ یہ ہے کہ حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبور بقیع
شہداء احد کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرون کی قبورکی زیارت مستحب ہو
زیارت قبر مبارک سلطان قبین وزان سرورکون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما تھا قب ال
ودار بقمی ان بطریق اولیٰ مندوب ومستحب ہوگی اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ زیارت قبور سے
فقط تذکر آخرت ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے زوروا القبور فانہا تذکرکم الآخرة
کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا واستغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت صلی اللہ
وآلہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اٹھانا ہوتا ہے اہل
سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام کہتے ہین کہ جس
کہ اسکی حالت حیات مین نفع اٹھا دین اس سے بعد اسکے مرنے کے بھی تبرک وانتفاع
امام شافعی رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ کی
دعا کے واسطے تریاق اعظم ہے اور بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ مین نے چار آدمیون کو اولیا
کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین جیسا کہ حالت حیات
مین رکھتے تھے یا زیادہ اس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کئے ہین اور بعضے علماء
نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے مین خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین بن ہمام
ہین واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا قرار مقدس حضرت سید الرسل صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور مزارات جمیع انبیا ومرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت
امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنےٰ کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم
کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہے اور کبھی زیارت
واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہت مانوس
میت اسوقت ہے جبکہ کوئی اسکے آشناؤن مین سے اسکی قبر کی زیارت کو آوے

ا؎ تم زیارت قبور کرو ۱۲ ؎ یعنی تم قبرون کی زیارت کرو کیونکہ وہ یاد دلائی گئی آخرت ۱۲

اور اسباب مین احادیث بہت وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہے کہ من[1] زار قبر ابویہ
فی کل جمعۃ او احدہما کتب بارا وان کان فی الدنیا عاقا قبل ذلک کہا جاتا اور قبر مبارک حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل ہین اور امام مالک
سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی کہے زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہے عبدالحق صقلی کہتے ہین کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ زیارت
ایک فعل ہے کہ کرنا نہ کرنا اسکا برابر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی
زیارت واجب ہے اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہے کہ یہ کراہت زیارت کی اضافت قبر
کی طرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے تو کچھ کراہت نہین اور
قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے مکروہ ہے وہ یہ کہ اللہم لا تجعل[2]
قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد اور اصل زیارت
اگرچہ اس قبیل سے نہین ہے لیکن اس سے زبان کی نگاہ رکھنے مین احتیاط ہے جیسا کہ طریقہ
امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا حدیث مین اسبات کا
منافی ہے سبکی کہتے ہین کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہونچی ہوگی یا خود مجوز
قبور غیر نبی مین ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے
کہ اگر کوئی کہے زرت[3] النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مین مکروہ رکھتا ہون کیونکہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اعظم و اعلی ہین اسبات سے کہ انکی زیارت کیجاوے اور بھی ابن رشد کہتے ہین کہ
وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات مین ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم زندہ تر ہین ہر زندہ سے سوائے اللہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ زیارت اکثر اوقات
و اغلب احوال مین مردون کو نفع پہونچانے کے واسطے ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] یعنی جو شخص اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو یا ایک ان دونون کی تو لکھا جاویگا بار یعنی نیکی کرنیوالا
والدین کے ساتھ اگرچہ تھا دنیا مین اس سے پہلے ان باپ کی نافرمانی کرنے والا ۱۲ [2] یعنی اے اللہ مت کیجیو
میری قبر کو ایک بت کہ جسکو لوگ پوجین بہت بڑا غضب خدا کا اس قوم پر ہے کہ جنہنے بنا لیا ہے اپنے نبیون کی قبرون کو
مسجدین ۱۲ [3] یعنی زیارت کی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۲

کی زیارت ایسی نہین ہی جو بتقدیر منع اور کراہت راجح باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہے اور دو
کے نزدیک مختار عدم کراہت ہے اور یہی ظاہر ہے **فصل** اور اگر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور شد رحال کرنا یعنے لاد پھاند کر جانا اس نعمت عظمیٰ کے
حاصل کرنے کو پس ہرگاہ زیارت قبر شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی
اسکو لازم ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ دلیلون مین عموم ہے اور ان سے قرب و بُعد کا اس مین
استوا نکلتا ہے اور اگر حدیث لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد مراد اس سے سوا اُن مساجد
ثلثہ کے اور کسی مسجد کی طرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہو چنانچہ قاعدہ نحوی اسکا مقتضی ہے
قاعدہ نحوی یہ ہے کہ استثنا مفرغ مین واجب ہو کہ مستثنی کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر
سوا ان مساجد کے لازم نہین آتی ہے اور کیونکر ہو اور حالانکہ سفر حج اور سفر جہاد اور سفر ہجرت
دار کفر سے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور مشروع ہین اور بعض
کہتے ہین کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس فرمانے سے یہ ہے کہ قبر مقصود کسی
مسجد کے قصد ہین نہین ہے سوای ان مساجد ثلثہ کے یعنے مسجد حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصے کے
اسلیے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد مسجد شریف لازم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی مین مزار
واقع ہے اور مقصود وہان حاضر ہونے سے دونون امر ہین مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجا لانا جیسا کہ حالت حیات مین آپ کی ملازمت حاصل کرنے کا قصد
کرین نہ فقط تعظیم قبر شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور طرف
مطلقاً ممنوع نہین ہے بلکہ اگر ممنوع ہو تو باعتقاد تعظیم و فضیلت و مضاعف ثواب ہوا کرتا ہے
اس طرح اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہین اور جو مقامات ان
فاصلے کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کرکے پیادہ و سوار جانا درست ہے
کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہے دور و دراز جانے کو جیسا کہ بعضے علما نے کہا ہے اور جمہور علما
پر ہین کہ نذر صالحہ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے مطلقاً جائز رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ
اگر بغیر شد رحال کے ہے تو جائز اور اگر نہین تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبد اللہ بن عمر

له یعنے نہ لاد پھاند کر جاؤ مگر تین مسجدون کی طرف ۱۲

رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اُسکا اُسپر لازم ہوگا یا نہین
فرمایا لازم ہوگا اور ورود فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد
ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہے کہ نماز اس مسجد کی عمرے کے
برابر ہے اور وارد ہوا ہے کہ دو رکعت اس مین افضل ہے ہزار رکعت سے مسجد اقصیٰ مین اور
ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ
اور مروی ہے قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون مین
سے ہوتی تو اسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور مذکور ہوتا اس مسجد کا مساجد
ثلثہ کے ساتھ حکم مذکور مین ہے کیونکہ مدینے سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اُس سے
علیحدہ نہین یا یہ کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہ مذکور ہو چکی ہین پس اوسی پر اکتفا کرکے
اوسکو ان مساجد کی ساتھ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھ زیارت
حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوس کے وجوب وفا مین کسیکا خلاف
نہین اور سوا آپ کے اور سب کے زیارت کے ساتھ نذر ماننے مین خلاف ہے اور سفر
اختیار کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے
بہت ثابت ہے از جملہ اوسکے حکایت ہے حضرت بلال موذن رضی اللہ عنہ کے آنے کی شام
سے مدینہ طیبہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ
فرماتے ہین کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہین آتا بلال رضی اللہ عنہ
اوسی وقت خواب سے بیدار ہوکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے
اور مدینہ منورہ مین پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہوکر بہت روئے اوسوقت امام حسن و حضرت
امام حسین علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے اون دونون
صاحبزادون کو گود مین لے لیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت
سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے اس جہان سے رحلت فرمائی تھی لوگون نے چاہا کہ حضرت
بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دلوا دین تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام

کے اسباب مین کہلوایا چاہیے کہ صاحبزادون کی فرمایش کرنے سے ناچار ہو جاتین گے اذان کہنی
پڑیگی ورنہ او نھون نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی واسطے اذان نہین کہی
تھی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رحلت فرمانے کے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال تم ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ مین آزاد کیا آیا اپنے
واسطے کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ خدا
کے واسطے چھوڑ دیجیے تاکہ اپنے طور پر رہون مجھے اب طاقت نہین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر کسی واسطے اذان کہون پس شام کو چلے گئے اور وہان سے بقصد زیارت
مدینہ طیبہ مین آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے
اذان کہنے کی فرمایش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہو کر مسجد کی چھت پر تشریف لے گئے
اور جس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین کھڑے ہو کر اذان کہا کرتے
اوسی جگہ کھڑے ہو کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آدمیون مین ایک شور پڑ گیا گویا کہ تمام مدینہ جنبش مین
آگیا اور جب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو اور زیادہ تزلزل ہو گیا اور رونا پیٹنا شدت سے
پڑ گیا پھر جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو ایک اور ہی قیامت قائم ہو گئی کوئی مرد و عورت
اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین ایسا نہ تھا کہ اپنے گھر سے روتا چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو گویا روز مصیبت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت کرتے ہین کہ حضرت بلال ادس وقت
کمال تنگی دل اور بیقراری اور فرط غم اور وفور الم سے اذان تمام نہ کر سکے اور کوٹھے سے نیچے اتر
آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا
اور بیت المقدس والون کے ساتھ مصالحہ کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہو کر
شرف اسلام سے مشرف ہوئے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اون کے اسلام
لانے سے بہت خوش ہوئے اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے کعب تمہارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ مدینے چلو اور سرور انبیا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

لہ نعم یا امیر المومنین انا افعل ذلک پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ؐ مدینے مین پہونچے تو سب کامون سے پہلے قرار معلی سلطان انس و جان حاضر ہوکر سلام سے مشرف ہوگئے اور عبد الرزّاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السّلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ اور موطا امام مالک مین بھی یہ روایت مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی اور مسند امام اعظم مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ سُنّت یہ ہے کہ قبر شریف نبوی پر قبلے کی طرف سے آوے اور پیٹھ قبلے کی طرف کرکے کھڑا ہوا اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منھ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اُسکی گردن پکڑکر کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کیسا فعل تجھ سے ہو رہا ہے اُس نے کہا چھوڑ مجھے مین پتھر منھ مین رکھے ہوں بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی تربت پر میرا منھ ہے اور کہا کہ مین نے سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہ فرماتے تھے کہ روؤ تم دین پر اسوقت کہ نا اہل صاحب ولایت ہو جاے رضی اللہ عنہ تا ملہ اور عمر بن عبد العزیز شام سے قاصد بھیجتے تھے کہ حضور رسالت پناہ مین اونکا سلام پہونچاوے اور یہ فعل انکا صدر زمان تابعین مین تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہے آپ زیادہ جو حسن بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد کھڑے دیکھکر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید نہ ٹھہراؤ اور اپنے گھرون کو قبرین نہ بناؤ اور جہان کہین تم ہو وہین سے مجھپر درود بھیجو تحقیق تمھارا درود پہونچتا ہے اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت

لہ ینعم ہان ای امیر المومنین مین یہ کرون گا یعنے حاضر ہون گا ۱۲ منہ

کرتے ہین کہ انھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف
آیا ہوا اور دعا کرتا ہو اسکو منع فرمایا اور اُسی حدیث مذکور کا مضمون اُسکو سنایا اور وہ جو دوسری
روایت مین آیا ہو کہ سہل بن سہیل کہتے ہین کہ مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کو آیا تھا
حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر
تفتیش کرتے تھے مجھکو بلایا مگر مجھے چونکہ اُسوقت کھانے کیطرف رغبت کم تھی نہ گیا فرمایا کہ قبر شریف
پاس گیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہانسے ہٹو اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تتخذوا
قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور جو اندلس مین ہو دونون برابر ہین قرب مین اور جو شخص اُسکے
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین ان سب کا جواب یہ ہو کہ شاید اُس شخص نے جسکو ان
دینے منع فرمایا حدا عتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اُس مین بناوٹ کا اثر پایا اس منع سے ان حضرات
تعلیم وتنبیہ سیاست کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی مین قرب و بعد مسافت ایک ہی ہو چنانچہ کسی نے کہا ہے
شعر در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست + می بینمت عیان ودعامی فرستمت + اور امام مالک کہتے
ہین قبر شریف کے پاس ٹھہرنا بہت مکروہ ہو خصوصًا اہل مدینہ کو وا لا انکار اہل زیارت کا اوس جگہ
پر حاضر ہونیکا اور اُس مقام معلی مین ٹھہرنے کا ہو نہین سکتا اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ اہلبیت
سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
حاضر ہوتے تھے تو اُس اسطوانہ کے پاس جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہے کھڑے ہوتے اور سلام بھیجا
فرماتے کہ اِسی جگہ ہو سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتی ہین کہ پہلے حجرہ شریف
داخل کرنے سے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانہ مین کھڑے ہونے کی جگہ
سلام کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے دیوار مین لگائی ہو چنانچہ
باب زیارت مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
لا تجعلوا قبری عیدا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت

لہ یعنی شام کو کھانا کھاتے تھے ۱۲ سلہ یعنے دبناؤ تم لوگ میری قبر کو عید ۱۲ سلہ حضرت شیخ کے زمانے مین مواجہ شریف
پہچان مسمار قفنہ سے دکھی ہوگی اور مترجم کے زمانے مین مواجہ شریف مین تین ہیرے نہایت بیش بہا نگینہ گندھے ہوئی طرف
کے اندر دیوار چہرہ مبارک سے متعلق ہین اُسی کے سامنے کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہین ۱۲

قبر شریف پر اور اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے نہ ٹھہراؤ کہ سال بھر میں ایک دو بار سے زیادہ نہیں آتے اور منذری کہتے ہیں کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا سے مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں بغیر طاعت و عبادت کے پڑھے نہ رہا کرو اور اپنے گھروں کو مثل قبروں کے نہ بناؤ کہ جیسے قبروں میں مُردے پڑے رہتے ہیں بے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو ان اقوال شریفہ کا حمل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا منذری نے کہا سبکی کہتے ہیں کہ مراد منع تعیین وقت ہے زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعیین روز و وقت ہوتا ہے بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیارت ہے یا مراد تشبیہ عید کے ساتھ اظہار زینت و اجتماع وغیرہ میں کہ عیدین میں یہ امور ہوتے ہیں بلکہ چاہیے یہ ہے کہ زیارت و سلام و دعا پر اکتفا کریں انتہی اس جگہ سے لازم نہیں آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل دعا و کثرت تضرع و التجا میں کسی طرح کی کراہت ہو فیا لہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا وفالہ الاعادۃ **فصل** اب رہی یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب الٰہی میں چاہیے ہے یا نہیں سو تحقیق اسکی یہ ہے کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب باری میں اور طلب مدد اس جناب سے کرنا فعل انبیا و مرسلین او رسلف و خلف صالحین ہے کیا آپکے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ میں بھی اور عالم برزخ میں بھی اور عرصۂ قیامت میں بھی کہ انبیا و مرسل کو وہاں دم مارنے کی تاب نہو گی اور ہمارے حضرت فخر عالم سردار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرماوینگے اور اولین و آخرین کو مستغرق بحار رحمت و نعمت کرینگے اور باب استمداد میں اس جناب عالم و عالمیان مآب سے الف چاروں موطن میں اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں پہلے موطن میں تو از جملہ اخبار و احادیث یہ حدیث ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ علیہ السلام سے وہ خطبہ صادر ہوا تو اپنی توبہ قبول ہونے کے واسطے یہ کہا یارب اسئلک بحق محمد ان تغفرلی درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان آیا

---

[1] یعنے نہ بناؤ تم لوگ اپنے گھر دن کو قبریں ۱۲ [2] یعنی اے وہ شخص واسطے اسی مرقد کے سعادت سے روزی کر ہم کو اللہ رجوع کی طرف اسی مرقد کے اور سوال کرتے ہیں ہم اعادہ میں ۱۲ [3] اس حدیث کی تصحیح علما سے کی ہے

[4] یعنے اے رب میرے میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ بحق محمد تو مجھے بخشدے ۱۲

کہ تونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حالانکہ ابتک مین اونکے جوہر روحانی کو قالب
مین نہین لایا اونھون نے عرض کیا کہ جسدن تونے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میری قالب مین
پھونکا تو مین نے تو ائم عرش پر لکہا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُسدن مینے پہچانا کہ یہ تیرا
محبوب ترین خلق ہے تیری نزدیک اور مقرب ترین تیری درگاہ کا فرمان آیا کہ ای آدم تو اُسکو ہماری
درگاہ مین اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہم تیرے گناہ بخشے ای آدم اگر محمد نہوتا تو ہم تجھے پیدا نکرتے اور
روایات مین آیا ہے کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ ہوئی چنانچہ آیہ کریمہ فتلقی آدم
من ربہ کلمات فتاب علیہ اُسپر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھی الٰہی بحرمت محمد وآلہ اغفرلی جبکی کہتے ہین
کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسیات کے کہ وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہین اور افعال
انسان قصور نقصان سے منصف ہوا کرتے ہین درست جائز ہو تو شفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت
حبیب رب العالمین کو کہ محب و محبوب حضرت غافر الذنوب جل و علا ہین بطریق اولی ہوگا
یا اکرم اوسل مالی من الوذ بہ + سواک عند حلول الحادث العمم + اور دوسرا مواطن یعنی حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا آپکی مدت حیات دنیا مین وہ آنحضرت واقع ہوا ہی کہ حد
سے زیادہ ہی خبر مین آیا ہی کہ ایک اندہے نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کی
کہ یارسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ حق سبحانہ وتعالے مجھے عافیت عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا
ہو تو مین دعا کرون اللہ تعالی تجھے بینا کردے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہے تو صبر کر کہ یہ تیرے حق مین بہتر
ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یارسول اللہ فرمایا وضو کر اُسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اللهم انی اسئلک
واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللهم فشفعه
فی ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب اور بیہقی بھی اس کی تصحیح کرتے ہین

لہ پس سیکھ لین آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتین پس پھر آیا اوپر اُسکے ۱۲ ٭ لہ یعنی اے اللہ میرے بحرمت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور اولاد اُنکی کے بخش تو مجھکو ۱۲ ٭ لہ ای بزرگترین انبیا نہین ہے میرے واسطے کوئی ایسا شخص کہ مین اسکی طرف پناہ لاؤن
بغیر تیرے حادثہ عام کے نازل ہونیکے وقت ۱۲ ٭ لہ یعنی ای اللہ میری مین سوال کرتا ہون تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف
بذریعہ تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی الرحمت کے اے محمد مین متوجہ ہوا بذریعہ تمہاری اپنے رب کے طرف
اپنی اس حاجت مین کہ روا نہ کیجائے واسطے میرے تو اُن کی شفاعت قبول کر میرے حق مین ۱۲ —

اور آخر مین اسکے اتنی عبارت اور بھی زیادہ کرتے ہین فقام وقد ابصر و فی رویۃ ففعل الرجل فبر عنہ
اور اخبار باب توسل اور استمداد ارباب حاجات مین اس جناب عالم و عالمیان آپ سے بحساب ثابت
ہین اور بتکرار تیسیر موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنا اور آپ کو تشفیع لانا
بعد آپکی رحلت فرمانے کے اسمین بھی بہت سے آثار وارد ہوتے ہین طبرانی معجم کبیر مین حضرت عثمان بن
حنیف سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حاجت
تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نظر التفات اسکی طرف اصلا نہ تھی وہ
شخص انکے پاس آیا یعنے حضرت عثمان بن حنیف کے اور انسے اس حاجت روا ہونے کی تدبیر پوچھی انھون نے
کہا کہ تو وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبینا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لیقضی حاجتی + بعد اسکے اپنی حاجت
عرض کر اس شخص نے موافق انکے فرمانے کے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے
در دولت پر گیا دربان نے آگے بڑھ کر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کے حضور مین لیگیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا
کہ تمھاری کیا حاجت ہے اُسنے جو حاجت بیان کی آپنے روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے
ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا کرینگے وہ شخص بہت خوشحال ہو کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کے پاس سے اٹھکر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالی تمکو جزای خیر دے
شاید تم نے کچھ میری حاجت روائی کے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ سطرح
مجھسے پیش آئے اور اس سے پہلے اصلا وہ میری طرف متوجہ نہوتے تھے حضرت عثمان بن حنیف نے
فرمایا کہ واللہ مین نے تمھارے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہین کہا سوا اس کے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپکے پاس ایک نابینا حاضر ہوا اور اسنے اپنے بینا ہونے کے
باب مین آپ سے دعا چاہی اور سارا کہی اس حدیث سابق کو ذکر کیا پس مین نے اسپر قیاس کیا کہ توسل
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضای حاجت اور سبب انجاح مرام ہوا اور قاضی عیاض
مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا مین لاتے ہین کہ ایک دن مسجد نبوی مین درمیان ابو جعفر خلیفہ اور حضرت

؎ پس کھڑا ہو گیا اور تحقیق بینا ہو گیا اور دوسری روایت مین ہے پس کیا اُس آدمی نے پس اچھا ہو گیا—

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنائے گفتگو میں ابوجعفر کی آواز کچھ بلند ہو
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مسجد مین کیون آواز بلند کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ حق تعالی اپنی کتاب عزیز مین ایک قوم کو ادب
دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی[1] الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہے اور
فرماتا ہے ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی[2] الآیہ
تو اسبات کو جان لے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہے جیسے آپ
حالت حیات مین تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع اور خضوع اسپر طاری ہوا
کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیون پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منھ پھیریگا اور حال
کہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہے اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی خدا تعالی کی درگاہ مین پس تو انکی طرف
منھ کر کے طلب شفاعت کر تاکہ وہ تیرا شفیع ہو جائے اور آگے باب آداب زیارت مین حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منھ کر کے اور آپ کو وسیلہ ٹھہراتے اور آپکے حضور مین دعا کرنیکا استحباب او
مضمون رعایت کرنے کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے اور پہلے قبر حضرت
فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا مین مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
انکی قبر مین اترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی[3] اس حدیث مین دلیل ہے توسل
دونون حالتون مین بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات مین اور بہ نسبت اور انبیا
علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جبکہ او
علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے توسل جائز ہوگا تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
بطریق اولی جائز ہوگا بلکہ ساتھ اس حدیث کے اولیاء کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد وفات
ہو قیاس کرین تو دور نہین ہان مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو تو
جائز نہوگا مگر ویسی دلیل کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی

[1] مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے ۱۲ [2] تحقیق کہ جو لوگ پست یعنی نیچا کرتے ہین آواز اپنی کو نزدیک رسول خدا
کے یہ لوگ ہین وہ جو آزمایا ہے واسطے دلون انکے کو واسطے پرہیزگاری کے ۱۲ [3] یعنی بحرمت اپنے نبی کے اور بحرمت ان انبیاء کے

کے زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ استسق لامتک
فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع توسل طلب دعا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ و تقدس سے عرض کرکے اس حاجت کو روا کروا دین جیسا کہ حالت
حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون عبارت یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اسبات
کا مشعر ہے فافہم اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینہ والون کو قحط شدید آیا لوگ
حضور حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو اور ایک کھڑکی حجرہ
مبارک مین آسمان کی طرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز حائل باقی نہ رہے لوگون
نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپکی برکت شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا
یہان پر ایک بات سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ حضرت جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم
دیا تو اسمین ایک رمز ہے ظاہر ہے اسبات کی طرف کہ موجب فتحیابی مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی دعا و سوال ہے درگاہ جناب باری جل جلالہ مین اور اسی قبیل سے ہے سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا اسنے اسئلک مرافقتک فی الجنۃ اور مکرر چوتھا موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ سارے عالم کا بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی اخبار متواترہ سے
ثابت ہے اور علماء کا اجماع اسپر منعقد ہے اور صالحین کے ساتھ بھی جو اس جناب سے علاقہ رکھتے ہین
توسل کرنے مین اخبار و آثار ثابت ہوئے ہین چنانچہ قصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طلب
باران کرنے کا بتوسل حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسبات کا ثبوت ہے
صحیح مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور امساک باران ہوتا تھا
تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران مین حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

محمد سے پہلے گذر گئے ہین ۱۲ ؎ یعنی آپ اپنی امت کیواسطے خدا سے پانی مانگیے کہ وہ لوگ تحقیق ہلاک ہو گئے ۱۲ ؎ یعنی اے محمد تحقیق
مین نے منہ کیا طرف رب اپنے کے وقت حاجت اپنی کی تا کہ پوری ہو جاوے واسطے میرے ۱۲ ؎ یعنی مین سوال کرتا ہون آپکی جناب مین اسبات کا
کہ آپ اپنے پروردگار تعالیٰ و تقدس سے درخواست کیجیے اور شفاعت فرمائیے کہ مجھے آپکے ساتھ جنت مین لیجاوے اور اس سعادت سے مشرف کرے ۱۲

ساتھ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھ
توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ مین اپنی قبولیت دعا و مغفرت کیواسطے انکو وسیلہ ٹھہراتے
اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھ توسل کرتے ہین ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت مین
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا
ہم تجھسے پانی مانگتے ہین تیرے پیغمبر کے چچا کے وسیلہ سے اور اُنکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی مین
لاتے ہین اور اسوقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی دعا مین یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف
توجہ ہوئی ہے اُس قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھ ہے خداوندا مجھکو اس قوم کے آگے
شرمندہ نہ کرنا اسی معنی مین کہا ہے عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے شعر بعمی سقی اللہ الحجاز واھلہ
یستسقی بشیبۃ عمر + اور حصول مطالب مین کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مرقد منور سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے محتاجون اور مسکینون کو ہوئے ہین اخبار و آثار بہت آئے ہین محمد بن منکدر کہتے ہین
کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسّی دینار امانت رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اذن دیگیا کہ اگر حاجت
پڑے تو اسمین سے خرچ کرنا میرے باپ نے وہ سب اپنی حاجت مین خرچ کر ڈالے جب وہ شخص
آیا اپنے دینار طلب کیے اور میرا باپ اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے اُس سے کہا کہ تو کل
پاس آنا مین اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
مین شب باشی اختیار کی اور حال اُنکا یہ تھا کہ غایت اضطراب سے کبھی حضور شریف مین جاتے تھے
کبھی منبر شریف کے پاس آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب مین ایک مرد ظاہر ہوا
اسّی دینار کی تھیلی انکے ہاتھ مین دیکر چلا گیا اونھون نے صبح کو یہ اسّی دینار اُسکو دیے اور زحمت
سے خلاصی پائی اور امام ابوبکر بن مقری کہتے ہین کہ مین اور طبرانی اور ابو الشیخ یہ تینون آدمی
حرم شریف مصطفوی مین تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اُسی حال مین دو دن گذر گئے جب عشا
کا وقت آیا تو مینے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ الجوع اور اسکے سوا اور کوئی کلمہ
نہین کہا اور پھر کر چلا آیا اور مین اور ابو الشیخ سو رہے اور طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنیکا انتظار کرتے

لہ بحرمت میرے چچا کے سیراب کیا اللہ نے اور اہل حجاز کو طلب باران کرے ساتھ بڑھاپے اُن کے کے

۱۳+ ۱۲ + ۱۲،، ق

ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اُسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک
زنبیل تھی کھانے سے پُر ہمنے دروازہ کھولدیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اُسنے کھایا اور جو کچھ
کھانے باقی رہا اُسکو ہمارے پاس چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید تمنے اپنی بھوک کی شکایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اُسوقت مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہین کہ اُن لوگون کو کھانا کھلاؤ اور ابن جلا کہتے ہین کہ مین مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا تو مجھپر ایک دو فاقے گذرے مینے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہوکر عرض
کیا کہ انا ضیفک یا رسول اللہ بعد اُسکے سوگیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ
مین ایک روٹی عنایت کی مینے آدھی ہی خواب مین کھائی جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ دوسری آدھی میرے
ہاتھ مین باقی ہے اور ابو بکر اقطع کہتے ہین کہ مین مدینے مین آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہین ملا
مین نے قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض کیا اَنَا ضَیفُکَ یَا رَسُولَ اللہ بعد اسکے مین سوگیا تو خواب مین کیا
دیکھتا ہون کہ حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین اس عنوان پر کہ ابو بکر صدیق
آپکے داہنے ہین اور عمر فاروق آپکے بائین اور علی مرتضی آگے آگے ہین علی مرتضی نے مجھ سے فرمایا کہ اُٹھ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین مینے اُٹھکر آپ کے دونون چشم مبارک کے بیچ
مین بوسہ لیا آپنے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی مینے کھائی جب مین بیدار ہوا تو مینے ایک ٹکڑا اُسکا
اپنے ہاتھ مین پایا اور احمد بن محمد صوفی کہتے ہین کہ تین مہینے تک مین جنگلون جنگلون گھوما تھا اور
میرے بدن کا چمڑا سب پھٹ گیا تھا مین مدینے مین آیا اور مزار مقدس پر حاضر ہوکر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونون صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا مین [illegible] اُسکے بعد دیکھتا کیا ہون کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرماتے ہین کہ احمد تو آیا کیا حال ہے تیرا مینے عرض کیا
انا جائع فے ضیافتک یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول مینے ہاتھ کھولا آپنے چند درہم میرے ہاتھ
مین رکھدئے مین بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ مین تھے مینے بازار مین جاکر فطیر و فالودہ خرید کرکے کھایا اور
پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہین اکثر انمین سے مشائخ صوفیہ سے منقول ہین

---

۱ مینے مین آپکا مہمان ہون یا رسول اللہ ۱۲

۲ مینے مین بھوکا ہون اور مین آپ کی ضیافت مین ہون یا رسول اللہ ۱۲

محبان امرار و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہم اور اگر
اونمین جو کہانے پینے سے متعلق ہے تو یا آپ نفس نفیس اسکے متکفل ہوئی ہین یا کیسکو اہلبیت میں
حکم دیا ہوا اور بیگانے کو نہین بھیجا چنانکہ مقتضای کرام ہے **شعر** اگر خیریت دنیا و عقبی آمد زود
بدر گاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن ✿ **شعر** حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ او یرجع الجار منہ
محترم صلے اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **تتمیم** یہ بات ٹھہری
ہے کہ ان چارون مواطن مین پہلا موطن اُس جناب عالم و عالمیان آپ کے ساتھ خاص ہے یعنی جیسا
توسل کیا گیا آپکی روحِ مبارک کے ساتھ قبل آپکے خلعت جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی
تعریف کے ساتھ وقوع مین نہین آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمی مین آپ کے ساتھ شریک
نہین ورنہ وارد ہوتا نقل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا مین اسباب مین کفایت کرتا اور
توسل اُس جناب کے ساتھ نشاء حیات دنیا مین ظاہر ہے کہ آپکے خصائص سے نہین ہے بلکہ آپکے بعض
تو بھی کہ آپکے شرف اتباع اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہے اور ثبوت کرامات اور تصرفات
نیز منامیہ ان حضرات کا گونا گون مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہے اور توسل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیۂ طلب باران مین بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی علما
اسمین خلاف معلوم و متحقق نہین ہے اور اسیطرح توسل اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا
و اولیاء امت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی کتابون مین موجود ہے اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ
موطن قبر مین وہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحاے امت کے ساتھ
جائز ہے واللہ اعلم اس جہت سے کہ مالکِ حیات مین تو جواز توسل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ
موت کے روح میت باقی رہتی ہے اور بسبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت خدا تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد مرنے کے
انکے ساتھ توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ساتھ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال دعا
باری سے بواسطہ اُس محبت و اکرام کے جو اس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اُس بندے کی

لہ یعنی ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امید وار اور ان کی لائق ثیرون کا یا پھر جانے ہمسایہ اُن کے پاس سے بغیر خوشی
کے

سے طلب و التماس ہو اسبات کی کہ حضرت حق تعالی و تقدس کی جناب مین بوسیلہ اونکے قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کیے اور اسمین نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھیرایا ہے اوسکی ذات باقی ہے بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اسکے منع پر کافی ہے ہان اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اسبات پر کہ سوای انبیاء علیہم السلام کے اور کسیکے ساتھ توسل کرنا درست نہین تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے یعنی انبیا علیہم السلام کے اور کسیکی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہین گے کہ بقا اسکا اُن لوگون مین جو مشتہر ہین خصوصًا و عمومًا یقینی ہے پس توسل انکے ساتھ جائز ہوگا اور اسمین تفرقے کا قائل کوئی نہین ہے ساتھ اسکے کہ وارد ہونا اخبار و آثار مشائخ کبار سے کہ ارباب کشف و شہود و محرمان اسرار عالم مثال ہین اس شبہے کے مادے کا حاسم ہے ہان بعضے فقہا کو اس مسئلے مین گو نہ خلاف ہو ولیکن حق مستحق اسبات کا ہے کہ اسکی اتباع کیجاے واللہ اعلم **باب سولھوان** ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مدینہ منورہ کی اقامت اور مع الخیر اپنے وطن مین پہونچنے کے والسلام چونکہ قصد زیارت ایک سفر مخصوص ہے تو ضرور ہین آداب متعلقہ سفر یعنے انہین سے متعلق ہین سلوک اسکے ساتھ جیسے استخارہ کرنا اور نئے سر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور عیال کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیون کو وداع کرنا اور دعائین بھی ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل مین اُترتے وقت مسنون و ماثور ہے اور سارے آداب جو ابتدای سفر اور وسط راہ مین وصول مقصد تک اور وطن کو پھر آنے تک مستحب و مسنون ہین یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین مین ذکر کیے ہین جو چوتھائی کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ ہے اسی جہت سے یہان اُتنے ہی آداب کے ذکر پر اقتصار کیا جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص ہین از جملہ اُن آداب کے جنکی سبب سے زیادہ رعایت درکار ہے نیت خالص کرنا ہے کیونکہ اسی پر سارے اعمال و افعال کا دار و مدار ہے فمن کانت ہجرتہ الی اللّٰہ و رسولہ فہجرتہ الی اللّٰہ و رسولہ الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت مین نیت تقرب الی اللہ ہے اور کونسا تقرب و توسل اعلی و اکمل ہوگا حبیب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب مین حاضر ہونے سے

لفظ پس جو شخص کہ ہو ہجرت اوسکی اللہ و رسول کی پس ہجرت اوسکی اللہ و رسول کی طرف ہے ۱۲ ش

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور مستحب ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی مین حاضر ہونے کو بھی مقصود ملحوظ رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے کہ اس مسجد شریف کی طرف شد رحال کرتے مین اور اس مسجد شریف مین نماز پڑھنے کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین اور شیخ الحنفیہ کمال الدین بن الہمام بھی اپنے مشائخ سے ایسا ہی نقل کرتے ہین ولیکن بعد اسکے کہتے ہین کہ اولےٰ تجرید نیت ہے زیارت کے واسطے نبی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جائے اور بعد مدینے مین پہونچنے اور حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کرلے یا دوسرے سفر مین دونون کی نیت بجا لائے اور اس صورت مین شان زیارت کی تعظیم و اجلال بہت ہوا اور بہت موافق ہے حدیث لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت منافی نہین ہے کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اس سے برکت حاصل کرنی اور اسمین نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپکے حکم سے عین ملاحظہ و مشاہدہ ہے آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل ان کاموں کے نہین جنکا عمل مین لانا سعادت و شفاعت کے حاصل کرنے مین کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے متممات سے یہ ہے کہ نیت اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور تعلیم و تعلم خیر اور ذکر الٰہی اور کثرت درود اور ختم قرآن مین مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ مطہرہ مین پہونچنے سے پہلے نیت مسجد کی کرتے تو اسکے ثواب نیت پانے مین کچھ شبہہ نہین ہے اور جملہ آداب سفر زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش و خروش اور شوق و ذوق کے ساتھ دریائے محبت محبوب رب العالمین مین مستغرق عبادت و طاعت الٰہی مین مشغول وصل مین چور فرح و سرور سے معمور حسن اخلاق و کثرت خیرات مین ڈوبا ہوا اذکار و اشغال فرحان شادان بغیر کسل و ملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی ہو جاوے

۱ جو کوئی کہنا مانے رسول کا پس تحقیق کہنا مانا اللہ کا ۱۲۔

۲ تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہین تجھسے سوا اسکے نہین کہ بیعت کرتے ہین اللہ سے ۱۲۔

۳ نہ لادوے اسکو کوئی حاجت مگر میری زیارت ۱۲ ف

اور ابچشم پاک تو آن دید چون بلال ٭ ہر دیدہ جای منظر آن ماہ پارہ نیست ٭ مصرع پاک شو اول وپس دیدہ بران پاک انداز ٭ اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہے کہ اس راہ مین اکثر احوال بلکہ سارے اوقات مین سوا ادائے فرائض و قضائے ضروریات کے برعایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب مین لکھی جاوینگی شوق و حضور و طہارت و لطافت کے ساتھ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام پر صلاۃ وسلام بھیجتا رہے کہ اسباب مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہے اور اگر خدا چاہے تو اسکے وسیلے سے زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصًا اوقات متبرکہ مین جیسے صبح کی نماز کے بعد اور خصوصًا مدینہ منورہ کے پاس پہونچکر حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کے ایک گروہ فرشتون کا فقط اس کام کے خلق کیا ہے کہ قاصدین زیارت جو راہ مین صلاۃ وسلام حضرت سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام پر بھیجتے ہین تو یہ اسکو حضور مین اسطور پر پہونچاتے ہین کہ فلان بن فلان جنکو کی زیارت کو آتا ہے اور یہ تحفہ سلام پیش پہونچاتا ہے اور غور کرنا چاہیے کہ کون سی سعادت اس سے بڑھکر ہوگی کہ اسکا نام اور اسکے باپ کا نام حضور مجلس پُر نور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ذکر کیا جائے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جس نے مساجد محمدی اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اُن سبکی زیارت و تتبع کو لازم وقت جانے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ مطیبہ مطہرہ زادہا اللہ شرفًا و تعظیمًا و تکریمًا کے قریب پہونچے اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع و خشوع و تضرع و حضور بڑھاوے و تصفیہ حصول مقصود وصول بوقوع بغایت مطلوب محبوب کمال فرحت و سرور نشاط پیدا کرے شعر واعظم ما یکون الشوق یومًا ٭ اذا دنت الخیام من الخیام[1] ٭ شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیزتر گردد ٭ خبر مین آیا ہے کہ جب زیارت کا قصد کرنے والا مدینہ منورہ کے قریب پہونچتا ہے تو فرشتے ہدایائے رحمت ساتھ لیکر اسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین اسکے شامل کرتے ہین اور طبقہائے انوار حضور سرور اسکے نثار و تصدق کرتے ہین شعر ہردم از دل سرور تازہ سر برمیزند ٭ غالبًا روز وصال یار نزدیک آمدست ٭ اور چاہیے ہے کہ بعد مجاور ہوجانے اس منزل شریف کے ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہے اور مشاہدۂ آثار و علامات مدینہ مطہرہ

[1] یعنے اعظم اوس چیز کا کہ ہوئے شوق کسی دن عجب ہے کہ جب قریب ہو جاوین خیمے خیمون سے ۱۲

مثل اُن پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اُسکے واقع ہین اور غلبہ شوق زیارت و عظمت مغیرت کہ باطن سے منبعث ہے ایک حالت عظیم پیدا ہو جاتی ہے اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن ہے ساتھ محافظت اعضاء ظاہری کے گناہون سے اور جاری رکھنا ہے زبان کا صلوۃ و سلام مین ساتھ تفکر کرنے کے ملاحظہ عظمت و جلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پر درود جاری رہے اور دل مین غفلت طاری ہو اور بازر ہنا ہے آواز بلند سے کہ طریقہ عوام ہے ولیکن اگر کمال ذوق کسی کو نصیب نہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقہ تشبہ اہل دل ہاتھ سے نہ دے کہ وہ بھی جب دوام و استقامت قبول کرے گا تو البتہ اس حالت تک یا اس حالت کے قریب تک پہونچادیگا انشاء اللہ تعالیٰ چنانچہ بعضون نے کہا ہے **شعر**[۱] صاحبی ہذا العقیق فقف بہ متوالہا ان کنت لست بوالہ + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب جبل مفرح تک پہونچے تو اُسکے اوپر نہ چڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت ہونے کا توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے خالی ہو اور جانے کہ جمال جان افزاے مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم و ہیبت بڑھ جاتے گی تو اوپر چڑھنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ موافق قواعد و دلائل کے چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہے اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ مشاہدہ مدینہ کے واسطے اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہے یہ قول پایہ تحقیق سے گرا ہوا ہے بلکہ بہت شنیع ہے اور انصاف سے بہت دور ہے کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار آرامگاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور وسیلہ امر محبوب ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین **نظم** قرب الدیار یزید شوق الوالہ + لا سیما ان لاح نور جمالہ او بشر الہادی بان لاح النقا + و بدت علی بعد رؤس جبالہ + فہناک عیل الصبر من ذی عبرۃ + و بدا الذی یخفیہ من احوالہ + **بیت** چنین کہ رقص کنان گرم ...

[۱] اے میرے رفیق یہی ہے مقام عقیق بس ٹھہر جا یہان اس حال مین کہ سرگردان ہے اگرچہ نہین ہے تو سرگشتہ ہونے نزدیک ہو جانا دیار کا بڑھاتا ہے شوق عاشق حیران کو خصوصًا اگر ظاہر ہو نور جمال اوسکا یا خبر دی ہادی نے کہ ظاہر ہوا نقا یا ظاہر ہوئین دور سے چوٹیان اسکے پہاڑون کی پس یہان سے جاتا رہا صبر صبر والے سے اور کھل گیا وہ کچھ چھپایا تھا اپنے احوال سے ۱۲

مگر زود زنگاہش عمل افتادست ۔ اور کیونکر ہو سکے گا اس مشتاق سے کہ لقاء حبیب کے شوق میں بیقرار
دل ہو کر کے سرحد قرب منزل وصول کو پہونچا ہو اور مقام وصال میں پہونچنے سے پہلے کسی
دور مشاہدہ درد وہوا آرام گاہ محبوب ممکن ہوا ور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کر جائے بیت
دل کہ عاشق صابر بود مگر سنگست ۔ ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست ۔ اور اپنی عمر پر کسی کو اعتماد
ہے شاید حرم شریف میں پہونچنے سے پہلے موت آجائے بیت بایں کہ کعبہ نمایاں شود ز بامنشین ۔
کہ ہم تمام جدائی ہزار فرسنگست ۔ بار ہو اسکے مشاہدے سے محروم نرہے اور جب مسجد ذو الحلیفہ
تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہے پہونچے تو وہاں ٹھہر کر دو رکعت نماز ادا کرے بشرطیکہ جانے وال
کی طرف سے بے کھٹکی اور یہ علی جسکی طرف یہ کنوئیں منسوب ہیں مراد اس سے حضرت امیر المومنین
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہیں ہیں یہ کوئی اور شخص تھا زمانہ سابق میں اسیطرح وادی فاطمہ جو مکہ
معظمہ کے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ کی طرف منسوب نہیں یہ کوئی اور فاطمہ ہیں اور از جملہ آداب
زیارت ہے کہ جب مدینہ مطہرہ اور منارے اور قبے نظر پڑیں تو تعظیماً و اجلالاً اوتر پڑے اور
زمین سواری سے زمین پر گرا دے اور اگر ہو سکے تو مسجد شریف تک پیادہ جائے نظم عربی
قباب وہذی یثرب + البشر فقد حصل المنا والمطلب + البشر فقد حصل المتواصل والتقضی + زمن
الجفا والوقت وقت طیب + والریح قد اہدت لنا من طیبہ + عرفا کنشر المسک بل ہو اطیب
وادخل بحجرۃ احمد تبابہ + یاوی الفقیر ویستجیر المذنب + حدیث میں آیا ہے کہ جب وفد عبد القیس
کی نظر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو قبل اونٹ بٹھانے
کے فوراً سب نے اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اس سے
منع نہ فرمایا بیت واذا المطے بنا بلغن محمدا + فظہورہن علے الرجال حرام + سعدی گفت
اگر بایں جاذبہ شوق و رخسار تر ابنم و بتاب نگردم ۔ اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت

لہ یہ قبے ہیں اور یہ مدینہ ہے خوش ہو کہ حاصل ہوا مطلوب اور خوش ہو کہ حاصل ہوا وصل اور گذر گیا زمانہ ظلم کا اور وقت
بہت اچھا وقت ہوا اور ہوا نے ہمکو پہونچائی مدینے سے ایک خوشبو مثل خوشبوے مشک کے بلکہ یہ خوشبودار تر ہے مشک سے
اور داخل ہو حجرۂ احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیونکہ انکے دروازہ کے ساتھ پناہ لیتا ہے فقیر اور گناہگار ۱۲ کے یعنی جبکہ
سواریوں نے ہمکو پہونچایا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انکے پیٹھیں انکے بوجھوں پر حرام ہیں ۱۲

جب حرم شریف مدینہ سے مشرف ہو تو حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجکر
یہ دعا پڑھے اللہم ہذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب
اللہم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارۃ نبیک ما رزقتہ اولیاءک واہل طاعتک
واغفر لی وارحمنی یا خیر مسئول + اور عمدہ اسباب مین استغراق ظاہر و باطن ہے صلوٰۃ و سلام
مین اور عظمت و جلالت عتبۂ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مین اور اسوقت کے لوازم سے ہے
فرحت و سرور اور شکر گزاری حق تعالیٰ و تقدس کی کہ اُس مفضل منعام جلت نعمائہ و تعالت آلائہ
نے اپنے فضل و کرم سے یہ دن دکھایا اور بخت خفتہ کو جگایا **شعر** چندار وز سعادت چندار وز وصال
باغ من گل سکینہ امروز بعد از چند سال + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ اُس بلدۂ طیبہ
مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ مین داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجالائے اور مسواک کرے اور
لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کپڑون مین سفید کپڑے کو
زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور علم و وقار سے آراستہ ہو اور لباس حرام سے جیسا کہ بعضے عوام
ہین پرہیز کرے کیونکہ وہ خصوصیات مکہ معظمہ اور خواص حج و عمرہ سے ہے جبانکے عظمت و جلال شان
مصطفوی پیش نگاہ کرکے بکمال خشوع و خضوع ظاہری باطنی کے ساتھ داخل بلدۂ معظمہ ہو اور یہ بات
کو جانے کہ یہ وہ مکان ہے کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب و صفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور جتنے فتوحات و برکات عالم مین شائع و ظاہر ہین اُن سب کا منبع
و منشا یہی مکان متبرک ہے **شعر** ہر گل و سبزہ کہ در باغ نمودی دارد + آخرا ہی باد صبا اینہ اورا
تست + اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے کہ جسپے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اقدام شریف چلے ہین اور پاے مبارک انپر رکھے گئے ہین اور اُس زمین مقدس پر پاؤن رکھنے
اور اٹھانے مین ہیبت و سکینت کو دخل دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ہے اور جانے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہے کہ بیان ادنیٰ سو ادب مثل قطع صوت وغیرہ کی حبط

ف لفظی معنے اے میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے پس گردان دے تو اسکو واسطے بچاؤ آگ سے اور پناہ عذاب
سے اور بُرے حساب سے اے اللہ میرے در وا کر دے رحمت اپنی کے اور عنایت کر مجھے اپنے نبی کی زیارت مین وہ کچھ
عنایت کیا ہے تو نے اپنے اولیا کو اور اپنے طاعت والون کو اور بخشدے مجکو اور رحمت کر مجھپر اے بہتر سوال کئے گئون سے ١٢

کل ہوتا ہی نظم طابت بطیبک شیرب ترابہا + من اجل ذلک طیبہ سماہا + وزہت کواعج نورہا وردہ وجنت ریاض قبابہا وقبابہا + انا وفود ک یا ختام الانبیا + جئنا بہا تحفنا واتت غنابا + جئنا الیک ببضاعۃ قد ازجت + فاقبل بضاعتنا ولا تحفاہا + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر پناہ مین داخل ہونیکے وقت کہے بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک بحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ اخرجت اتقاء سخطک وابتغاء رضاتک اسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور یہ دعا مسجد مین داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مین آیا کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ مین پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اوسپر موکل کرتا ہے کہ اُسکے واسطے استغفار کرین اور رب العزت جل جلالہ اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور از جملہ آداب زیارت یہ کہ مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ صدر اسلام مین یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قصد تخلیہ کرتا تھا اُسپر واجب تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اُسکے ملازمت شریف مین حاضر ہوتا تھا چنانچہ آیہ کریمہ اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدے نجوٰکم صدقۃ اسپر دال ہی کہتے ہین کہ اول جسنے اس بات پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد منسوخ ہوجانے اسکے وجوب کی استحباب اپنی جگہ پر باقی رہا کہ وہ صفت لازمہ مطلق صدقہ ہی اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت وفات کی بعد حکم ملازمت

---

۱ خوشبودار ہوگئی آپکی خوشبو سے یثرب اور مٹی اسکی اس حیثیت سے نام اسکا طیبہ ہوا ۱۲ ۲ اور روشن ہوگئی لوامع نور سے اسکی ساتھ نور اسکے اور تر و تازہ ہوگیا باغ قبون اسکے اور قبا اسکے ۳ ہم آپکے مہمان ہین اے خاتم الانبیا ۱۲ ۴ ہم آئے ہین محتاج اور آپ ہمارے غنا ہین لائے ہین ہم آپکے پاس کھوٹی پونجی بس آپ قبول کیجیے ہماری پونجی کو اور نہ پوشیدہ کیجیے اُسکو ۱۲ ۵ یعنی شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ کے جو کچھ کہ اللہ نے چاہا نہین قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے رب داخل کر مجکو سچا داخل کرنا اور نکال مجکو سچا نکالنا اور کر دی مجکو اپنے پاس سے سلطان نصیر اللہ مجھکو کافی ہے ایمان لایا مین ساتھ اللہ کے اور بھروسا کیا اوپر اللہ کے نہین ہے حول وقوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے اللہ میرے مین سوال کرتا ہون تجھسے بحق سائلین جو تجھپر ہے اور بحق اس راہ کے جو تیری طرف ہے اسواسطے کہ مین نہین نکلا لا گیا ہون اسواسطے فخر کو اور دکھانے اور سنانے کو نکالا گیا ہون واسطے ڈرنے کے تیرے غضب سے اور واسطے طلب کے تیری مرضی کو مین سوال کرتا ہون تجھسے اس بات کا کہ تو مجھکو دور رکھ آگ سے اور یہ کہ میرے گناہون کو بخشدے کہ بخشنے والا گناہون کا کوئی نہین ہے سوا تیرے ۱۲ ۶ جنت کا نوع مین باغ کی قسم

رکھتی ہو حالت حیات مین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور از جملہ آداب زیارت یہ ہو کہ بقصد زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف مین داخل ہونیکو سب کامون سے مقدم رکھو اور چلنے اور بن سے کسی کام مین مشغول نہو گا مگر وہ جو ضروری ہو کہ بغیر اُسکے خاطر جمع نہو اور دل اسطرف لگا رہے اور جب داخل ہو تو اس مکان کی عظمت وہیبت کے تصور سے اور اُسکے شرف وعزت کے ملاحظہ سے غفلت نکرے اور جانتا رہے کہ یہ مکان مہبط وحی اور منزل رحمت اور مقام عزت اور مسجد الانبیا سید المرسلین حبیب رب العالمین ہے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ واتباعہ اجمعین اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت تھوڑا سا توقف کرے گویا کہ اس جناب کے اندر حاضر ہونیکا اذن مانگتا ہے اور بعضے علما کہتے ہین کہ اسکی کچھ اصل نہین واللہ اعلم اور مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت پہلا داہنا پاؤن رکھے اور یہ دعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد مین داخل ہونیکے وقت مستحب ہے اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وبنورہ القدیم من الشیطان الرجیم بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہم صلے علی سیدنا محمد عبدک ورسولک وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللہم وافقنی واعنی علی کل ما یرضیک ومن علی بحسن الادب السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اس دعا کو مسجد مین آنے کے وقت اور اس سے باہر جانے کے وقت ترک نکرے لیکن باہر جانے کے وقت وافتح لی ابواب فضلک کہو بجاے رحمتک کہنے کے اور کم سے کم جو اس مین کفایت کرتا ہے یہ کلمات ہین اعوذ باللہ بسم اللہ الحمد للہ السلام علی رسول اللہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور رسول ہو پیچ آو تم قبل اتین کرلے انکے صدقہ ۱۲ اسکے بعد مین پناہ مانگتا ہون خدا اللہ بزرگ کے اور ساتھ اسکی ذات کریم کے اور ساتھ نور قدیم کے شیطان راندہ ہوگئے سے ساتھ نام پاک اللہ کے نہین ہے قوت ہر گر ساتھ اللہ کے جو کچھ اللہ نے چاہا نہین قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے اللہ تو رحمت بھیج اوپر ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو تیرے بندہ اور تیرے رسول ہین اور اوپر انکے آل اور اصحاب کے اور سلام بھیج بہت سا بھیجے کر اے اللہ میرے بخشدے میرے گناہون کو اور کھول دے میرے واسطے دروازے رحمت کے اے اللہ میرے توفیق دے مجھے اور مدد کر میری اوپر ہر اس چیز کے جس سے تو راضی ہو اور احسان کر تو مجھپر ساتھ حسن ادب کے سلام اوپر تمہارے ہو اے نبی اور خدا کی رحمت اور خدا کی برکتین اوپر ہمارے اور سلام اوپر نیک بندون اللہ کے جو صالح ہین ۱۲ کھول تو واسطے میرے دروازے فضل اپنے کے ۱۲ اسکے یہ معنے ہین پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے سب تعریف اللہ کو ہے سلام اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام اوپر تمہارے اے نبی اور رحمت اللہ کی اور برکات اُسکی ہو۔

حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس داخل ہونے والے کو چاہیے کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت و وقار اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد وغیرہ سے آنکھین بند کئے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے بچائے ہوئے خاطر کو اور اشغال سے بچائے ہوئے عظمت محمدی اور سطوت احمدی اپنے دل مین بٹھائے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور اعتقاد رکھے کہ سید الانس والجان حبیب خالق کون و مکان علیہ آلاف التحیۃ والسلام من الملک المنان موجود و حیات ہین اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے ہین اور اگر اسوقت کوئی شخص ایسا سامنے آجائے کہ اسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے چارہ نہین تو جہانتک ہوسکے اپنے تئین اس سے بچائے اور چشم پوشی کر جاے اور اگر ضرورت پڑ جاے تو قدر ضرورت سے آگے نہ بڑھ جائے اور دل سے اس طرف مشغول نہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو اعتکاف کی نیت کر لے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک صحیح ہے اور فضیلت و ثواب حاصل کر لینے کو کافی ہے اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ ادب بھی اور عمل انکاری اسمین نہ کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا ہے بعد اسکے روضہ مبارکہ مین آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اسکی قرأت مین طوالت نہ دے فقط قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد پر اکتفا کرے اور اگر جگہ آدمیون کی کثرت کی جہت سے پہونچ نہ سکے تو اسکے قریب کسی اور جگہ کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہو جانیکا خوف ہو تو تحیۃ المسجد کے پڑھنے کے ساتھ مقید نہو کیونکہ یہ غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہے اور بعد تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجا لائے کہ اس مقدس تعالی نے اس نعمت عظمی سے مشرف کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہے کہ کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہانسے مردود و ناامید نہین پلٹا شعر حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ ÷ او یرجع الجار منہ غیر محترم ÷ اور جیسا کہ کہا ہے ایک بزرگ نے

؎ یعنی جب کوئی داخل ہو تم مین سے مسجد مین تو اسکو چاہیے کہ سلام کرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۲ ؎ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس محراب سے جو اس زمانے مین محراب نبوی مشہور ہے کچھ تھوڑا سا داہنی کو ہے ۱۲ ؎ ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امیدوار انکی عنایات سے یا پھرے ہمسایہ انکی جناب سے بغیر حرمت پائے ۱۲

نظم علی باب تعالی مدحتہ بہا التجی + ومن جاء ہذا الباب لایخشی الردا + سلام علی انوار
طلعتک التی + اعیش بہا شکرا وافنی بہا وجدا + لعلک ان تعطف علینا بنظرہ ترحب + الامر
الوجد فینا وما ابدا + وانت الاذ العبد فی نہایۃ المنی + وسید قد ساد من جاءہ عبدا
وانت ارادتی وانت وسیلتی + فیا حبذا انت الوسیلۃ والقصدا + علما کا اختلاف
ہے کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کرنا
بعضے انکی زیارت کی تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر چہرہ
مبارک کے سامنے سے مرور ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہے اور اکثر علما کے نزدیک
مستحب ہر تقدیر پر تقدیم تحیۃ المسجد ہے زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہین کہ ایک بار مین کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت وخاتمیت
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد مین داخل ہوا اور نماز پڑھی تو
عرض کیا نہین یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد مین داخل ہو اور نماز ادا کر اُسکے بعد ہمکو آکر سلام
کر اور خلاف اس سلام کے سوا مین ہے جو آداب دخول مسجد سے ہے اسواسطے کہ وہ مقدم
ہے تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدۂ شکر مین بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہونے مین
اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی نعمت تازہ ہو اُن نعمتون کے جو متوالی دائم
ہین عنایت ہو تو جائز ہے اور اُسکے جواز مین علمائے حنفیہ کے روایات بھی آئے ہین
اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہوا ہے
واللہ اعلم فصل بعد اسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کر چکے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو
اور اللہ تعالے کی جناب سے رعایت ادب مین استعانت کرے کہ اُس مقام منیف
اور موقف شریف مین بغیر اللہ تعالے کے مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہین استغا

ل اوپر تمہارے دروازہ عالی کے پھیلایا ہے مین نے ہاتھ امید کا اور جو شخص آیا اس دروازہ پر نہین ڈرتا سوال سے ہلاکت سے سلام ہو
آپکے انوار طلعت پر۔ الف یا انوار طلعت کہ زندگی کرتا ہون مین ساتھ اُسکے شکر کے اور جان دیتا ہون مین ساتھ اُسکے
عشق کے شاید اگر تم پھیرو ہماری طرف کوئی نگاہ دیکھو تم جو چھپا ہے ہم مین حیا اور جو نہ ظاہر ہے ۱۲ اسکے اور تم پناہ ہو غلام کی نہایت
امید مین اور ایسے سردار ہو کہ تحقیق سردار ہو گیا وہ شخص کہ آیا اُسکے پاس غلام اور تم ارادہ میرا اور تم میرے وسیلہ ہو پس کیا خوشی کی بات ہے کہ تم

فاتینا قبر احمد لاح من سناہ ضیاء و انجلی الشمس فی البدرا + وقمنا مقاما اشہد اللہ ذاتہ + یذکرنا حیث طیبتہ الحشرا + و جئنا لہ فی شدۃ من نفوسنا + فجئنا العسرا و یسرنا الیسرا + ہو البحر لکن سلسبیل وان ترد + ترد سلسبیلا الالم یزل برا + فیہدیک فی سبل العداۃ اصلا + الیہ بہ حتی ترا ذاتہ عہدا + ہو الکنز کنز اللہ بیت علومتہ + ومن اودع الرحمن فی قلبہ سرا + اور جسقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن مین خضوع و خشوع و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فرو گذاشت نکرے یہ البتہ ہے کہ سجدہ نکرے اور منھ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو مثل اسکے خلاف شرع امر ہون اُن سب سے اجتناب کرے اگرچہ ظاہر مین وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہون بلکہ یقین اسبات کا رکھے کہ حقیقت ادب آپکی اتباع او امتثال امر مین ہے اور جو اسبات سے نہین وہ باطل ہے اور اگر کوئی امر غلبۂ حال و شوق سے پیدا ہو تو وہ بھی اگر لوگون کے جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہے اور بعض علما کو اسباب مین کچھ گفتگو ہے لیکن مفتی بہ اور مختار وہی ہے جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑے ہوا کرتے ہین چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرلے اور مسمار فضہ کی طرف منھ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ہین مقابل چہرۂ مبارک کے تین ہیرے دیوار حجرۂ مبارک سے لٹکتے ہین اور وہی مواجہہ شریفہ کی پہچان ہے اور اُسی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہین اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگی اب نہین ہے اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف مین داخل کرنے سے پہلے قدما کے کھڑے ہونیکی جگہ اُس مقام کے اندر تھی جس مقام مین اب جالی شریف ہے اور وہ قبر مبارک سے تین چار گز فاصلے پر ہوگی اور اس زمانے مین زائرین شباک شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہین بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو ادب

م تم وسیلہ اور قصد ہو ۱۲ لہ پس ہرگاہ کہ حاضر ہوئے ہم قبر شریف احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو ظاہر ہوتے انکی روشنی سے ایک چمک کہ شرمندہ کیا اُسنے شمس و بدر کو اور کھڑے ہوئے ہم ایسی جگہ کہ گواہ کرتا ہون مین اللہ کو اسبات کا کہ وہ یاد دلاتا ہے ہمکو اپنی فرط ہیبت سے حشر کو اور آئے ہم واسطے اُسکے بیچ شدت کے رنج نفوس سے پس گویا ہم ٹھہرے سختی کو تین یہانتک کہ آسان کر لیا ہم نے آسانی کے تئین وہ دریا ہے بلکہ سلسبیل ہے اور اگر وارد ہوگا تو وارد ہوگا تو سلسبیل کے تئین تحقیق کہ وہ سلسبیل ہمیشہ فیض رسان ہے پس ہدایت کرتا ہے تجھے بیچ راہون عنایت کے دریا کیطرف وارد ہونیکے یہان تک کہ تو دیکھے ذات اسکی کے تئین انوارات خزانہ اللہ کا کون شخص ہے کہ امانت رکھے رحمن نے تئین بیچ قلب اُسکے پوشیدہ ۱۲ لہ کرمانی معظم علماء حنفیہ سے ہین

ادب کو ہاتھ سے نہ دے اور یقین رکھے اثبات کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے کھڑے ہونے اور
حاضر رہنے پر مطلع ہین اور آواز معتدل ہے کہ نہ بہت اونچی ہو نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام
عرض کرے السلام علیک یا النبی الکریم ورحمة اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک یا رسول
اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین آخر
عبارت تک جو زیارت کے رسالون مین لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہین اور مختار بعض سلف کا
مثل حضرت عبد اللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہو اور اختصار مقدار السلام علیک یا رسول اللہ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
شریف کو حاضر ہوتے کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ
اور حضرت امام مالک رحمة اللہ سے نقل کرتے ہین کہ کہتے تھے السلام علیک یا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ
اور غالب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روز مرہ کی زیارت مین ہوگا یا تنگی وقت مین
اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے نہ اُس عاشق زار سے کہ با دل پر اشتیاق وسینہ پر از سوز
فراق ایک مدت جنگل و بیابان طے کر کے حبیب کے دروازے پر پہونچا ہو کب ہو سکتا ہو کہ اس مقدار
قلیل پر اکتفا کرے بیت طی لسانی از خدا خواہم ورور محشری ❊ پیش تو نا بیان کنم حال شب دراز
اور اکثر علما نے تطویل وتکثیر کو اختیار کیا ہے اسواسطے کہ نبی کریم کے حضور مین کھڑا ہونا اور اس جناب
کے ساتھ مخاطبت کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت ہو کما قال الشاعر شعر حمامة جرعی حومة الجندل
اسجعی ❊ فانت بمرئی من سعاد ومسمع ❊ اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت وخاتمیت
مین سلام پہونچانے کی وصیت کی تو عرض کرد ہے اس عنوان پر کہ السلام علیک یا رسول اللہ من
فلان بن فلان یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان سلم علیک یا رسول اللہ بعد اسکے واہنے طرف
ایک گز بھی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہو اور کہے السلام علیک یا ابا بکر الصدیق یا صفی رسول اللہ
وثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امة محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرا السلام علیک یا عمر الفاروق
الذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ عن امة محمد صلے اللہ علیہ وسلم خیرا السلام علیکما من فلان بن فلان

ل اے کبوتر بطن مشک جومۃ الجندل کی آواز کر اسواسطے کہ تو وہ ہے کہ سعاد تجکو دیکھتی ہے آواز تیری سنتی ہے اور جومۃ الجندل نام مکان کا ہے
اور سعاد نام معشوق کا ۱۲ ❊ سلام ہو تمپر اے ابو بکر صدیق اے مقبول رسول اللہ کے اور ساتھی اسکے غار مین جزا دیوے اللہ امت محمد کی طرف سے تمکو
سلام تمپر اے عمر فاروق ایسی کہ غلبہ پایا دین نے سبب آپکی اسلام کو جزا دیوے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے بہتر بدلا اور سلام ہو تمدونون

اگر کسی نے وصیت کی ہو تو مواجہۂ شریف حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہو اور بطریق سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل اور تشفع اور استمداد اور استعانت مین نہایت تذلل و انکسار و خضوع و خشوع بجا لاوے اور آثار سلف سے ثابت ہے کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بعد اسکے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا محمد تو فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے کہ صلے اللہ علیک یا فلان کوئی تیری حاجت ایسی نہین ہے کہ آج بر نہ لائی گئی ہو اور بعضے علما نے بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ ندا کرنے مین نہی وارد ہے کہا ہے کہ اگر صلے اللہ علیہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجای یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہے تو اچھا ہے مین کہتا ہون کہ یا نبی اللہ کہے تو اور اچھا ہے کیونکہ نظم قرآنی کے ساتھ موافق تر ہوگا بعد اسکے اوپر کی طرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطوانہ کے استوار کہ سر مبارک کی طرف ہے ہونے پاتے قبلے کی طرف منھ کرکے کھڑا ہو جاوے اور حمد وثنا اور دعا اور درود وسلام مین مشغول ہو پھر روضۂ مبارک مین آوے منبر شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا اسجگہ مستجاب ہے

فصل

آداب اقامت مدینۂ منورہ مین از جملہ ان آداب کے یہ ہے کہ مدینۂ طیبہ مین جتنی مدت ٹھہرا ہو اس مدت کو غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف کو انواع خیرات وصدقات وطاعات وصلوٰۃ کے ساتھ لازم سمجھے اور اسمین شک نہین ہے کہ اسقدر مسجد مین جو زمان نبوت مین تھی تخصیص طاعت کی کرنا افضل و اکمل ہوگا اور از جملہ آداب اقامت مدینہ یہ ہے کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرۂ مبارک سے نظر کو نہ اٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبۂ مبارک پر بکمال ہیبت وتعظیم وخضوع وخشوع سے نظر رکھے کہ قبۂ مبارک پر نظر کرنے کا حکم استحباب مین حکم یعنے بر نظر کرنے کا ہے اور جو نورانیت اور ذوق قبۂ مبارک کی طرف نظر کرنے سے عاشقان مشتاق اور مشتاقان عاشق شہر کے باہر سے حاصل کرتے ہین اسکا دریافت کرنا موقوف ہے اسی حالت پر اسوقت اور کیفیت وذوق ونورانیت کی شرح ممکن نہین مصرع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی + اور جملہ آداب اقامت مدینۂ منورہ سے یہ ہے کہ ہوسکے تو مسجد شریف مین احیای لیل کو یاتھ سے نہ دے

یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ١٢ اسلئے بحقیق اللہ اور فرشتے اسکے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ١٢ اسلئے رحمت کرے اللہ تجھپر اوفلانے شخص ١٢ اسلئے یہ منبر جو مسجد نبوی مین اب بنا ہوا ہے اسیجگہ بعینہٖ بنا ہے جہان پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اُس رات کی قدر شب قدر سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہی مصرع آن شب
قدر کہ گویند اہل خلوت امشب ست شعر کل اللیالی لیلۃ القدر ان دنت + کما کل ایام اللقاء
جمعۃ نظم نحن فی حضرۃ الحبیب جلوس + تیقظۃ ہذہ و لا منام + یا رسول الالہ انی محب لک
الدہر عاشق مستہام + یا رسول اللہ انی منزل و نزیل الکرام لیس یضام + یا رسول الالہ انت
رجائی + و اماے نعم الرجاء و الامام + اور اگر وہاں کی شب باشی کی اجازت لینے میں کچھ تردد
و تذلل کی نوبت آوے اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق پڑے تو اُسکو اپنی سعادت
وقت و شرف روزگار سمجھے اور طواشی اور اغوات کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آوے
کہ اُس جناب عرش مآب کے خدام ہیں اور یہ ادب موکد ہے از جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کہ
ہر مدنی کی طرف اہمیں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو نظر عظمت و عزت سے نگاہ ڈالے اسواسطے کہ بہر تقدیر
برا و ہر حال میں یہ لوگ اس جناب کے ساتھ ایک نسبت و اضافت خاص رکھتے ہیں شعر کفی شرفا
انی مضاف الیکم + و انی بکم ادعی و ادعے فاعرف اور چاہیے ہی کہ اس رات میں کہ تمام عمر کی
ایک رات ہی سارے اپنے اعمال و اشغال درود ہی کو ٹھہراوے اللہم صلے علی محمد و آلہ صلوٰۃ انت لہا
اہل و ہو لہا اہل و سلم علیہ صلوٰۃ ہو لہا اہل صلوٰۃ ناشئۃ من عین السر الذی بینک و بینہ لا یعرف
قدرہا الا انت و انا ہو صلوٰۃ ہی معراج قدسہ الیک و سمتہ انسہ لدیک اور اسقدر کیفیت
و وجد بہم پہونچاوے کہ نیند اوسکے پاس پھٹکنے نپاوے اور حاشا و کلا کہ مشتاق جمال باکمال
حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیر آل کو اوس درگاہ با عظمت و عزت جلال میں
نیند آوے مصرع قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا + شعر گفتی ام در خواب رو تا بینیش اندر خیال
این سخن بیگانہ را گو آشنا را خواب نیست + اور اوس جناب دولت کی خدمت میں جو سعادت و اقبال
اُس شب وصال کا یاد ہو میری التماس یہ ہے کہ اس فریفتہ جمال محمدی و شیفتہ کمال احمدی بافقر

سلہ اہل منبر رکھا تھا یعنی جسپر آپ جلوہ فرما ہوتے تھے ۱۲ سلہ اور ساری راتیں شب قدر رہیں اگر نزدیک ہو جیسا کہ ہر دن ملاقات کا دن جمعہ کا ۱۲
سلہ ہم درگاہ حبیب میں بیٹھے ہیں بیداری ہے اور نہیں ہے خواب اے رسول اللہ کے میں دوست رکھتا ہوں آپکو قسم ہے خدا کی عاشق شیدا ہوں
اے رسول اللہ کے میں آپکے نیاز میں آکر اترا ہوں اور بزرگ آدمیوں کے ہاں اترنیوالا روزہ نہیں رکھا جاتا اے رسول اللہ کے تم میری امید ہو اور جسکی
امید بہتر امام ۱۲ سلہ [illegible] کفایت کرتا ہے شرف کو یہ کہ میری اضافت آپکی طرف ہے اور میں ہوں آپکی جناب کا

کرتا یا اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانہ کو یاد کرنا ضرور ہے
شعر جو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ⁂ بیاد آر حریفان بادہ پیما را + کیونکہ اگر یاد کرو تو تمکو بھی
اس دیوانے نے اپنے وقت میں یاد کیا ہے اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو اس جناب سے دریافت کرو تاکہ
تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان تھے اور کہان آگئے الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ
النشور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونیکے وقت سے
نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور ہر اس چیز سے جو ادب
و فضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ مین رہے کہ مین ایک بڑے ادب کی جگہ مین حاضر
ہون اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ مجالست اور مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا ہے ہمنشینی
و ہمکلامی اس سے چاہے تو اسکو چاہیے ہے کہ اپنے تئین اس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑا وے
اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے اللھم اغفر لنا
وتقبل منا ما عملنا بفضلک و کرمک واجبر ما فاتنا عنا بعفوک وحلمک لا الہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جیسا بعضے عوام الناس تر کھجور کی گٹھلی مسجد شریف
مین کھا کر گٹھلی مسجد ہی مین ڈال دیتے ہین ایسا نکرے اسواسطے کہ یہ فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور ہے
اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہے ادنی چیز سے جو اسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی
ہے خس و غیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس ادب کا آداب زیارت کی کتابون مین شاید بملاحظہ عادات
خلق ہوا ہو کہ اگلے زمانے مین تھی ورنہ فی زمانہ تو اسبات کا اثر بھی نہین ہے شاید اگلے لوگ اصحاب صفہ کے
فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے کہ وہ حضرت رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الٰہی تھے مسجد ہی مین
رہتے تھے اور مسجد ہی مین تمر و غیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے ہی
اپنی جانماز کسی خاص جگہ مین روضہ مین ریاض الجنۃ سے ڈال رکھے اور لوگون پر جگہ کو تنگ نکرے
بلکہ اس مکان متبرک کی فضیلت جمع کرنے کی حرص رکھتا ہے تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے

اور رعایت کیا گیا اور پہچانا گیا ۱۲ اسلئے سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جسنے زندہ کیا مجکو بعد اسکے کہ مردہ کیا مجکو اور اسی کیطرف ہے پراگندہ ہونا
نہین کوئی لایق پرستش مگر اللہ اور محمد رسول ہین اسکے ۱۲ اسلئے اے اللہ بخشدے ہمکو اور قبول فرما ہمسے جو عمل کیا ہمنے ساتھ فضل اپنے کے اور
بخشش اپنی کے اور پورا کر دے اس چیز کو جو فوت ہو گئی ہمسے ساتھ عفو اپنے کے اور علم اپنے کے نہین کوئی معبود مگر تو پاکی ہے تجھکو تحقیق مین تھا

تو یہ کہ مصلے ایک خاص جگہ پر ڈالدیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جس وقت امام محراب مین کھڑا ہوا
تشریف لاکر اپنے مصلے پر نماز مین مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت و منع مین گفتگو ہے علماء نے
ہے اور فتوی اسکی کراہت پر دیا ہے اور اسیکی کے حکم مین ہر وہ جو صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف
کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے آکر پہلے ہی سے منتظر بیٹھے ہین وفعۃً دوڑ پڑتے ہین اور
پہلی صف مین جگہ گھیر کر اپنی اپنی جا نماز ڈالکر زیارتِ شریف کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین
اور آداب اور سکینۃ و وقار کو کہ خصوصاً اس مسجد شریف مین داخل ہونے کا درکار ہے ہاتھ سے
دیتے ہین بلکہ بعضے سادہ لوح غایتِ حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اس فضیلت کی حاصل کرنے
مین رکھتے ہین زیارت کے بھی مقید نہین ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو باستعجال تمام شعر حافظ
ادب ورزکہ در حضرتِ شاہ پسر گرانیست ادب لایق قربت نبود شعر ادبوا النفس ایھا الصحاب
طرق العشق کلھا آداب + نعوذ باللہ من الجفوۃ والغفلۃ ربنا لا تجعلنا من الغافلین + اور از جملہ
آداب یہ ہے کہ مسجد مین تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اسکی حرمت پر ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ
کر دینا تھوک کا کفارہ ہو جاتا ہے ڈالنے کا اسکو سبکی کہتے ہین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ دفن
ہمیشگی گناہ کو مانع ہے اسوقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہے پہلے سے اور وہ حکایت جو
رسالہ قشیریہ مین حضرت سلطان ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ ایک شخص
کی زیارت کو تکلیف لے گئے تھے ناگاہ اس شخص نے مسجد مین تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوئے
اور اسکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہے یہ حکم سارے مساجد مین ہے چہ جائے آنکہ مسجد
خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین یہ ہے کہ بائین پانون کی ڈالے
اور داہنی طرف سے احتراز کرے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول
قرآن اور مہبط جبرئیل ہے ختم قرآنِ مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نہ کرے اور اگر ہو سکے
تو کسی کتاب کی قرأت و مطالعہ کو جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و شمائل پر مشتمل ہو
ساتھ ختم کرے یا کسی سے سنے تاکہ صفات و فضائل نبویہ مکرر سنکر بالکثرت شوق لقای آن جناب و ذوقِ

جفا لوگی ۱۲ اسکلئے ایک قسم ہے کہجوری کی ۱۲ اسلئے ادب اور نفس کو ای رفیقون طریقہ عشق کے سب آداب ہین پناہ لیتے ہین اللہ کی
بیمہرگی اور غفلت سے ای پروردگار ہمارے نکر ہمکو غافلون سے ۱۲ اسلئے سبکی امام علمائے شافعیہ ہین ۱۲

اور تعظیم آنحضرت آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر ہو جائے اور از جملہ آداب یہ ہے
کہ جتنے ہو سکیں مدت اقامت میں روزے رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور یہ ہو اگر ممکن ہو تاکہ کچھ مدت
مدینہ منورہ کا فراغ ... لے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کی
زیارت کے زیارت بقیع کہ آل واصحاب کرام وازواج مطہرات واتباع وتبع اتباع وعلماء وصلحاء
امت کا مرقد پاک ہے اور زیارت سید الشہداء عم النبی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد وزیارت آبار[1] وسائر اماکن وآثار سید الابرار
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان اُن مواضع اور احوال واخبار اُن مواضع کا پہلے
ہو چکا ہے لیکن کلام اس میں ہے کہ زیارت بقیع کو ہر روز بعد زیارت حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ
کے جایا کرے یا فقط جمعہ کے دن جیسا کہ اب جاری ہے امام نووی اور اُنکے تابعین استحباب پر ہیں کہ
زیارت بقیع ہر روز کرنا چاہیے اور بعض علماء اس کلام میں مناقشہ کرتے ہیں کہ اسکے واسطے کوئی دلیل
مستند نہیں ہے شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبور سنت مؤکدہ ہے اور یہ شامل ہے
ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہے کہ جمعہ کے دن افضل واوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جو مرتبہ قبر مبارک
کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوٰۃ اور سلام آپ پر بھیجے اور اگر یہ ہو نکلنا
دن بھر میں کتنی ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہیں کہ اس ادب کے ترک کرنے میں ایک شخص بزرگان قدیم
میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے خواب میں معاتب ہوئے ہیں اور مسجد کے اندر جانا چاہے
ہر ایسے مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر سلام بھیجے اور بیٹھے اور اگر ہر مرتبہ مواجہہ شریف
سے مشرف ہو کر طریق زیارت بھی بجا لایا کرے تو افضل واکمل ہوگا ساری مذاہب میں سوا مذہب
امام مالک رحمہ اللہ کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہیں کہتے چنانچہ اوپر اسبات کیطرف
اشارہ ہو آیا ہے اور حاصل وخلاصہ ساری آداب کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم وہیبت واستغراق اور
حضور اور شوق اور محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیوں کو حفظ قلب جوارح کے ساتھ ظاہر
و باطن میں اور ساتھ غنیمت جانے مدت اقامت کے باعتقاد اسبات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ
ہے توجہ اتم واکمل واولیٰ وافضل بجا لائے اور ایکدم بغیبت توجہ وحضور سے غافل نہ ہو اور تعطش طلب اور

[1] جمع بیر یعنی کنواں ۱۲

مرد و عزت ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہے **شعر** نادیدہ رخت عمری سودای تو ورزیدم
فارغ ز تو کی باشم اکنون کہ ترا دیدم + اور اگر اس جناب کی طرف سے بادیۂ عنایت توی ہے تو
ہرگز نہ چھوٹے گا کہ دوسری جگہ جائے **شعر** با آنچہ دلم قرار گیرد بے تو + آتش بمن اندر زن
آنم بستان + اور از جملہ آداب مہمہ کہ لوگون مین بعضی عوارض کی جہت سے اُسکی رعایت مین
قصور واقع ہوتا ہے یہ ہی کہ مدینۂ مطہرہ کے رہنے والون کے ساتھ محبت و رعایت تعظیم مین علی
حسب مراتبہم کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے تا بجدیکہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ و فضیلت زیادہ
رکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور ساری اقسام گناہ سے مطعون ہو اسواسطے کہ شرف جوار
حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت و بدعت سے زائل
نہین ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہین کرتا **شعر** فیا ساکنی اکناف طیبہ
کلکم + الی القلب من اجل الحبیب حبیب + **نظم** رای المجنون فی البیداء کلبا + فمدلہ من الاحسان
ذیلا + فلاموہ علی ما کان منہ + وقالوا لم سحت الکلب نیلا + فقال دعوا الملامۃ ان عینی
راتہ مرۃ فی حی لیلے + **مثنوی** + بو الفضولی گفت اے مجنون خام + این چہ شیدست این کہ
می آرے مدام + پوز سگ دائم پلیدی می خورد + مقعد خود را بلب می استرد + عیبہای سگ بسے
او بر شمرد + عیبدان از عیب او بوی نبرد + گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن + اندرا بنگر شبے از چشم
من + کین طلسم بستہ مولا ست این + پاسبان کوچہ لیلے ست این + اور وہ جو اس ادب واجب
الاہتمام کی رعایت مین قدم ڈگ جانیکی جگہ ہے بعضے شریفون اور خادمان حرم کا حال ہی کہ بعضے
بدعات اور تفضیلات کے ساتھ منسوب ہین چاہیے یہ ہی کہ اُنکی طرف بھی بنظر نسبت قرابت اور جوار نہ
کے چشم حقارت سی ندیکھے اور اعتقاد کرے کہ نیکیون مین بدون کا بھی چھپاؤ ہی اور ملاحظہ ہمیشہ اسی
قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شان بدرین باوجود صدور بعضی تفضیلات کے
بعضے اُنکے سے نافرمانی ہی اور مخالفت کے بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتھ سے ندے اور گالی گلوج اور سختی

سلے یعنی اہل مدینہ کے رہنے والو گرد و پیش مدینہ کے تم سب طرف قلب کے سب حبیب کے حبیب ہو ۱۲ سلے دیکھا مجنون نے بیابان مین ایک کتو کو
پھیلا واسطے اُسکے احسان نے دامن پس ملامت کیا اُسکو لوگون نے اوپر اسکے کہ ہوا اُس سے اور کہا لوگون نے کہ کیون چھوا
تو نے کتے کو پس کہا اُس نے چھوڑ دو ملامت کو تحقیق میری آنکھ نے دیکھا ہے اِسکو ایک مرتبہ کوچہ لیلے مین ۱۲

انکو بھی باز رکھو اسواسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہوجانے کے بھی بعضے احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسبت کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت صدیق و فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اُس چیز مین کہ اُنکے حق سے متعلق ہے سوا عفو کردینے کے اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھو اور حق کو اہل حق پر چھوڑو اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران اہلبیت نبوت و رسالت مین درکار نہو کہ جنکے ظاہر کرنیکی طرف ارادۂ الٰہی جل جلالہ متوجہ ہی تو پھر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے اس آیہ سے ایسا سمجھا ہے کہ اہلبیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکریگا جبتک گناہ سے معفو کر پاک نہولیگا خواہ اسکا سبب تحوق مرض ہو خواہ اور کوئی امر صعب مکفر سئیات یہ ترجمہ ہی کلام بعض علما مکہ معظمہ کا اس کتاب جو آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہی بعبارتہ اور کلام سمہودی وغیرہ اس ادب کے محل رعایات مین اسکے ساتھ موافق ہے واللہ اعلم فصل جبکہ زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام اور زیارت مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کرکے اپنے وطن کی طرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے کہ پہلے وداع مسجد نبوی کی طرف مشغول ہو یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام مین یا دوسری جگہ اسکے قریب نماز پڑھے اور دعا کرے بعد اُسکے قبر مطہر کی طرف جسطرح کہ آداب زیارت مین متوجہ ہوا اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہونیکی دعا اپنے حق مین اور اپنے عزیز و قریب و دوستون کے حق مین مانگے اور اللہ تعالےٰ سے قبولیت حج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھ وطن کو پہونچائے اور لڑکون بالون کو اچھی طرح سے دکھائے اور یہ دعا پڑھے[1] اللھم انا نسئلک فی سفرنا ہذا البر والتقوی ومن عمل ما تحب وترضی اللھم لاتجعل ہذا آخر العہد بنبیک ومسجدہ وحرمہ ویسر لی العود الیہ والعکوف لدیہ وارزقنی والعفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ وردنا الی اہلنا سالمین غانمین آمین + اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اُسوقت رلائی آئے

[1] یعنے اے اللہ میرے ہم تجھسے مانگتے ہین اس سفر مین نیکی اور تقویٰ کو اور عمل سے کہ وہ عمل تو دوست اسے رکھتا ہے اور آسان کرے نہ ٹھہرا تو اُسکو آخر عہد ساتھ اپنے نبی اور مسجد نبی اور حرم نبی کے اور آسان کر دے میرے واسطے پھر یہان حاضر ہونیکو اور یہان حاضر رہنے کو اور عنایت کر مجھکو عفو اور عافیت دنیا و آخرت میں اور پہونچا ہمکو ہمارے اہل و عیال تک صحت

بلکہ گریہ وزاری سارے اوقات مین باعث ذوق ونشان امید واری ہے مثنوی این دلم
چشم ابرش ہو کرا بر باغ خندد وشاد وخوش + ذوق خندہ دیدہ ای خیرہ خند + ذوق گریہ بین کہ
ہست آن کان قند + روشنی خانہ باشی ہمچو شمع + گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع + تا نگرید ابر کی
خندد چمن + تا نگرید طفل کے یابد لبن + اور اگر رولائی غلبہ نکرے تو اپنے تئین رولانے مین
سعی وکوشش کرے کچھ مضامین درد انگیز یاد کرے اور روے کہ اس مقام مین رونا ہر وجہ سے
علامت قبولیت ہے اگر تھوڑا سا بھی رشتہ محبت اور علاقہ دوستی کی طرف رکھتا ہوگا تو رولا دے
کیطرف احتیاج نہ پڑیگی بیت ولی از سنگ باید بسرراہ دل + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل
نظم اخن الی زیارۃ حجے لیلی + وعہدی من زیارتہا قریب + وکنت اظن قرب العہد یطفی
لہیب الشوق فازداد اللہیب + بعد اسکے اُسی طرح روتا ہوا اور درگاہ عالیجاہ عالی
کی مفارقت اور اُن مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت وغم کھاتا ہوا بغیر اسبات کے
پچھلے پانون چلے بلکہ جسطرح چلا کرتے ہین چلے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
مین وداع کے وقت پچھلے پانون چلنے کو کسی نے آداب مین سے نہین گنا بخلاف وداع بیت اللہ
شریف کے کہ وہان وداع کے وقت سنت یہ ہی کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پانون چلے اسواسطے کہ
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے کے وقت اسطرح چلے تھے اور یہ
منقول نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین وداع کے وقت صحابہ کرام اسطرح کرتے
ہون واللہ اعلم اور چاہیے کہ وداع کے وقت جسقدر ہوسکے صدقہ وغیرہ مین قصور نکرے اور اکثر علما
اسبات مین کہ خاک مدینہ مطہرہ سے اینٹ وپتھر وصراحی وکوزہ وغیرہ ساتھ نہ لے مگر علما حنفیہ اور
بعض شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہین بہر حال کچھ ہدیا مثل کھجور و پانی وغیرہ کے کہ جس سے اہل وعیال
ودوست وآشنا خوش ہون ہمراہ لیلے تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ اُس مین تکلف کو دخل دے اور
سفر سے آنے والے کو اہل وعیال کیواسطے ہدیہ ساتھ لانے مین آثار موکدہ واقبار صحیحہ وارد ہوئی ہین
اور مراجعت کے جتنے آداب کہ باب رجوع من السفر مین آئے ہین اُن سب کی رعایت کرے

صر وسلامت سے ۱۲ نظم نالہ کرتا ہون مین طرف زیارت کوچۂ لیلی کے اور عہد میرا اُسکی زیارت سے قریب ہے
اور تھا مین گمان کرتا تھا اسبات کا کہ قریب دار بجھا دیگا آتش شوق کو پس زیادہ ہو گئی بھڑک ۱۲

اور جب اپنے شہر کے پاس پہونچے تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک خیرہا وخیر اہلہا وخیر ما فیہا واعوذ
بک من شرہا وشر اہلہا وشر ما فیہا اللھم اجعل لنا قرارا ورزقا حسنا اور جب شہر میں گھسے تو پڑھے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون
عابدون ساجدون لربنا حامدون لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم
الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شیء بعدہ اور چاہیے کہ اپنے گھر میں پہونچنے سے پہلے گھر کے
لوگوں کو اپنے صحیح وسالم پہونچنے کی خبر پہونچا دے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ
آوے اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہے آخر دن تک رات داخل ہونے سے
پہلے اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھے اگر وقت مکروہ
نہو اور دعا کرے اور صحت وسلامت کے ساتھ پہونچنے کا شکر نعمت بجا لاوے اور کہے الحمد للہ الذی
بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات اور جو سامنے پڑ جائے اُس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے
تو جائز ہے اگر مرد ہو نقل ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ اُستاد امام شافعی رحمہما اللہ حضرت
امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اُنسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ اگر میں
معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اُس شخص نے جو ہم تم دونوں
سے بہتر تھا معانقہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور
اُنکا بوسہ لیا جس زمانے میں کہ وہ حبش سے آئے ہیں امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا وہ مخصوص ہے جعفر کے
ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں عام ہے حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صالحین میں
سے ہوں پھر فرمایا کہ تم مجھ کو اذن دیتے ہو کہ تمھاری مجلس میں حدیث بیان کروں حضرت امام مالک رحمہ اللہ

۱؎ اے اللہ تحقیق کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے نیکی شہر کی اور نیکی رہنے والے اُسکے کی اور نیکی اُسکی کہ بیچ اُسکے ہے اور
پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے برائی اُسی شہر سے اور برائی رہنے والے اُسی شہر سے اور برائی اُس چیز سے کہ بیچ اُسکے ہے اے اللہ کر دے
تو واسطے ہم لوگوں کے اُسی شہر کو جگہ ٹھہرنے کی اور روزی اچھی ۱۲ ۲؎ نہیں کوئی معبود سوا تیرے کہ وہ اکیلا ہے اور نہیں کوئی شریک اُسکا
واسطے اُسکے ملک ہے اور واسطے اُسکے سب تعریف اور وہی اوپر ہر چیز کے قادر ہے رجوع کرنے والے ہیں ہم توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے
اپنے رب کی تعریف کرنے والے نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا سچا ہے وعدہ اُسکا اور مددگار ہے بندہ اپنے کا اور شکست دی گروہ
کو بدد دوسرے کے اور غالب کیا گروہ اپنے کو تنہا نہیں ہے کوئی چیز بعد اُسکے ۱۲ ۳؎ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے کہ ساتھ نعمت

نے فرمایا ہاں بیان کر و میں اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی نے حدیث بیان کی اُس سند سے جو انکے نزدیک تھی اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہان پر حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہے ظہور تصویب قول سفیان رحمہ اللہ پر جبتک کہ کوئی دلیل قائم نہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام القاضی اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے پر حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سفر سے پھر کر آئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے چھوڑی اور پہونچکر اُنسے معانقہ کیا اور اُنکی دونون آنکھونکے درمیان مین بوسہ لیا کذا قال بعض العلماء اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اُسکے ہاتھون کو چومنا بھی درست ہے اور منھ چومنا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اُسکے سارے اعضا کا اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہے اور جب گھر کے اندر داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالی کا وظیفہ شکر و دعا و حمد و ثنا ادا کرے بعد اُسکے اپنے اہل و عیال سے ملکر گھر سے باہر نکلکر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اُس سے آکر ملین مین جو شخص ملاقات کو آوے اُسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف و شفقت و تواضع سے پیش آوے اور دعا کرے خصوصًا شہر مین آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دعا مسافر کی خصوصًا حاجی کی داخل شہر مین ہونے سے پہلے مستجاب ہے اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف و مزامیر کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگون کی عادت بجا کرتے ہین منع کرے اور خلاصہ سارے آداب کا اور روح سارے مناسک کی اور عمدہ سارے افعال مین اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہے کہ اس سفر مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر باطن کی نیکیان حاصل کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہین کہ علامات حج مبرور سے یہ ہے کہ جیسا گیا تھا اُس سے بہتر پھرے اور دلیل اُسپر اور علامت اُسکی یہ ہے کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا اور اہل دنیا سے تنفر دل اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا ہو والحذر الحذر اسبات سے کہ پھر گناہون کے گرد پھرے اور قیدی کرے نیّان لنکستہ اشد من المرض ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور اور اگر بعضے ابواب خیر مین اپنے پروردگار سے عہد کرے اُسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے نقض عہد کرنے کا انجام اچھا نہین ہے

ہو یکی کر اور جلال دیکھے کے تمام ہوجاتے ہین صالحات ۱۲ ؎ اسواسطے کہ عود کرنا بیماری کا سخت ہے مرض سے اور پناہ مانگتا ہون مین بعد تمامی کے نقصان

فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما ومن اللہ التوفیق

باب ستر ھواں ذکر فضائل درود مین اور جو کچھ اُس سے متعلق ہے چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت اور ہی درود ہے حضرت سید الانس والجان علیہ الصلاۃ والسلام من الملک المنان کی حضور مین اسواسطے اُسکے فضائل و فوائد واحکام واوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلون مین تفصیل پاتا ہے وباللہ التوفیق **فصل** جاننا چاہیے کہ درود کے فوائد جو حصر سے باہر ہین اُنکا ضبط کرنا زبان قلم سے ہو نہین سکتا لیکن بعضے علما وحفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ وروایات حسنہ سے اُنکے نزدیک ثابت ہوئی ہین اُن سبکو ضبط کیا ہے اور سلک بیان مین پرو دیا ہے بعضے اُن فوائد مین نتیجہ اصل درود ہین اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہین اور بعضے کسی خاص کیفیت کے اثر ہین اور بعضے کسی ایک وقت معین کی ساتھ خاص ہین اور بعضے ایک حالتِ خاص کو لازم ہین اور انمین سے کچھ کچھ اس کتاب مین مذکور ہوئے ہین واللہ الموفق از جملہ فوائد درود امتثال امر الٰہی ہے اور موافقت اُس جناب کے ساتھ اور اُسکے ملائکہ کے کیونکہ وہ تعالیٰ وتقدس نے فرمایا ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما[1] اور از جملہ فوائد درود یہ ہے کہ جو کوئی اور ایک درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالیٰ اُسکے بدلے مین دس رحمتین اُسپر اُتارتا ہے اور دس درجے اُسکے بلند کرتا ہے اور دس نیکیان اُسکے نامۂ اعمال مین لکھدیتا ہے اور دس گناہ اُسکے مٹا دیتا ہے اور بعضے احادیث مین واقع ہو کہ دس گردنین آزاد کرنے اور بیس غزوے کے برابر ہو جاتا ہے اور از جملہ فوائد یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسکے حق مین واجب ہو جاتی ہے اور از جملہ اسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے اور قیامت کو دروازۂ جنت پر اُسکا شانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانۂ مبارک سے بھڑ جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب سے پہلے پہنچیگا

ہے بیوزیادتی کے ۱۲ اسلئے پس جس نے عہد کو توڑا پس سوا اسکے نہین کہ عہد توڑا او پر جان اپنی کے اور جس نے کہ پورا کیا اُس چیز کے کہ عہد کیا ہے او پر اسکے اللہ سے پس شتاب دیگا اُسکو ثواب بڑا ۱۲ ۔

[1] یعنے تحقیق اللہ تعالے اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہین نبی پر اے ایمان والو تم درود بھیجو اوسپر اور سلام بھیجو سلام بھیجنے کر ۱۲ ۔

اور اُس شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے سارے اُمور کے متولی ہو جاوینگے اور از
جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور ساری حاجتین بر آتی ہین
اور سارے گناہ بخشے جاتے ہین اور ساری برائیونکا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک قول پر جتنے فرض
قضا ہو گئے ہون اُنکا بھی کفارہ ہو جاتا ہے اور صدقہ کی جگہ پر قائم ہوتا ہے بلکہ ایک قول پر
اُس سے افضل ہے اور از جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود پڑھنے کی وجہ سے کرب جاتا ہے اور بیمار شفا
پاتا ہے اور خوف وجزع دور ہوتا ہے اور متہم کا بری ہوتا کھل جاتا ہے اور دشمنون پر فتح پاتا ہے
حق تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اُسکی محبت دل مین پیدا ہوتی ہے اور فرشتے اُسکے حق مین دعا کرتے ہین
اور عمل و مال اُسکی برکت سے پاک ہوتا ہے اور بڑھتا ہے اور صفائی قلب اور فراغبالی اور سارے امور مین
برکت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین چوتھے طبقے تک صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اُسکے ہے اہوال قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی
آسانی ہونا اور مہالک دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر و حاجت کا دور
ہو جانا اور اقسام بخل وجفا و دعاے رغم انف سے سالم رہنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین
ہے کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے اور گویا کہ اُس نے جفا کی مجھپر اور اُسپر دعا کیا
ہے رغم انف کی یعنی خاک مین ملجانے ناک کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اُسکے ہے مجلس کا پاک ہو جانا
اور گھیر لینا رحمت کا اس مجلس کے بیٹھنے والون کو اور نور بڑھ جانا صراط پر اُترنے کے وقت اور ثابت
رہنا قدم کا اُس حال پر آفات مین اور اُس سے نجات پانا طرفۃ العین مین برخلاف حال ان لوگون کے
جو درود کے تارک ہین اور ساری فوائد درود سے اعظم واتم ذکر آنا اُسے درود بھیجنے والے کا حضور
سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین شعر لک البشارۃ فاخلع ما علیک لقد + ذکرت
ثم علی ما فیک من عوج بیت جان میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو + در مجلس آن
نازنین حرفے کہ از ما میرود اور از جملہ اُسکے ہے زیادہ ہو جانا حضرت حبیب رب العالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور متخیل ہو جانا خیال کا آنکھ

لہ تجھکو خوشی خبری ہے پس اتار اُس بوجھ کو جو تجھ پر ہے کیونکہ بالتحقیق کیا گیا تو اُس دربار عالی مین باوجود
اُس کجی کے جو تجھ مین ہے

مین کہ اکثر درود کو لازم ہو گئ وہ درود جو بصفت حضور و توجہ متصف ہو اللہم صل وسلم علیہ لو
شق عن قلبی یری وسطہ + ذکرک فی سطر والتوحید فی سطر[1] اور از جملہ اسکے ہو محبت کرنا آدمیون کا
اور محبت کرنا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے ساتھ اور مصافحہ کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے
قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال جہان آرای محمدی کو خواب مین اور محبت کرنا فرشتون کا
اسکے ساتھ اور دعا کرنا فرشتون کا اسکے واسطے اور لکھنا انکا اسکے درود کو سونے کے قلمون سے
چاندی کے ورقون پر اور دعا اور استغفار کرنا انکا اسکے واسطے اور پہونچانا ملائکہ سیاحین کا
اسکے درود کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے کہ فلان بن فلان مثل
کمترین بندگان عبدالحق بن سیف الدین یسلم علیک یا رسول اللہ و کمترین غلامان عبدالحق بن غلام رسول
یسلم علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد صلواۃ وسلام سے مشرف ہونا ہے شرف رد سلام سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہے اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہو گی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاے خیر و سلامت اسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر مین ایکبار
بھی ہاتھ لگے تو ثمر خیر و سلامت اور سو ہزار کرامت کا موجب ہے **بیت** بہر سلام مکن
رنجہ در جواب آن لب + کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقینا
اسواسطے ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ جواب
سلام سنت ہو بلکہ فرض ہو تو ضرور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا فرمانے
مین موافق اپنی خصلت کریمہ کے کان یارد بالسلام مروی ہے مبادرتر اور مبالغ تر ہونگے اور اسبات
سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہو کہ زیارت کرنے والا وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے
پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور بعد سلام کرنے کے بھی جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہو
اور از جملہ فوائد درود ہو تین روز تک باز رہنا فرشتون کا اسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا
انکا آدمیون کو اسکی غیبت سے اور آنا اسکا قیامت کے دن عرش کے سایے مین اور اسکی ترازو
اعمال کا بھاری ہو جانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت مین بہت سی حورین پانا اور مشغل ہونا
درود کا ذکر و شکر و معرفت حق نعمت الہی جل سلطانہ پر اور اظہار عجز ہونا ادائے حق رسالت سے

[1] یعنے اگر پھاڑا جائے میرا دل تو دیکھیے تو اسکے درمیان اپنا ذکر ایک سطر مین اور توحید ایک سطر مین ہے

کیونکہ درود مین طلب و سوال تولی حق تعالی سے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کی صفت ثنا کے ساتھ اور اس مین کچھ شک نہین کہ حق تعالی و تقدس اپنے بندے سے اس سوال و طلب کو دوست رکھتا ہے اور جبکہ بندہ نے اپنی رغبت و سوال و طلب کو خدا و رسول کی خوشی کے ادھر مین صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی کے امور پر غالب رکھا تو ضرور ہے کہ مستحق جزاء کامل اور فضل خاص کا قابل ہوگا اور حاجتین بر آنے اور مشکلین آسان ہو جانے کا سبب یہی ہے جو مذکور ہوا فافہم و باللہ التوفیق اور مکرر حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود مین ظاہر ہے کیونکہ اکثر صیغے درود کے مشتمل ہین اسم مبارک اللہم پر کہ جراءت ملاحظہ جمیع اسما و صفات ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہے کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی و تقدس کو لفظ اللہم کے ساتھ کرے تو اس نے گویا تمام اسماء حسنی کے ساتھ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہے کہ اس عبادت کے بڑھانے مین اور اس کے اختیار کرنے مین اور استعمال مین تقصیر نہ کرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اس سے ہو سکے اور اسپر آسان ہو روز مرہ کا ورد ٹھہرا لے وارد ہوا ہے کہ خیر العمل[1] ادومہ و قلیل دائم خیر من کثیر منقطع اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر اسقدر نہو تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیا کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہے اور بعضون کا دو سو صبح و شام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور چاہیے کہ کچھ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود پڑھنے کی عادت ڈالتا ہے تو اسپر آسان ہو جاتا ہے اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ انکا ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہے اور جب اسکی حلاوت و لذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان پہونچے تو اس کی قوت و قوام روح اسی سے ہوگی فذکر الحبیب للمریض طبیب[2] اور بڑا تعجب ہے اس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار و برکات اور مفتاح ابواب جمیع خیرات و سعادات ہو صرف نکرے اور قول حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

---

[1] یعنی بہتر عمل کا وہ ہے جو ہمیشہ ہو اور تھوڑا عمل ہمیشگی کے ساتھ بہتر ہے اس بہت سے جو چھوٹ جاوے ۱۲

[2] پس ذکر حبیب کا واسطے مرض کے طبیب ہے ۱۲

[3] وہ وقت کفایت کرتا ہے تیرے غم کو ۱۲

یکفی ھمک اس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اجعل لک صلواتی کلہا اور قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا
ولا اجد باقی ذکر اللہ بجلت الصلوٰۃ البنویۃ عبادتی کلہا اسباب مین کافی ہے اور سلوک والون کو
اس دروازے سے آنے مین فتوحات عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشایخ فرماتے ہین کہ جب
شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک بآسانی پہونچیگا اور
بھی درود اور اسکا توجہ اس جناب کی طرف اسکی ترتیب اور تہذیب کریگا اور درگاہ خداوندی تک
پہونچائیگا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کریگا اور وصیت کرتے
تھے بعضے مشایخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرآت قل ہو اللہ احد کو کثرت درود کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ
قل ہو اللہ احد پڑھنے سے ہم نے خدائے واحد کو پہچانا اور کثرت درود سے ہمنے محبت رکھی ساتھ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے تھے کہ جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
کثرت سے درود بھیجیگا وہ سوتے جاگتے آپ کی زیارت سے مشرف رہیگا جیساکہ نقل کرتے ہین مشایخ
شیخ کامل امام علی متقی حاکم کبیر مین حضرت شیخ احمد بن موسیٰ متشرع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشایخ
شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہین کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل
معرفت الٰہی یہ ہی کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت درود سے
ایک نور عظیم باطن مین پیدا ہوگا کہ رہنمائی اسکی کریگا اور اس جناب ملائک مآب سے بے واسطہ فقیر
اس تک پہونچائیگا اور خلاصہ طریق شاذلیہ کا جو ایک شعبہ ہے طریقہ عالیہ قادریہ کا یہی ہے کہ بوسیلہ التزام
متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہین
فجدوا واجتہدوا من اللہ الاعانۃ والتوفیق **فصل** سخاوی اور بعضے محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے
ہین کہ محمد بن سعد بن مطرب ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اُن کے گھر مین تشریف لائے اور اپنے جمال
باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہین کہ ادھر لا اپنا منھ جس سے درود پڑھا کرتا ہے ہم اُسکا
بوسہ لین یہ کہتے ہین کہ مجھکو آپکے دہن مبارک سے اپنے دہن نالایق کو ملانے مین شرم آئی تو ناچار رخسارہ

صلوٰۃ کردن گاہین واسطے آپکے اپنی ساری دعا ١٢ اسکا یعنے اگر تیار ہین وہ کچھ کہ خدا کے ذکر مین ہے تو گردانتا مین
بویہ کو اپنی عبادت ١٢ اسکا پس سعی اور کوشش کرو تم اللہ سے ہو مدد دینا اور اسباب خیر کا مہیا کرنا ١٢ منہ

آپکے دہن مبارک کے پاس لے گیا آپنے اُسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر مین مین نے مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارے سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہین گئی اور شیخ احمد بن ابی بکر بن رداد صوفی محدث اپنی کتاب مین شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتھ اُن اسانید کے جو اُن کے نزدیک معتبر ہین روایت کرتے ہین کہ اقلیشی نے کہا ہے کہ ایک روز شبلی ابو بکر مجاہد کے پاس آئے ابو بکر اُن کی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی ایسا کچھ اس شخص کے ساتھ آپ نے کیا اور حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین فرمایا یہ کچھ اُسکے ساتھ مین نے نہین کیا بلکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ اُسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اُسکے ساتھ معانقہ فرمایا اور اُسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ پڑھا کرتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم[1] اور بعد اُس کے مجھپر درود بھیجا ہے اور بھی اُسکی کتاب مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسایہ مین مرگیا تھا اُسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خداے تعالے نے تیرے ساتھ کیا کیا اس نے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے چاہا کہ شاید دین اسلام پر میری موت نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ تیرا اتنی سے ہے کہ جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اُس نے حجت ایمان مجھکو یاد دلائی مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہے کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خداے تعالی نے

[1] تحقیق آیا ہے تمھارے پاس پیغمبر نفس تمھارے سے شاق ہے اوپر اُسکے یہ کہ ایذا مین پڑو تم حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمھاری کے ساتھ مسلمانون کے شفقت کرنے والا مہربان ہے ۱۲ —

تیری کثرت درود سے مجھ پیدا کیا اور حکم دیا ہے کہ ہر شدت و کرب میں تیری اعانت کروں
اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی ہے ذکر شبلی اور اُنکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہے اور بھی اُسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
کہ حق تعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اُتارون اور ایک دانہ زمین سے
نہ اُگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہان تک کہ فرمایا کہ اے موسیٰ کیا تو
چاہتا ہے کہ مین تجھسے قریب تر ہو جاؤن اُس قریب سے جو تیرے کلام کو تیری
زبان سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن
سے ہے اور تیری نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے انھون نے عرض کیا کہ ہان یا اللہ مین
چاہتا ہون فرمایا پس نوبت بسا درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج تاکہ تجھے یہ نسبت
حاصل ہو جائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ فرمایا اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کی پیاس سے تو محفوظ رہے انھون نے عرض کیا
ہان یا اللہ مین چاہتا ہون فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت
کی اسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین اور بھی اُسی کتاب مین مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہون کو ایسا مٹاتا ہے کہ پانی آگ کو نہین بجھاتا اور آپ پر
سلام بھیجنا افضل ہے گردنون کے آزاد کرنے سے اور آپکے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے
خدا کی راہ مین تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابو القاسم اصفہانی نے اور وہ بھی ہی
روایت لاتے ہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب دو مسلمان آپس مین ملاقات کے وقت مصافحہ کرین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر درود بھیجین تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو دونون کے سارے گناہ
اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہین روایت کی اسکی حافظ بن بشکوال نے اور بھی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہوا اور بعد اُسکے ایک غزوہ کرے تو چار سو حج
کے برابر ہوگا پس جو لوگ میسر تھے کہ انکو استطاعت حج اور قوت جہاد نہ تھی اصحاب
کے سُننے سے دل اُنکے ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تمپر درود بھیجیگا اوسکو چارسو غزوے کا ثواب ملیگا
اور ہر غزوہ چارسو حج کے برابر ہوتا ہے اسکو ابو حفص بن عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ
مین اور بھی اُسی کتاب مین فصل احادیث خضر والیاس علیہم السلام مین لاتے ہین شیخ
مجد الدین فیروزآبادی سے متصل فقیہ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام سمرقندی کے کہا
اُنھون نے کہ مینے ایک روز راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مینے کہ کہتا ہے آؤ میں مین آپکے
ساتھ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے فرمایا خضر بن ایلیا
ابو العباس اور اُنکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی پایا اُنسے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اُنھون نے
فرمایا کہ الیاس بن شام پھر مین نے اُن دونون صاحبون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمپر خدا
تعالیٰ رحمت کرے آیا تم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ بولے کہ ہان دیکھا ہے
مینے کہا کہ خدا کے واسطے جو کچھ تمنے اُنکی زبانِ مبارک سے سنا ہو مجھ سے بیان کرو کہ مین
روایت کرون تم سے فرمانے لگے کہ ہم نے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرماتے تھے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علی محمد وآلہ وسلم تو اس کا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے
جیسے پاک کیا جاتا ہے کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علے محمد بہ تحقیق کہ اُسکے منھ پر کھولدئے جاتے ہین ستر
دروازے رحمت کے اور ساتھ اُنھین اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب
تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علی محمد تو حق تعالےٰ ایک
فرشتے کو موکل کرتا ہے کہ تمکو غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اُٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم
وصلے اللہ علی محمد تو اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہے آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے
اور ساتھ انھین اسناد کے فرمایا حضرت خضر والیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص
شام سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض

کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ دوست رکھتا ہے کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا
اور نابینا ہے اور قدرت آنے کی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہ سات ہفتے
مین یعنی سات شب مین کہے صلے اللہ علے محمد مجھے وہ خواب مین دیکھیگا اور کہ روایت
کرے مجھسے حدیث کی اُس نے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اُس نے
آپ کو خواب مین اور روایت کی اس نے آپ سے حدیث اور اُسی کتاب مین حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ درود بھیجو خداے تعالے کے انبیا ورسل پر کیونکہ حق تعالے نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا
ہے اُنکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الدعوات[1]
الکبیر اور حضرت انس ابن مالک کی روایت سے لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اذا سلمتم علی فسلموا علی المرسلین[2] اخرجہ ابن ابی عاصم اور روایت
کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور
مین حاضر ہوئے اور مجلس مین ذکر چلا حضرت سید الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا
کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہین ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اترتے ہین
ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہین قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اور اپنے بازو سمیٹتے ہین اور آپ پر درود بھیجتے ہین اور جب شام ہوتی ہے تو وہ عروج
کر جاتے ہین اور دوسرا گروہ اُسی عدد کے ساتھ اترتا ہے اور جو کچھ وہ کر گئے ہین یہ بھی
ویسا ہی کرتے ہین یہ اُس دن تک رہے گا کہ آپ قبر معلے سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے
کے وقت ستر ہزار فرشتے آپکے گرداگرد ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ
وذریاتہ وسلم روایت کی اسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین
کہ فرمایا الصلوٰۃ علی النبی تدرک الرجل وولدہ وولد ولدہ[3] روایت کیا ابن بشکوال نے

[1] نکالا ہے کہ بیہقی نے شعب الایمان مین اور کتاب دعوات کبیر مین ۱۲

[2] یعنے جو وقت کہ سلام بھیجو تم مجھپر پس بھیجو اوپر مرسلین کے ۱۲

[3] یعنے درود نبی پر پاتا ہے آدمی کو اور اسکی اولاد کو اور اسکی اولاد کی اولاد کو ۱۲۔

نیچے ان احادیث کے جنھین نقل کیا ہی کتاب الرواوے اصل پر پڑھا کہ حضرت شیخ فرماتے ہین کہ
مین نے اُس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہے کتاب اصل سے مدینہ مطہرہ مین ہفتے کے روز
دسوین جمادی الاولی سنہ نوسے تنانوے مین اور وہی تاریخ ہے ان اوراق یعنی
جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین **حکایت** نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف
وسعی صفا مروہ اور سارے مواقف ومناسک حج مین سوا درود کے اور کوئی دعا نہین پڑھتا
لوگون نے کہا کہ ان مقامات مین تو ادعیہ ماثورہ کیون نہین پڑھتا فقط درود پر اکتفا کرنے
کی وجہ کیا ہے اُس نے کہا کہ مین نے عہد کیا ہے کہ درود کے ساتھ اور کسی دُعا کو شریک
نہین کرونگا اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب میرے باپ نے انتقال کیا اُسکا منھ گدھے
کا سا ہوگیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سوگیا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور اپنے باپ
کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہوجانے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ
سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اُس کا حال دنیا اور آخرت مین یہی ہوتا ہے
لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجتا تھا اس جہت سے مین نے اسکی
شفاعت کی اللہ تعالی نے قبول فرمائی پس مین جاگ اٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے
باپ کا منھ چودھوین رات کا چاند سا ہوگیا ہے اور دفن کے وقت بھی مین نے سُنا ہاتف سے
کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت ومغفرت کا سبب درود وسلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب
مین دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالے نے بخشدیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع
حدیث کرتے تھے بسبب ذکر درود کے کہ اس فن شریف کے قرأت کے لوازم سے ہے
اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچہ مین نقل کرتے ہین
کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ مینے ابو زرعہ کو بعد اُسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت

کرتا ہو مینے اُس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اس نے کہا مین نے اپنے ہاتھ سے ہزارہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من صلے علے صلاۃ مرۃ صلے اللہ علیہ عشرا اور بھی نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کے تین ہزار دینار کا قرضدار ہوگیا صاحب مال نے اسکا مرافعہ قاضی کے ہان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد صالح قاضی کے یہان سے آکر محراب تضرع وانکسار مین بیٹھ کر درود مین مشغول ہوا مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالے وتقدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ مین اپنا قرض ادا کرون مرد صالح کہتا ہے کہ مین سوتے سے جاگا تو اپنے مین خوشی کا اثر پایا لیکن اپنے دل مین سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کے سچائی کی علامت کیا ہے تو مین کیا کہونگا اُس دن مین نے اُس کے پاس جانے مین توقف کیا پھر دوسری رات کو خود سرور عالم فخر آدم وبنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ وہی فرماتے ہین جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا مین بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اٹھا مگر اُس دن بھی بمقتضاے بشریت علی بن عیسی کے پاس جانے سے مین نے اپنے تئین باز رکھا تیسری رات کو پھر مینے حضرت سرور دین ودنیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کو خواب مین دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن عیسی کے پاس پوچھتے ہین مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم اس واقعے کے سچائی کی ایک علامت چاہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسی علامت اس واقعے کے سچائی کی تم سے مانگے تو اس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر روز بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچہزار مرتبہ درود پڑھ کر ہماری حضور مین پیشکش کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہین جانتا سوا خداوند

لہ یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر ایکبار تو رحمت کرتا ہے اللہ اسپر دس بار ۱۲

تھاٹ نے اے کہ اور کرا ما کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو مین اٹھا تو سیدھا وزیر کے پاس چلا گیا
اور اُس سے اس خواب کا قصہ مین نے بیان کیا اور اس واقعے کے سچائی کی علامت
جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اُس کے سامنے ظاہر کی وہ نہایت خوش ہوا اور کہنے
لگا کہ مرحبا برسول رسول اللہ حقا بعد اُس کے مجھے تین ہزار دینار اُس نے لاکر
دیے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کرا اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنے عیال کا
نفقہ کرا اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنا مایۂ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو رشتۂ
محبت مجھ سے قطع نہ کرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر مین تیری حاجت
روائی مین بدل و جان کوشش کرونگا پس مین اُن تین ہزار دینار کو لیکر قاضی کے
پاس گیا تاکہ اُسکے سامنے ادا کرون صاحب دین کو دیکھا مین نے کہ مبہوت قاضی کے
پاس آیا مین نے دنانیر گنے اور سارا قصہ اُن کے سامنے بیان کیا قاضی نے کہ یہ ساری
کرامتین وزیر ہے کیون لے ہے مین نے یہ دین تمہارا ادا کیا پس صاحب دین بولا
کہ یہ سب کرامتین تم لوگون کو لینے کی کیا وجہ ہے مین ہزار وار تر ہون اسباب مین
کہ برأت اسکی تیرے ذمے سے کرون مین نے اللہ و رسول کے واسطے اپنا دین
معاف کیا پس قاضی نے کہا کہ جو کچھ اللہ اور رسول کے واسطے نکال کے لایا ہون اسکو
اب پھیر کر نہ لیجاؤنگا وہ مرد صالح کہتا ہے کہ مین وہ سارا مال لیکر اپنے گھر آیا اور
حق تعالیٰ کا شکر بجا لایا وللہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ الصلوٰۃ والتحیۃ فصل پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت و استحباب ہر وقت و ہر حال
مین ہے ولیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل و اجب ہے اس رات اور
دن کے شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے
کی فضیلت اخبار و آثار سے ہوتی ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے
ہین کہ شب جمعہ افضل ہے شب قدر سے اسواسطے کہ لطیفہ ظاہر دنی کہ ساری خیرات

ف خوش ہو ساتھ رسول اللہ کے حق ہے ۱۲

ف اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اور احسان اور اوپر رسول اُسکے کے ہے درود و تحفہ ۱۲

وبرکات کا اصل و مادہ ہے اسی رات مین حضرت آمنہؓ کے پیٹ مین قرار پایا ہے ساتھ اور خصوصیات کے جو اسکی شان مین وارد ہین واللہ اعلم اور حدیث مین آیا ہے کہ افضل ایام یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم تعرض علی فادعوا لکم واستغفر رواہ ابوداؤد وصححہ النووی اور دوسرے روایت مین آیا ہے کہ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ اور درود والے پڑھنے والے سے سنکر مجھ پہونچاتے ہین اور خبر مین آیا ہے کہ جو درود کہ تم جمعے کے دن مجھپر بھیجتے ہو وہ عرش کے نیچے نہین ٹھہرتا اور جس فرشتے کے پاس تک پہونچتا ہے وہ ملائکہ سے کہتا ہے کہ صلّوا علی قائلہا اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اکثروا علی من الصلوٰۃ فی لیلۃ الغراء والیوم الاغر اور ایک روایت مین ہے فی لیلۃ الزہراء والیوم الازہر اور بعضے علمار نے کہا ہے کہ شب جمعہ کی خصوصیات سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جواب صلوٰۃ وسلام دیتے ہین صلوٰۃ وسلام عرض کرنے والے کو اس شب مین اللہم وسلم علیہ فی کل یوم ولیلۃ وفی کل لمحۃ ولحظۃ اور مفاخر الاسلام مین حدیث لاتا ہے من صلے علے فی لیلۃ الجمعۃ ماۃ صلوٰۃ قضی اللہ لہ ماۃ حاجۃ سبعین حاجۃ من امور الدنیا وثلثین من امور الآخرۃ اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے اللہم صلے علے محمد وآلہ الف الف مرۃ تو وہ شخص جب تک اپنی جگہ بہشت مین نہ دیکھ لےگا اس جہان سے انتقال نہ کرےگا سخاوی نقل کرتے ہین کہ حدیث مرفوع مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سائت جمعے مین ہر روز سات بار یہ درود پڑھےگا اسکے حق مین میری شفاعت واجب ہو جائیگی

لـه بہتر تمہارے سب دنون سے افضل دن جمعہ کا ہے اس مین پیدا کیا گیا آدم اور اسمین روح قبض کی گئی اور اسمین نفخہ ہے اس مین صعقہ ہے پس تم لوگ اس دن مجھپر درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اس دن تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے پس مین دعا کرتا ہون تمہارے واسطے اور استغفار کرتا ہون روایت کی ہے اسکو ابوداؤد نے اسکی نووی نے ۱۲ سـلـه یعنے جمعہ کا دن ہے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین ۱۲ سـلـه یعنی درود بھیجو ان درود بھیجنے والے پر ۱۲ سـلـه اور روزون کی نسبت شب روشن اور روز روشن مین مجھپر زیادہ درود بھیجا کرو ۱۲ سـلـه اے اللہ درود وسلام بھیج اسپر ہر دن اور رات مین اور لحہ اور ہر لحظہ مین ۱۲ سـلـه یعنے فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو مجھپر درود بھیجے شب جمعہ کو سو بار تو اسکی سو حاجتین بر آتی ہین ستر ان مین سے دنیاوی حاجتین اور تیس اخروی ۱۲ سـلـه اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل انکی پر ہزار ہزار مرتبہ ۱۲ سـلـه اور اللہ سے

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء و لحقہ اداء و آتہ الوسیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ عنا افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یا ارحم الراحمین اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن وہب سے کہا کہ جمعے کے دن درود ترک نہ کر ہزار مرتبہ پڑھا کر اللّٰھم صل علی محمد النبی الامی اور بھی کتاب مفاخر الاسلام مین حضرت سعید بن مسیب سے لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من صلی علی یوم الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرہ ذنوبہ لثمانین سنۃ اور دمیری شرح منہاج مین نقل کرتے ہین کہ حدیث حسن مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجے بصیغۂ اللّٰھم صل علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کے تو اسی برس کے گناہ اس کے بخشے جاتے ہین اور مفاخر الاسلام مین لایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل اس سے کہ اٹھے اس جگہ سے جہان پر نماز ادا کی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی مرتبہ درود بھیجے تو اسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے اور خبر مین آیا ہے کہ خالد بن کثیر کے سرھانے قبل دم ٹوٹنے کے ایک پرچہ کاغذ کا پایا گیا اس مین لکھا تھا کہ براءۃ من النار لخالد بن کثیر انکے گھروالون سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام ایسا کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوگئے انھون نے کہا کہ وہ ہر جمعہ کو ہزار بار درود حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پہ بھیجا کرتے تھے **فصل** جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہے شب جمعہ مین ایسا ہی شب دوشنبہ مین بھی ہے اس واسطے کہ دوشنبہ ہے روز بزرگ ہے کہ اس مین تولد ون

۱۲ درود بھیج محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر ایسا کہ ہو موافق تیری خوشی کے اور واسطے حق انکے کے اور عنایات فرما انکو وسیلہ اور مقام محمود جو وعدہ فرمایا تو نے اور جزا دے ہماری جانب سے جس چیز کے سزاوار ہین وہ جزا دے ہماری طرف سے بزرگ ترین اس جزا کہ جزا دی تو نے اور نبیون کو انکی امت کی طرف سے اور درود بھیج تمام بھائیون انکے پر نبیون سے اور صدیقون سے اور شہیدون اور صالحون سے یا ارحم زیادہ رحمون کا ۱۲ ؎ یعنے جو شخص مجھ پر درود بھیجے جمعے کے دن اسی مرتبہ تو بخشے جاوین گناہ اسکے اسی برس کے ۱۲ ؎ اے اللہ درود بھیج محمد بندے اپنے پر اور رسول اپنے پر جو نبی اور امی ہین اور آل اصحاب انکے پر اور سلام ۱۲ ؎ بیزاری ہے آگ سے

اعمال درگاہ رب العزت مین عرض کیے جاتے ہین اسی جہت سے حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اکثر اس دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُس دن بندون کے اعمال حضرت ذوالجلال مین عرض کیے جاتے ہین پس مین دوست رکھتا ہون کہ اعمال میرے عرض کیے جائین اس حال مین کہ مین روزے سے ہون احیاء العلوم مین ہے کہ جو شخص شب دوشنبہ مین دو رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلے رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت مین اکیس بار پڑھے اور تیسری رکعت مین تیس بار پڑھے اور چوتھی رکعت مین چالیس بار پڑھے اور سلام پھیر لینے کے بعد پچھتر بار استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالیٰ سے مانگے گا پاوے گا الحدیث اور پنجشنبے کے روز درود پڑھنے کی فضیلت مین بھی ایک حدیث وارد ہوتی ہے مفاخر الاسلام مین لایا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ من صلی علی یوم الخمیس ماۃ مرۃ لم یفتقر ابدا

فصل اس مین شک نہین کہ برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن ومستحب ہے لیکن علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جہان استحباب اس فضیلت کا موکد تر اور فاضلتر ہے وہ یہ ہین کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہوا اور نماز مین بعد تشہد کے اور امام شافعیؒ کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان اور اقامت کے اور رات کو اُٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو وحمد کے اور بعد نماز تہجد کے اور مسجد کے پاس سے نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصًا بعد نماز جمعے کے اور روز پنجشنبہ کو اور دوشنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبون مین اور اول روز اور آخر روز کو اور وقت سحر کو اور خطبون مین بعد بسم اللہ کے اور تکبیرات عید مین شافعیہ کے نزدیک اور نماز جنازہ اور احرام مین لبیک کہنے کے بعد اور صفا اور مروہ پر اور بعد تہلیل اور تکبیر کے اور بیت اللہ شریف زاد ہا اللہ شرفا وتعظیما کی زیارت کے وقت اور حجر اسود کے بوسہ لینے کے وقت اور طواف مین

ما خالدین کثیر کو ۱۲ ؎ یعنے جو شخص مجھ پر درود بھیجا کرے پنجشنبے کے روز سو مرتبہ وہ محتاج کبھی نہو گا ۱۲

آور قلزم کے پاس آور سارے مواقف حج مین آور قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
وسلم کے پاس کہ اخص واقرب مواضع آور مستجلب انوار وبرکات ہے آور مشاہدۂ آثار نبویہ
کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینۂ منورہ معطرہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زاد ہا اللہ شرفاً وتکریما
آور وادی بدر آور جبل اُحد وغیرہ آور بیع اور شرا کے وقت آور وصیت نامہ لکھنے کے
وقت آور ارادۂ سفر کے وقت آور سواری پر سوار ہونے کے وقت آور منزل مین اُترنے
کے وقت آور بازار کے جانے کے وقت آور بازار مین داخل ہونے کے وقت چنانچہ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مین بازار مین کہ کثرت شغل بیع وشرا
کی جہت سے لوگون کو خداے تعالے سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے اور حمد وصلوٰۃ
کہتے تھے آور دعوت مین جانے وقت آور دعوت سے پھرنے وقت آور گھر مین آنے
کے وقت آور نزول حاجت کے وقت آور خوف احتیاج کے وقت آور غلام یا جانور
کے یا جانور کے بھاگ جاتے وقت آور غم وشدت کے وقت آور طاعون کے وقت اور خوف غرق
کے وقت آور کان بولنے کے وقت ساتھ ضمیمہ اس قول کے کہ ذکر اللہ[1]
من ذکرنی بخیر آور پاؤن سو جانے کے وقت آور بھولی چیز یاد کرنے کے وقت آور خوف
نسیان کے وقت آور شرب کھانے کے وقت آور پانی پینے کے وقت طرف سے آور گدہے
کی آواز کرنے کے وقت آور گناہ کرنے کے وقت بعد تاکہ اُسکا کفارہ ہو جاتے آور
اوّل وآخر دُعا کے آور ملاقات کے وقت کسی بھائی مسلمان دیار ومصاحب کے ساتھ
آور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے سے پہلے آور مجلس سے اُٹھنے کے
وقت تاکہ مامون رہے غیبت سے آور ہر جماؤ مین جو خدا کے واسطے ہو آور شعائر اسلام
کے واسطے آور قرآن کے ختم ہونے کے وقت آور دُعائے حفظ قرآن مین آور کلام
کے شروع ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ نہو آور درس دینے سے پہلے آور
وعظ سے پہلے آور قرأت حدیث کے اول وآخر آور جسوقت کوئی چیز اچھی معلوم ہو مگر
بعض علماء مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب مین مکروہ رکھتے ہین چنانچہ تسبیح وتہلیل کسی امر عظیم

[1] یعنے خدا کو یاد کیا جس نے مجھے یاد کیا بھلائی کے ساتھ ۱۲

کے نزدیک یا نزدیک عرض اسباب اور کھولنے متاع کے مکروہ ہے اور بڑی ضروری جگہ درود بھیجنے کی یہ ہے کہ آپ کا نام مبارک زبان پر آئے یا لکھا جائے اور حدیث مین آیا ہے کہ من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ مادام اسمی فی الکتاب اس حدیث کی روایت بہت سے علمای حدیث نے کی ہے ولیکن سند اسکی ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اسکو وضعی کہا ہے واللہ اعلم اور نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کا تمد کے بخل کی جہت سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین لکھتا تھا اسکا گذر گیا اور ایک اور تھا کہ صلی اللہ علیہ فقط لکھتا تھا اور وسلم اسکے ساتھ نہین ملاتا تھا اسنے خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے تئین چالیس نیکیون سے کیون محروم رکھتا ہے یعنے لفظ وسلم مین چار حرف ہین اور ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہین پس اس حساب سے چالیس نیکیان ہوئین اور اسی قبیل سے ہے وہ جو بعضے رمز اور اشارات پر اکتفا کرتے ہین چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت ص ام یا صلعم رکھتے ہین اور رمز علیہ السلام کا عین وم کرتے ہین وعلی ہذا القیاس حکایت کرتے ہین کہ ایک سے خواب مین کسی نے پوچھا کہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس بات پر تمکو بخشا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک جب کبھی لکھتا تھا تو اسکے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ضرور لکھتا تھا یہی سبب میری بخشایش کا ہوا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا اُن سے پوچھا کہ حق تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھپر رحمت کی اور مجھے بخشدیا اور مجھے بہشت مین لیگیا جیسے دولہا کو لیجاتے ہین اور موتی و یاقوت مجھپر نثار کئے جیسے دولہا پر نثار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہوا کہ رسالہ لکھنے مین مین کہا کرتا تھا صلے اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون

فصل حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت

لہ یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر کتاب مین تو ہمیشہ فرشتے اسکے واسطے استغفار کرین کے جب تک کہ میرا نام کتاب مین رہے گا ۱۲ لہ درود بھیجے اللہ اوپر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمار اُس چیز کے کہ ذکر کرین اسکو ذکر کرنے والے اور شمار کر داس چیز کا کہ غافل ہون ذکر اسکے سے غافل ۱۲ لہ ای اللہ درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور سلام بھیج [illegible]

خواب مین حاصل ہونے کے اسباب مین سے ایک سبب ہمہ التزام درود طہارت کے ساتھ بصیغہ اللہم صل علی محمد و علی آلہ وسلم کما تحب وترضی لہ[1] اور اس درود کے التزام سے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے اللہم صل علی روح محمد فی الارواح اللہم صل علی جسدہ فی الاجساد اللہم صل علی قبرہ فی القبور[2] اور مفاخر الاسلام مین لایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللہم صل علی محمدن النبی الامی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھے یا اپنا گھر بہشت مین دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو خدا چاہے تو پانچ جمعہ تک ایسا کچھ دیکھے کہ اس سے خوشی حاصل ہو اور جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت پڑھے اسطور پر کہ دونون رکعتون مین بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے بصیغہ اللہم صل علی محمد النبی الامی وآلہ وسلم اگر نصیب ہوگا تو انشاء اللہ تین جمعے نہ گذرینگے کہ خواب مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کریگا اور مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ مینے اسکا تجربہ کیا ہے اور بھی روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کو دو رکعت نماز ادا کرے اسطور کہ ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے اور بعد سلام پھیر کے ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللہم صلے اللہ علے النبی الامی وہ خواب مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہے کہ جو شخص طاہر فرش پر لیٹے کہ داہنے ہاتھ کو تکیہ کرے اور دعا پڑھ کر سو جائے انشاء اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہو اور وہ دعا یہ ہے اللہم انی اسئلک بجلال وجہک الکریم ان ترلنے فی منامی وجہ نبیک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رویۃ تقربہا عینی وتشرح بہا صدری وتجمع بہا شملی وتفرج بہا کربتی وتجمع بہا بینی وبینہ یوم القیامۃ فی الدرجات العلی ثم لا تفرق بینی وبینہ ابدا یا ارحم الراحمین[3]

---

1 اور پسند کرتا ہی اسکے واسطے ١٢ 2 اے اللہ درود بھیج اوپر روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارواحون مین اور اے اللہ درود بھیج اوپر جسد اسکے کے اجساد مین اے اللہ درود بھیج اوپر قبر اسکے کے قبرون مین ١٢ 3 یعنی اے اللہ مین تیرے سوال کرتا ہون ساتھ تیری ذات کریم کے بزرگی کے کہ تو دکھا دے مجھے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خواب مین کہ ٹھنڈ کر دے اُس سے میری آنکھ اور کھولدے برکت اسکی سے سینا اور جمع کر دے اُس برکت سے میری پراگندی اور کھولدے اسکی برکت سے کرب جمع کر دے اسکی جہت سے درمیان میرا اور درمیان اُنکے کے درجات عالیہ مین اور نہ جدائی ڈال درمیان میرے اور درمیان اُنکے کبھی اے سب رحیمون سے زیادہ رحیم ١٢

اگرچہ اس طریق کے درود بھیجنے کا ذکر نہین کیا لیکن طالب اس سعادت کا درود پڑھکر اس دعا کو پڑھے تو اس مین شک نہین کہ اتم و اکمل ہوگی اور اس سعادت کے حاصل کرنے کے اور بھی طریق علما نے بیان کئے ہین خلاصہ ان سب کا کثرت درود اور دوام توجہ اور استغراق ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف مین واللہ الموفق **فصل** جو صیغہ درود کے کہ حدیث شریف نبوی مین وارد ہوئے ہین انکا پڑھنا بیشک افضل واکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہین حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریفہ پر پھر بعضے علما کہتے ہین کہ ان سب مین وہ صیغہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہی سب سے افضل ہے اور وہ احادیث صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہی چنانچہ اسکا ذکر آئیگا اور ہر ایک حصول مقصود مین کافی و وافی ہے اسباب مین سب سے ظاہر تر و مشہور تر یہ صیغہ ہے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ جسنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد بتحقیق اُسنے درود بھیجا اسوجہ پر کہ جسپر مامور ہوا ہے اور پالیا اس نے وہ ثواب جو موعود ہی درود پڑھنے پر تحقیقًا اسیواسطے اگر کوئی شخص حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل صلوٰۃ بھیجنے کی قسم کھائے تو درود تشہد پڑھنے سے اسکا ذمہ بری ہوجاتا ہے اس قسم کے عہد سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ درود بھیجنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ احادیث صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ سے وارد ہوا ہے وہ سب جمع کرے اور پڑھے تاکہ ساری فضیلتیں تا ثورہ کا ثواب پاوے اور وہ سب یہ ہین اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی و علی آل محمد و ازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی و علی آل محمد و ازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید و کما یلیق بعظیم شرفہ و کمالہ و رضاک عنہ و کما تحب و ترضی لہ عدد معلوماتک و مداد کلماتک و رضا نفسک و زنۃ عرشک افضل صلوٰۃ و اکملہا و اتمہا کلما ذکرہ الذاکرون و غفل عن ذکرہ الغافلون و سلم تسلیما کذالک و علینا معھم اور شیخ کمال الدین بن الہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہین

کو جتنی کیفیات کہ حدیث مین وارد ہین اس صیغے مین موجود ہین اللہم صل ابدا افضل صلواتک علے
سیدنا محمد عبدک و نبیک و رسولک محمد و آلہ وسلم تسلیما وزدہ تشریفا و تکریما و انزلہ المنزلۃ
المقرب عندک یوم القیمۃ ابن قیم جوزی حنبلیہ سے اور بعضے علماے شافعیہ کہتے
ہین کہ اولی یہ ہے کہ جو جو درود جس جس صورت پر وارد ہوا ہے جدا جدا ایک ایک
وقت مین پڑھیے تاکہ سب کے پڑھنے سے مشرف ہو اور سبکا اکٹھا کرنا مستلزم ہے
ایک نیا صیغہ بنے کا کہ ہیبت مجموعی اُسکی کسی حدیث مین وارد نہین ہوئی انتہی بہر تقدیر
بعضے صیغے کہ احادیث مین مذکور ہین اور اخبار ماثورہ سے پہونچے ہین یہان انکا ذکر ہوتا
ہے و باللہ التوفیق پہلا صیغہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم
و علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل
ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید روایت کی اسکی مسلم نے لیکن بعض طرق حدیث
مین اسپر کچہ اور زیادتی بھی ہے وہ یہ ہے اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت
علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم
انک حمید مجید روایت کی اسکی بخاری اور مسلم نے تیسرا اللہم صل علی محمد النبی
الامی و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید
روایت کی اسکی احمد نے اپنی مسند مین چوتھا اللہم صل علی محمد و ازواجہ و ذریتہ
کما صلیت علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما بارکت
علی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے
اپنے صحیحین مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچوان اللہم صل علی محمد عبدک
و رسولک کما صلیت علے ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم
و علے آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اس کی شیخین اور نسائی نے
چھٹا اللہم اجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و علے آل محمد کما جعلتہا علے
ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید و بارک علے محمد و علے آل محمد کما بارکت علے
ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی قاسم نے جیساکہ آگاہ کیا ہے

اسپر نسائی نے اپنے مفاخر مین سا تواں اللھم صل علی محمد واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللھم صل علینا معھم اللھم بارک علی محمد واہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علینا معھم صلوٰۃ اللہ وصلواۃ المومنین علی محمد النبی الامی السلام علینا ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت کی اسکی دار قطنی نے اٹھواں اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد روایت کی اسکی ابوداؤد نے نواں اللھم صل علی محمد النبی الامی وازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی بھی ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ من سرہ ان یکتال بالمکیال الاوفی اذا صلی علینا اہل البیت فلیقل ہذا دسواں اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک علی محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی نسائی نے گیارھواں اللھم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی محمد وعلی آل محمد کما جعلتہا علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی احمد نے بارھواں اللھم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ وصل علیہ کما ینبغی ان یصلی علیہ ذکر کیا اسکو صاحب شرف المصطفی نے شرف المصطفی مین تیرھواں اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی الذی امن بک وبکتابک واعطہ افضل رحمتک آتہ اشرف علی خلقک یوم القیمۃ واجزہ خیر الجزاء والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تنبیہ ان صیغون مین جو صیغہ خالی ہے ذکر سلام اسکے بعد یہ کلمہ ضم کرنا چاہیے السلام علیک ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسواسطے ذکر صلواۃ کا بغیر سلام کے اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آئہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین صلواۃ کے ساتھ سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچہ بعضے کو اسکی

لہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اُسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ۱۲

کراہیت مین کچھ کلام ہو لیکن خلاف اولی ہونا تو اُسکا متفق علیہ ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہین فرمایا اسکا سبب یہ ہو کہ صحابہ کرام کو اسکا علم پہلے سے تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمنے بہ تحقیق جان لیا کیفیت سلام کو کہ آپ پر سلام بھیجنا چاہیے آپ ہمکو تعلیم فرمائیے کہ صلوٰۃ آپ پر کیونکر بھیجا کرین فرمایا کہو اللہم صل علے محمد وعلے آل محمد الحدیث اور اس قیاس پر اختصار کرنا فقط سلام پر بھی مکروہ یا خلاف اولی ہوگا اور اکثر عجم واون کی عادت ہے کہ ذکر نام مبارک کے ساتھ علیہ السلام پر اختصار کیا کرتے ہین لیکن عرب کی کتابون مین یہ بات بہت کم ہے اور نہایت حسن اختصار اور اتقاے مقصود مین واقع ہوا ہے وہ جو اگلے پچھلے مصنفون نے اپنے کتب مین ذکر نام مبارک کے ساتھ صیغہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا التزام کیا ہے اور شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہے علے آلہ ذکر نہ کرنے کا ورنہ اس کلمہ کا پڑھنا لفظ اور کتابت مین احسن واولی ہے چنانچہ بعضے نسخون مین مسطور ہوتا ہے اگرچہ منظور کا عطف ضمیر مجرور پر اعادہ جار کے اکثر نحویون کے نزدیک درست نہین اور اگرچہ دعاے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متضمن ہے دعاے آل واصحاب اور جمیع مومنین کو کما قیل ہذا دعاء شامل للبریۃ[لہ] **فصل** علما مین اختلاف ہے کہ سارے درودون سے افضل کونسا درود ہے اس مین اقوال متعدد وارد ہوئے ہین اور مین نہین جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہے اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغے کی شان مین کوئی اثر وارد ہوا ہے یا اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغہ ٹھیرے ہوئے ہے کیفیت وکمیت فاضلہ کو وہ جو کچھ بعضے زیارت کے رسالون مین علما نے لکھا ہے دس قول ہین **پہلا قول** سب درودون سے افضل درود وہ ہے کہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہے چنانچہ اُسی کے طرف اشارہ ہوا آیا ہے

لہ یعنے یہ دعا شامل ہے سارے خلق کو ۱۲—

دوسرا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما ذکرہ الذاکرون و کما سہی عنہ الغافلون تیسرا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما ہو اہلہ و مستحقہ چوتھا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما انت اہلہ پانچوان قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد افضل صلواتک عدد معلوماتک چھٹا قول اللھم صل علی محمد النبی الامی علی کل نبی و ملک و ولی عدد کلماتک ان تات المبارکات ساتوان قول اللھم صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک النبی الامی و علی ازواجہ و ذریتہ عدد خلقک و رضی نفسک و زنۃ عرشک و مداد کلماتک اٹھوان قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد صلوٰۃ دائمۃ بدوامک نوان قول اللھم بارک محمد و آل محمد صل علی محمد و آل محمد و اجز محمدا ما ہو اہلہ دسوان قول اللھم صل علی محمد و ازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید فصل حدیث مین آیا ہے کہ اذا صلیتم علی فاحسنوا الصلوٰۃ[۱] اور بعضے مفسرون نے آیہ کریمہ وقولوا للناس حسنا[۲] کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین اور مراد قول سے حسن صلوٰۃ ہے اون پر اور سدی کہ علماے تفسیر سے ہین بجماعہ صحابہ کرام و غیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہین کہ جس کسیکو اللہ تعالے بیان شافی اور قوت تعبیر معانی صحیحہ ساتھ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھ اُس بیان شافی اور قوت تعبیر کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آیات شریف و عظمت کو صلوات و تسلیمات تصنیف و ایجاد کرکے ظاہر کرے اور اس راہ کے چلنے والون اور اس نعمت کی قدر جاننے والون مین داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجالانے والون مین سے ہوگا اور بعضے صیغون کی افضلیت مین جو اختلاف واقع ہوا ہے تو غالب ہے

---

[۱] یعنے جب تم درود پڑھا کرو مجھپر تو اچھا کرے ۱۲

[۲] اور کہو واسطے لوگون کے بھلائی ۱۲

کہ مستند اسکا بھی حدیث ہوگی اور اسی پر بنا کرکے اکابر سلف و خلف نے صیغہ بلیغہ اور کلمات بالغہ مطابق اُس کے جو ماثور ہے تصنیف کئے ہین اور بعضے ان مین سے یہان مذکور ہوتے ہین **ایک اُن مین سے یہ ہے** اللھم صل علے سیدنا محمد السابق الخلق نورہ ورحمۃ للعالمین ظہورہ عدد ما مضی من خلقک ومابقے ومن سعد منھم ومن شقے صلوٰۃ تستغرق العد وتحیط بالحد صلوٰۃ لاغایۃ لہا ولا انتہا ءعملا امد لہا ولا انقضاء صلوٰۃ دائمۃ بدوامک وعلے آلہ واصحابہ کذالک والحمد للہ علے ذالک سخاوی نقل کرتے ہین کہ اوس درود کا ثواب دس ہزار درود کا ہے اور اسکا ایک عجیب وغریب قصہ ہے اور **ایک یہ ہے** اللھم صل علی سیدنا محمد افضل ما صلیت علے احد من خلقک صلوٰۃ دائمۃ بدوامک باقیۃ ببقائک صلوٰۃ تکون لک رضا ولحقہ ادآء صلوٰۃ مقبولۃ لدیک معروفۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم یہ صیغہ مشہورہ ہے اور مسبعات عشر[1] مین ماثور ہے اور زمانہ تابعین سے معمول مشائخ آیا ہے حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنے بعضون رسالون مین اس صیغہ کی وصیت فرمائی ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جس صیغے کی کہ فقیر کو حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ مین وداع کے وقت اجازت فرمائی ہے یہی درود ہے اور اجازت مشائخ کی خاصیت ہے جو کچھ اس بندہ کو ان لفظون مین نور و سرور وحضور وخشوع وخضوع حاصل ہوا ہے اور صیغون مین ساتھ قطع نظر کے مبالغات سے جو کیفیت وکمیت مین ہین کم حاصل ہوتا ہے اور جب پھر ایسے صیغے کی طرف پھر نہین آتے دل کو آرام نہین ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص واسرار سے ہے واللہ اعلم **اور ایک یہ ہے** اللھم لک الحمد بعدد من حمدک ولک الحمد بعدد من لم یحمدک ولک الحمد کما تحب ان تحمد اللھم صل علے محمد بعدد من صلے علیہ وصل علے محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علے محمد

[1] مسبعات عشر اوراد مشہور ومتبرک ہین ۱۲

کما یجب ان تصلے علیہ اس صیغہ کو انشا کیا ہے طبرانی[۱] نے اور کہا ہے کہ اس کو خواب
مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اسکو سنکر تبسم فرمایا ہے یہان تک کہ کھل گئین کلیان آپ کی دو دندانہائے شریف
سے نور ظاہر ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ایک یہ ہے اللھم
صل علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ و بارک علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ وسلم
علے محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ اور ایک یہ ہے اللھم صل علے
محمد وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ واصہارہ وانصارہ
واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معہم اجمعین یا ارحم الراحمین ذکر کیا ہے
اسکو سخاوی نے شفا سے اور نقل کیا ہے اسکو حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے
کہ جو شخص ارادہ کرے کہ پئے پیالہ حوض مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اسکو
چاہئے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی محمد فے الاولین وصل علے محمد فے
الآخرین وصلے علے محمد فی النبیین وصل علے محمد فے المرسلین وصل علے
محمد فے الملاء الاعلے الی یوم الدین اللھم اعط محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ
الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا اللھم آمنت بمحمد ولم اره فلا تحرمنے فے الجنۃ رؤیتہ
وارزقنی صحبتہ وتوفنے علے ملتہ واسقنے من حوضہ شربا مریا سائغا هنیا
لا اظما بعدہ ابدا انک علی کل شئ قدیر اللھم بلغ روح محمد وآلہ منا تحیۃ وسلاما اللھم
کما آمنت بہ ولم اره فلا تحرمنی فے الجنۃ رؤیتہ تلمسانی نیشاپوری سے نقل کرتے ہین
کہ علما نے کہا ہے کہ جو کوئی اس صیغہ کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے اسکے گناہ
سب جاتے رہتے ہین اور ہمیشہ اسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا اسکی قبول ہوتی ہے
اور امید اسکی پوری ہوتی ہے اور دشمنون پر فتح پاتا ہے اور اچھے کامون پر اسے توفیق
ہوتی ہے اور بہشت مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک یہ ہے
اللھم صل علی محمد وبارک وسلم وعظم وکرم فے الدنیا باعلاء دینہ واظہار دعوتہ

[۱] طبرانی اکابر علماے حدیث سے ہین ۱۲

بہ علیٰ اعلام ذکرہ واظہار شرفہ وفی الآخرۃ بقبول شفاعتہ فی امتہ وتضعیف ثوابہ واظہار
فضلہ علی الاولین والآخرین وتقدیمہ علی کافۃ الانبیاء والمرسلین فی اشفاقہ واعلاء
درجتہ فی الجنۃ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اور ایک یہ ہے اللہم صل علی
محمد وآلہ وسلم صلوٰۃ ہو الہام صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے میں امر واقع ہوا
ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ انت لہا اہل وہو لہا
اہل وبارک وسلم یہ درود درجہ قبولیت تک پہونچا ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص
وارد مدینہ تھے یہ درود مدینہ منورہ میں پڑھا کرتے تھے جب انہوں نے ارادہ
سفر کا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے
دن تم یہاں اور رہو ہمکو یہ درود پڑھنا تمہارا خوش آیا ہے اور ایک
یہ ہے اللہم صل علی محمد معدن الجود والکرم ومنبع العلم والحکم وعلی آلہ واصحابہ
وسلم یہ صیغہ اس سلسلہ شریفہ کے مشائخ میں مشہور ومتعارف ہے اور ایک یہ
ہے اللہم صل وسلم علی حبیبک وقریبک ولبیبک مظہر تجلیات وشمائل حضرتک
وجمال قدسک روح اقدس معطی الحیوٰۃ والفیضان بارک بکثیر العوالم مفیض نوال
القدس صاحب الفضل والتعالی شموس نورک نقل کرتے ہیں کہ کلمات طیبات حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ترتیب دیے ہوئے ہیں اور ناقلین اسکے بڑے مشائخ
نامدار ہیں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات عالیات ہمارے پیر
حق نے بھی اپنے رسالہ اوراد میں ذکر کیے ہیں واللہ اعلم اور ایک
یہ ہے اللہم صل وسلم علی روح محمد فی الارواح وصل وسلم علی جسدہ فی الاجساد
وصل وسلم علی قبرہ فی القبور سخاوی نے درمنتظم سے نقل کیا ہے کہ ایسا وارد ہوا ہے
کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے
خواب میں مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب
ہوگا اور بدن اسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا اور یہ صیغہ حزب شریف دلائل میں بہت
مستعمل ہے اور اسپر زیادہ کرتے ہیں وعلی اسم محمد فی الاسماء اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ میں نے بعضے وقت غلبۂ شوق و ذوق میں آپ کے پاے مبارک سے سر مبارک
تک ہر عضو شریف کو ذکر کرتا ہوں اور درود بھیجتا ہوں اس طرح پر کہ اللہم صل علی رأس
محمد فی الرؤس وصل علی شعر محمد فی الشعور وعلی جبہۃ محمد فی الجباہ وعلی عین محمد فی العیون
وعلی اذن محمد فی الاذان وعلی وجہ محمد فی الوجوہ وعلی صدر محمد فی الصدور و
علی قلب محمد فی القلوب وہکذا اور کبھی کہتا ہے وعلی بلد محمد فی البلاد وعلی دار محمد
فی الدور وعلی مسجد محمد فی المساجد وہکذا اور ایک یہ ہے اللہم لبیک
اللہم سعدیک صل وسلم علیہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور ایک یہ ہے صلوٰۃ اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین
والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ فی الارض والسماء
یا رب العالمین علی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب خاتم النبیین وسید المرسلین وامام
المتقین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وسلام علیہ وعلی
آلہ واصحابہ اجمعین یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
اور شفا میں مذکور ہے اور اُس نماز میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بعد رحلت فرمانے کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے پڑھی تھی
اور ایک یہ ہے اللہم اجعل صلواتک وبرکاتک ورحمتک علی سید
المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر
ورسول الرحمۃ اللہم ابعثہ مقاما محمودا یغبطہ فیہ الاولون والآخرون
اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل
ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت
علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اس صیغے کی روایت
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے کرتے ہیں اور ایک یہ ہے اللہم
تقبل شفاعۃ محمد الکبریٰ وارفع درجتہ العلیا وآتہ سؤلہ فی الآخرۃ والاولیٰ
کما آتیت ابراہیم وموسیٰ روایت کی ہے اسکو طاؤس نے عبد اللہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہے اللھم اعط محمدا افضل ما سالک لنفسہ و
اعط محمدا افضل ما سالک لاحد من خلقک واعط محمدا افضل ما انت مسئول لہ الی
یوم القیامۃ یہ مروی ہے وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی
سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد ن النبی الامی الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین
مصطفیۃ علی الخلائق اجمعین عدد ما فی علمک وملأ ما فی علمک وزنۃ فی
علمک وعدد خلقک وعدد کل ذرۃ اضعافا مضاعفۃ فی ذلک الف
مرۃ فی الف مرۃ فی کل نفس ولمحۃ ولحظۃ وطرفۃ یطرف بھا اہل السموات
والارض وعلی آلہ وصحبہ وسلم اور ایک یہ ہے اللھم صل علی
محمد عبدک ورسولک السید الکامل الفاتح الخاتم نور المبین ورسولک الصادق
الامین اٰت سیدنا محمد الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ والبعثہ المقام
المحمود الذی وعدتہ الشفیع المرتضی ورسولک المجتبی اللھم صل علیہ وعلی
آلہ کما صلیت علی ابراھیم وبارک علیہ وعلی آلہ کما بارکت علی ابراھیم
فی العالمین انک حمید مجید عدد ما خلقک ورضا نفسک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا ابدا
مبارکا برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ ہے اللھم صل علی
محمد وعلی آل محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وکرا الجدیدان و
استقبل الفرقدان واضنا را لقمران وبلغ روضہ وارواح اہل بیتہ منا
التحیۃ والسلام اسکے بعد یہ دعا کیا وے کہ اللھم ان الملئکۃ السیاحین والذین
خلقتھم لتبلیغ ہدایا الصلوٰۃ من الامۃ الاحضرت نبیک وحبیبک ان
یبلغوا ھذہ الھدیۃ من ہذا الحقیر ویقولوا یا رسول اللہ قد بلغنا الیک العبد
الفقیر المسکین عبد الحق بن سیف الدین الساکن ببلدۃ دہلی العبد
المذنب العاصی الذی لا الحبار لہ ولا اعتبار الا حبا بک
وما ینا سبہ ہذا المقام من العبادات او یقولوا یا رسول اللہ قد بلغنا
الیک العبد الفقیر المسکین عبد الحق بن غلام رسول اہب اللہ تعالے

علینا بقبول القبول بجاہ ذریتہ سیدتنا فاطمۃ الزہراء البتول الساکن بعبادۃ گا تقوی العبد
المذنب العاصی الذی لا ملجاء لہ ولا منجاء الا جنابک وما یناسب ہذا المقام من
الحاجات اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد بعدد اوراق الاشجار
وبعدد قطرات الامطار وبعدد دواب البراری والبحار وعلی آلہ وصحبہ وسلم
اور کبھی یون کہا جاتا ہے بعدد کل قطرۃ قطرت من سمائک الی ارضک من حین
خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ وکذالک اوراق الاشجار ودواب البراری
والبحار اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ الف الف
مرۃ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے اور ایک
یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم عدد کل شیء وصل علی
محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم زنۃ کل شیء اللہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ
وسلم عدد خلقک ورضاء نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک وصلی علیک
وجمیع رضاک اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد بعدد
اسمائک الحسنی وبعدد کل معلوم لک اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد
عدد کل ما خلقت وذرات وبرات وعدد کل قطرۃ قطرت من سمواتک الی ارضک
من حین خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ کل یوم الف مرۃ وعلی آلہ وصحبہ وسلم
اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد صلوٰۃ تکون
لک رضاء ولحقہ اداء واعطہ الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا
واجزہ عنا افضل ما جزیت نبیا علی امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین وعلی جمیع الاولیاء والمتقین وعلی سیدنا الشیخ محی الدین
عبدالقادر المکین الامین وعلی جمیع ملائکتک من اہل السموات والارضین
وعلی جمیع عبادک الصالحین وعلینا معہم یا ارحم الراحمین اس صیغے کا پڑھنا
بعد نماز صبح کے کتب مشائخ مین آیا ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی
سیدنا محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاہوال والآفات وتقضی لنا بہا

جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیئات وترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بہا
اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے وتطہرنا بہا
من جمیع السیئات کے پڑھے جاتے ہیں وتغفر لنا بہا جمیع الذنوبات وتکفر عنا بہا
جمیع الخطیئات ان درود کے پڑھنے سے سارے مقاصد دینا و آخرت کے بر آتے
ہیں اور ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میری
مشکلیں اور حاجتیں اسی سے بر آتی ہیں اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات کشتی و دریا
سے منقول و مجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک
مشکل آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار پڑھ چکا
تھا کہ وہ مشکل آسان ہو گئی بعد اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا تعین ہوا جیسا
کہ ذکر کیا ہے اسکو بعضے علما نے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد
النبی الامی الطاہر الزکی صلوٰۃ تحل بہا العقد وتفک بہا الکرب صلوٰۃ تکون
لک رضاء ولحقہ اداء وعلی آلہ وصحبہ وسلم وبارک اس درود کے پڑھنے
سے دل روشن ہوتا ہے اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتیں بر آتی ہیں اور غم
دور ہو جاتے ہیں اور اس کو غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور
ایک یہ ہے اللہم صل وسلم وبارک وکرم علی سیدنا ونبینا محمد عبدک
ونبیک ورسولک النبی الامی نبی الرحمۃ وشفیع الامۃ الذی ارسلتہ رحمۃ
للعالمین وعلی آلہ واصحابہ واولادہ وذریتہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین و
ازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین افضل صلوٰۃ وازکی سلام وانمی برکات
عدد ما فی علمک وزنۃ فی علمک وملا ما فی علمک ومداد کلماتک ومبلغ
رضاک وصل وسلم وبارک وکرم کذلک کلہ افضل صلوٰۃ وازکی سلام وانمی
برکات وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آل کل واحد واصحاب کل منہم
والتابعین اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وعلی سیدنا
محی الدین عبد القادر والمکین الاولین وعلی کل ولی اللہ فی العالمین وسائر

المؤمنین من الاولین والآخرین عدد ما علم اللہ وبلا ما علم اللہ وزنتہ ما علم اللہ
وارحمنا بلطفک بحرمتہم اجمعین واشفقنا وعافنا من کل آفۃ وعاہۃ واعف عنا وعاملنا
باللطف الجمیل ولا تسقط علینا بذنوبنا من لا یرحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین آمین
آمین آمین۔ بعضے صالحین سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو بالالتزام پڑھتا
ہو وہ نجات پاتا ہے ہر بلاسے نازل سے اور محفوظ رہتا ہے ہر حادثہ سے اور حضرت
شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی اجازت بعضے مشائخ محدثین سے حاصل ہوئی ہے اور
ایک یہ ہے اللہم صل وسلم علی سیدنا ومولانا وشفیعنا وملاذنا وملجانا
محمد وعلی آلہ واصحابہ واولادہ وذریتہ وازواجہ واہل بیتہ واتباعہ
واشیاعہ صلوٰۃ ناشئۃ من معدن السر الذی بینک وبینہ ولا یحصیہ
احد الا انت او ہو وبارک وکرم وشرف وعظم ومجد حسب قربہ ودرجتہ
عندک ومقدار کرامتک ومحبتک لہ وصل وسلم علیہ وعلی آلہ عدد کل علم علمتہ
ایاہ وکل فضل خصصتہ بہ وکل نعمۃ انعمتہا علیہ صلوٰۃ جامعۃ لجمیع
المراتب ومثالہ لکل الدرجات ونامیۃ لکل الخیرات ما یمکن ان یتصور
وما یتصور وما یظہر علی احد ولا یظہر اللہم صل علی سیدنا محمد عبدک ورسولک
ونبیک وحبیبک وخلیلک وصفیک ونجیک وخیرتک من خلقک
وخیر خلقک الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین وہادیا للضالین وشفیعا
للمذنبین ودلیلا للمتحیرین وطریقا للعارفین واماما للمتقین ونورا للمستبصرین وبرہانا
علی السالکین وبشیرا للطائعین ونذیرا للعاصین ورؤفا رحیما بالمؤمنین
الذی نورت قلبہ وشرحت صدرہ ورفعت ذکرہ وعظمت قدرہ
واعلیت کلمتہ وایدت دینہ واثبت لقیتہ ورحمت امتہ
وعممت برکتہ اللہم صل وسلم علیہ صلوٰۃ تنور بہا القلوب وتغفر بہا الذنوب
وتستر بہا العیوب وتکشف بہا الکروب وتفرج بہا الہموم وتزیل بہا الغموم وتدفع
البلاء وتنزل بہا الشفاء وتسہل الامور وتشرح الصدور وتوسع المعسور

وتیسیر الحساب وتعلیم الکتاب وتثقیل المیزان وتنجیتی من النیران وتقیید اللقاء وتثبیت
الثمار صلواۃ تصلح الاحوال وتفرغ البال وتصفی الوقت وتجنب المقت
صلوۃ تعم برکاتها وتحیط کراماتها وتشیع انوارها وتظهر اسرارها موجبة للسداد
وباعثة علی الرشاد ومانعة عن الضلال ودافعة للاختلال ومحصلة للکمال
صلواۃ لاتدع خیرا من خیرات الدنیا والآخرة الا حصلتها ولاتترک کمالا من کمالات
الظاهر والباطن الا اتمتها واکملتها صلواۃ دائمة متصلة باقیة غیر منقطعة
واقعة بلسان الحال والقال موجبة لجمیع الحقوق فی جمیع الاحوال صلواۃ راضیة
مرضیة کاملة مکملة تامة متممة نامیة منمیة مقبولة مشمولة جلیلة جزیلة عدد ما
یجری فیها رسنا رغبا رعلما وعملا حالا وذوقا اولا وآخرا وظاهرا وباطنا برحمتک
وفضلک وجودک وعنایتک ورعایتک وکلائتک وحمایتک یا اله العالمین وخیر
الناصرین ویا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین ویا غیاث المستغیثین الی یوم الدین
من ازل الآزال الی ابد الآبدین برحمتک یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمین ۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سارے کلمات اس
درود کے بعینہ زیارات حضرت سید الکائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات میں کمال عجز
اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور فائض النور میں جلدی جلدی میں نے انشا کرکے
آپ کے سامنے پڑھے ہیں امید کہ مسموع سمع رضا ہوتے ہوں اور یہ میرے معراج
کے مقامات میں سے ہے والحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام
علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الکتاب

سپاس بے قیاس کے لایق خاص وہ پروردگار ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیہ
اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور لوائے رشادت
بلند فرما کر حج وزیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما کو موافق کلام صداقت انجام

حجوا فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن[1] کے موجب کفارت سیئات اور بمطابق
مضمون ہدایت مشحون من زار قبری وجبت له شفاعتی[2] کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرور
کائنات علیه التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نا محدود اسکے رسول مقبول صلے اللہ
علیه وعلی آله واصحابه واتباعه وذریاته کو سزاوار ہے کہ جسنے واسطے صلاح اسلام اور فلاح
جماعت کافۂ مسلمین و زمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیله و کروہات متظاہرہ اور شدائد آور
صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا **اما بعد** اوپر رائے مومنین
اور صاحبان صدق و یقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالہ عجوبہ کہ ترجمہ مرغوب کتاب مستطاب فارسی
مسمّی بہ **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مصنفۂ حضرت مولانا شاہ **عبد الحق**
دہلوی بخاری رحمته الله علیه کا ہے جس مین کوائف مدینۂ مطیبہ اور اذکار مفیدہ حالات
حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیه وعلی آله واصحابه الصلوات والتسلیمات
کو واسطے نفع عام خصوصًا واسطے اُن مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کتابات
عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہین رکھتے منضبط کیا گیا ہے واقع تاریخ
دوم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۲ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشارات
سے مقبول قلوب خاص و عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت
اس بلدۂ مشرفہ کی معلوم کرکے ازدیاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اُسکی زیارت کو اپنی
سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہو جائین اور حضرت مترجم کو کہ اُنھون نے نہایت عمدگی اور
نہایت خوبی سے بتصریح و تشریح زبان اردو بکمال فہم مین ترجمہ فرمایا ہے دعاے خیریت کونین
کے یاد و شاد فرمائین الٰہی بحرمت رسول اکرم صلی الله علیه وآله وسلم یہ ہدیہ قبول ہوا اور جو
کوئی اسکو لکھے یا پڑھے یا سنے اوس کا مقصود دونون جہان مین حاصل ہو آمین یارب العالمین

---

[1] حج کرو تم بہ تحقیق کہ حج دھوتا ہے گناہون کو جسطرح دھوتا ہے پانی میل کو ۱۲

[2] جس نے زیارت کی مزار میرے کی واجب ہوئی واسطے اس شخص کے شفاعت میری ۱۲

خاتمۃ الطبع

لله الحمد والمنة کہ درین ایام فرخندہ انجام رسالۂ فیض مقالہ مرغوب القلوب ترجمۂ اردو جذب القلوب جو فضائل مدینۂ منورہ میں ہے ذلاجواب ہے منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ واقع کانپور صانہ اللہ عن شر الدہور مین بسر پرستی معلی القاب عالیجناب ستودہ شیم فرخندہ خو منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بصد حسن و خوبی بہزار خوش اسلوبی بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بماہ مئی سنہ ١٩١٥ع تیسری مرتبہ حلیۂ طبع سے محلے اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا والحمد للہ علیٰ ذلک ؎

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

شائع گردید خوب با حسن و صفا ۔۔۔ اردو جذب القلوب از فضل خدا
عاقل تاریخ عیسوی کرد رقم ۔۔۔ مرغوب القلوب بہجت افزا زیبا

تاریخ طبع از سخن سنجان مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

چھپ چکا جس گھڑی یہ جذب قلوب اردو ۔۔۔ ہر بشر کو ہوا مرغوب چھپا یہ اچھا
سال تاریخ جو مطلوب ہو تمکو حامد ۔۔۔ لکھدو تم۔ ترجمہ کیا خوب چھپا یہ اچھا
١٣ھ ٢٣

فہرست کتب

ایضاً - جلد اول -

ایضاً - جلد دوم -

اسرار محبت -

دواء الشفا - جدید شرح قصیدہ بردہ

مطبوعہ ۱۳۰۳ء -

جامع لطیفی - حالات حضرت پیغمبر علیہ السلام

یعنی پیدایش نور محمدی سے تا وفات شریف -

شرح قصیدہ بردہ - مطبوعہ ترہند -

مقالات الصوفیہ - مطبوعہ غیر مطبع -

سفینۃ الاولیا - از شاہزادہ دارا شکوہ

وصیت نامہ مع رسالہ دانشمندی -

مولود النبی -

تحریر الشہادتین - شرح سر الشہادتین -

تحفہ اثنا عشریہ - جلی قلم مطبوعہ ۱۳۰۳ء

کتب اخلاق و تصوف

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف -

صد پند سودمند لقمان حکیم شامل چار رسالہ

کلمۃ الحق - مع شرح نور مطلق مطبوعہ ۱۳۰۳ء

مکتوبات جوابی حضرت شیخ شرف الدین -

مکتوبات - حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری

مطلع انوار - مع حواشی جدید -

نفحات الانس - مع سلسلۃ الذہب -

فوائد الفواد - از حضرت نظام الدین دہلوی -

شرح بوستان باز یکصد بہار مطبوعہ دہلی

فوائد سعدیہ -

لوائح جامی -

مالا بد منہ ضروریہ - غیر مطبع

پند نامہ عطار -

کیمیای سعادت فارسی -

اخلاق جلالی محشی -

اخلاق ناصری - کاغذ کندہ -

ایضاً - کاغذ دیسی

اخلاق محسنی - دیکھو سررشتہ تعلیم بک ڈپو

معدن الجواہر -

مطالب رشیدی مطبوعہ ۱۳۰۳ء -

مثنوی سلسبیل -

مثنوی بزم وصال - دیکھو سررشتہ تعلیم بک ڈپو

مثنوی شیخ بہلول -

مجالس العشاق - باتصویر -

منطق الطیر -

مخزن اسرار -

می باید شنید -

می باید دید -

مکاتبات احسانی -

انشاے اسرار قریشن
شبستان نکات و گلستان نغمات
دائرۂ صنعت۔ گنجینۂ صنائع تاریخی
دانش نامہ۔ جہان ہر شے کی آفرینش
بطور حکمت فلاسفہ
دبستان مذہب۔ عقائد مذہبیہ اقوام مختلف
رسالہ منازعت۔ تقدیر و تدبیر
مخزن العلوم۔ مع نقشہ
گلشن خیال۔ تاریخ گوئی کے قاعدے
قول فیصل
ابواب الجنان۔ جلد اول در آداب
و اخلاق اسلامی
ایضاً۔ حصہ دوم

کتب تواریخ انبیا و اولیا وغیرہ

سفینۂ رحمانی
عجائب القصص۔ مطبوعہ دہلی
احسن القصص۔ حالات از تخلیق عالم
و آدم تا رسول آخر الزمان صلعم
حیات القلوب۔ کامل ہر سہ جلد
جلد اول۔ در حالات انبیا
جلد دوم۔ در معجزات پیغمبر آخر الزمان
جلد سوم۔ در بیان امامت
جذب القلوب۔ الی دیار المحبوب

روضۃ الصفا۔ سات جلدیں یکجائی
گنجینۂ سروری معروف بہ گنج تاریخ و
و وفات اولیاے کرام
وقائع شاہ معین الدین چشتی
خزینۃ الاصفیا۔ کامل دو جلدیں
ترجمۂ فوائد سعدیہ۔ متضمن حالات احمد
آفتاب و تاریخ اولیا و سوانح عمری
اصفیا مطبوعہ ۱۲۹۳ء کاغذ سفید گندہ
ایضاً۔ کاغذ سفید رسمی
قصص الانبیا۔ کلان مسمی بہ روضۃ الاصفیا
ایضاً۔ خورد
عجائب القصص۔ مبسوط حالات انبیا ترجمہ
مولوی فخر الدین مطبوعہ ۱۲۸۸ء
تاریخ حبیب آلہ
مجموعہ فتوحات واقدی۔ کامل در ہر چہار
حصہ مطبوعہ ۱۲۹۱ء
(۱) مغازی الصادقہ۔ معروف بہ
مغازی الرسول
(۲ و ۳) فتوح الشام۔ و فتوح ا
اردو یکجائی
(۴) غزوۂ عرب۔ معروف
بہ ترجمۂ فتوح العجم
منہاج النبوۃ۔ ترجمہ معراج النبوۃ در دو جلد کا